

چاپانی معشوقہ

عرف
جاپان کی گرما

دنیا میں اپنی قسم کا نیا ناول - حسین جاپانیوں کے طرز معاشرت،

مخلع و اطوار، معتقدات و توہمات کو رزم و بزم اور حسن و عشق کے سانچے

میں ڈال لایا گیا ہے۔۔ "جیشا" (جاپانی طوائفوں) کے حالات - جاپان کے

دلفریب مناظر نہایت دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں

مفتہ جناب محی العیوب خا نصاحب کلام - بی اے علی گٹ انسٹاؤٹ میں چار

م۔۔ و مصنف بنت فرعون - شہری پہاڑی - عیاری کا پتلہ وغیرہ وغیرہ

م۔۔ حاجی فقیر محمد مالک حاجی بک ڈپو لکھنؤ محلہ اصطلح چار باغ

مطبع یوسفی مین طبع ہوا

حاجی بک دُپو لکھو کے

جدید ناول

بنت فرعون	اشتاری معشوقہ	آئینہ جبرائیم	اصنام خیالی
۱۲	۸	۶	۶
سنہری پہاڑی	عباری کا پتلہ	حور دن کا کلب	قوالی کا اکہم
۶	۳	۱۲	۲

دیگر کتب

شہید وفا	رہبر بار مودنیم	کوک شاستر	فرزوس برہمنی
۳	۲	۳	۸
منصور مودنا	حسن اینجانا	ملک العزیز درجنا	کلام اکبر الہ آبادی
۱۲	۶	۴	۴
انقلاب فرانس	ترکی حرم سرا	حسن کا ڈاکو	حاجی بقلول
۸	۴	۳	۸
خونی آقا	دربار حرا سپو کابل	انتخاب دیوان جلیل	فطرتی جاسوس
۳	۴	۴	۶
محرکہ میونس	میان پوٹ	شکوہ و محبت	کرشمہ رقا بیت
۴	۲	۴	۴
محب وطن	کبھی کا راز	چینی قزاق	بیدار خانسانان
۴	۴	۳	۳

جاپان کی گڑیا

پہلا باب

ترجمہ

حسین جاپان

مجھے بخوبی یاد ہے کہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء کو سیری پھیبوس سالگرہ تھی۔ اسی
روز میں جاپان کی مشہور بندرگاہ یاکوہامہ میں وارد ہوا تھا اور یہی وہ دن تھا
جس پر امریکی غریزہ کا پھیپھڑاں سال اختتام کو پہنچا تھا۔ دنیا اور اس کے ساتھ ساتھ
اس بھی غور و خیر تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ آئندہ کیا ہو یا لاہور اور کیا کیا کام و مصائب
ہیں اپنی آئندہ زندگی میں پیش آئیں گے۔

سیری زندگی کا بہت سادہ ملک چین میں بسر ہوا تھا اور اہل مغرب کے نزدیک
ایک پر اسرار اور ناقابل اعتبار ملک ہے۔ اور اب وہ ملک جسے عرف عام میں
چین کہتے ہیں "مظہر النور" کہتے ہیں میرے لئے کچھ جہان زیادہ دلچسپی
کے ساتھ تھا۔ جب ملک چین میں سات سال کی مختلف الحوادث زندگی بسر کرنے
کے بعد اس تجارتی کوٹھی نے مجھے ملایم تھا، یہ مناسب سمجھا کہ میں جاپان جاکر
قیام تک اور اس کے بعد صرف اس خیال سے کہیں کہ اس کی زندگی کو
دوبارہ ملے اور اب وہ ہوا تو ہو یا نیکی،

اسی سلسلہ میں اس قدر عرض کر دینا بھی غالباً بے عمل نہ ہو گا کہ میں کلکتہ کے

شہور ملک اتھار حاجی حسن دادا اینڈ کمپنی کے یہاں ملازم تھا۔ شنگھائی سے جہان
میں چرک رہتا تھا یا کوامہ تک جہاں میرا تبادلہ کر دیا گیا تھا، ہر روز جہاز چھوٹا
کرنے تھے اور کرایہ بھی کچھ زیادہ نہ تھا۔ علاوہ ازیں اس تبادلہ کی وجہ سے مجھے
بنا کوئی نقصان بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ میرے مقام و قیام کے جملہ مصارف کمپنی
کے ذمہ تھے اور میری سات برس کی خواہ کی بہت بڑی رقم میرے نام سے بینک میں
جمع تھی۔

آج کل شنگھائی کی آب و ہوا بھی بہت خراب تھی، ایک تو گرمی شدت کی بڑتی تھی
دوسرے ہوا بند رہتی تھی۔ جس سے جی گھبرا جاتا تھا۔ اسلئے میں نے بھی خوشی خوشی
جہازوں کی تیاریاں کیں۔ اور ایک جہاز کا ٹکٹ لیکر یا کوامہ کی طرف چل پڑا
سندھ کا یہ سفر نہایت خوشگوار تھا اور بلا کسی قابل ذکر حادثہ کے گزر گیا۔
کے زمانہ میں دن بڑے ہوتے ہیں جو سایہ کے نیچے عرشہ جہاز پر بیٹھے بیٹھے نہایت عمدگی
سے گزر جاتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات ٹنڈی ٹنڈی ہوا کے خوشگوار جھوکے اور بان
دیکر سلاستے تھے، مشرقی سمندروں میں راتیں بھی نہایت خوشگوار بلکہ حیرت انگیز
ہوتی ہیں، کبھی کبھی تاروں کی بھری راتوں کا لطف آتا ہے، جبکہ سقف نیلی میں لاکھوں
در کردوں درخشاں ستارے قسموں کی طرح لٹکتے دکھائی دیتے ہیں اور کبھی
چاند کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اور جب رات کے وقت چاند کی منور شاہیں سمندر
کی لہروں پر چڑتی ہیں۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے ایک وسیع شطرنجی کا فرش
سجھ آپ پر کھپا دیا ہے۔ جس میں ایک دھاری نیلی اور دوسری سفید ہے۔
جب تک ہم اس فطرت کے دہانے میں داخل نہ ہو گئے جس کے ساحل پر یا کوامہ واقع ہے
اس وقت تک ہم کو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ رات کب گئی (اور کیوں نہ گئی،
اس وقت میری آنکھوں کے سامنے ایک عجیب و غریب منظر گزرا تھا۔ اور

واقعی یہ منظر اس قدر حیرت انگیز تھا کہ میں نے گھبرا کر اپنی آنکھیں ملیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ
انچھ می منیم یہ بیداریت یا رب یہ خواب

دونوں طرف سبز پوش پہاڑیاں آسمان سے باتیں کرتی دکھائی دیتی تھیں۔ اور
ان کی سطح پر زبردیاں کھینچنے اس سلیقے سے بنائے گئے تھے گویا ہر پہاڑی آرام مصری
کی حریف تھی ان پشتوں پر دھان کی کاشت کی جاتی ہے اور جہاں کہیں کھیت نہیں
تھے وہاں دیو دار اور صنوبر کے دروازوں اور درخت مستون کی طرح کھڑے ہوتے ہوں۔
تھے اور ان تمام پہاڑیوں کے سرو پر نہایت بلند آسمان سے باتیں کرتی ہوئی ایک
برف پوش پہاڑ کی سفید سفید چوٹی آفتاب کی منور شعاعوں میں چمکتی ہوئی اس قدر
بارش اور دلفریب نظر آتی تھی، جیسے کسی پیر و خنجر کا سفید عام۔ چاروں طرف
سبز پوش سرچوں پہاڑیاں اور ان کے بیچ میں ایک برف پوش بلند پہاڑ ایسا
معلوم ہوتا تھا گویا ایک پیر و خنجر کے گرد مریدان عقیدت کیش کا حلقہ بنا ہوا ہے
اور دیکھ کر اس قدر حیرت ہو رہا ہے اور لطف یہ کہ قرب و بعد، اور آفتاب کی
شعاعوں کے آڑی ترہی پڑنے سے یہ پہاڑیاں ہر قسم کے رنگ بدلتی تھیں، اور
تھوڑی سی غور و می دید منظر کی حالت بالکل بدل جاتی تھی، میرے خیال میں اس
سے زیادہ خوبصورت منظر دنیا بھر میں نہ ہو گا، یہ برف پوش سر پہلک پہاڑ جاپان کا
مقدس پہاڑ کوہ فرعی یا تا ہے، کسی زمانہ میں یہ آتش فشاں پہاڑ تھا، مگر اب بند
ہو گیا ہے اس قسم کے دلفریب مناظر نے جاپانیوں کی ذہنیت پر اس قدر اثر ڈالا ہے
کہ ان میں کچھ عجیب گمانات کا مشید ہے اور جاپان کی کوئی چیز ایسی نہیں جو دلفریبی اور
حسن و جمال سے خالی ہو، بلکہ کہ دونوں ہر دو معلوم ہوا کہ جاپان کے شہر اسیکڑوں برسوں
سے فرجیا یا تا کی خوبصورتی کے نقیدہ توانی میں رطب اللسان رہے ہیں اور جاپان
کے نقاش و مصوروں نے اس پہاڑ کی خوبصورتی کو ہر وقت اپنے پیش نظر

رکھ کر اپنے فن کو بدرجہ کمال پہونچا دیا ہے

اس قسم کے مناظر میں جا پانی تصویروں میں ساٹھ سال پیشتر بھی دیکھ چکا تھا۔
 میں ان مناظر کو حقیقت پر مبنی نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ یہ خیال کرتا تھا کہ ان تصاویر میں
 جس قدر حصہ جمالیات سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ سب ایک مشرقی فکر و رسا کی بلند پروازی
 کا کرشمہ ہے، اور نہ ایسے خوبصورت مناظر کا وجود فنی یا تری میں ہونا محال ہے کہ
 ہے اگر آج میری زندگی کا وہ دن تھا کہ وہ تمام میرت انگیز مناظر جن کو میں خواب
 و خیال سے زیادہ وقعت نہ دیتا تھا اپنے حقیقی رنگ و ہپ میں میری آنکھوں کے
 سامنے آتے۔ یعنی وہی آسمان، وہی زمین، وہی سمندر، وہی پہاڑ، وہی دریا، وہی
 درخت اور وہی مندر وہی مکانات۔ سب چیزیں اپنی اصلی حالت میں نظر
 آ رہی تھیں۔

الغرض میری طبیعت پر ان دلچسپ مناظر کا اس قدر اثر ہوا کہ میں بہوت
 ہو گیا، اور اس خیال سے کہ کہیں سمندر میں نہ گر پڑوں میں نے جہاز کا ہنگامہ مضبوط کر
 لیا، میں یہ سوچتا تھا کہ جن باتوں کو میں خواب و خیال سمجھتا تھا وہ تمام باتیں
 صحیح نکلیں تو کیا یہ ناممکن ہے کہ شعرا اور نسا نگاروں کی جن باتوں پر میں بہت تھا
 وہ سب صحیح ہوں؟

کیا یہ ممکن نہیں کہ کسی عورت کے عشق میں دیوانہ ہو کر کوئی شخص اپنے تمام دنیوی
 مفاد کو اپنی زندگی کے تمام مقصد کو بلکہ اپنی جان کو قربان کر دے،
 اب تک میں مستقل بلکہ مدد و خیالات کا آدمی تھا میرا وطن گھمبے ہے جہیں ہر
 خدا نے والدین کا سایہ سر سے اٹھایا تھا، اور میری پرورش میری خاندان کی
 نفی جو خود کبھی کبھار دولت مند نہ تھیں، میرا اصلی نام حسن علی ہے مگر لوگ پیار میں
 ہمیشہ مجھے دلارے مرزا کہا کرتے تھے۔ میں نے امین آباد ہائی اسکول میں انٹرنل

ایک تعلیم حاصل کر لی تھی اور اس میں عمر ہی میں گھر سے نکل کر کلکتہ چلا آیا تھا تاکہ کسی
 نگر میں ملازمت مل جائے، خدا خدا کر کے حاجی حسن دادا اینڈ کمپنی کے یہاں طعام و قیام
 اور تیس سو روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گیا، اس کے بعد میں نے اس قدر تندہی اور
 دیانت داری سے کام کیا کہ کمپنی نے میری تنخواہ میں ہر سال اضافہ کیا اور کچھ عرصہ
 بعد مجھے اسسٹنٹ منیجر بنا کر دو سو روپیہ ماہوار پر اپنی کوٹھی کی شاخ واقع ریلوے
 میں بھیج دیا، وہاں میں چار سال تک نہایت محنت اور دیانت سے کام کرتا رہا
 کمپنی کے ارباب حل و عقد مجھے سے اس قدر خوش ہوئے کہ مجھے اپنی دوکان کا منیجر
 بنا کر فلکسچین میں بنگالہ شنگھائی بھیج دیا، جہاں میں سات برس تک رہا، اور اب
 میرا تباہ دل یا کوہ آہ کی کوٹھی میں کر دیا گیا ہے، اور اب خدا کا شکر ہے کہ مجھے پانچ سو
 روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے، طعام و قیام کے جملہ مصارف کمپنی کے ذمہ ہیں، چونکہ
 میں بہت کفایت شعار اور سادہ مزاج آدمی ہوں اسلئے میرا بہت سادہ پیسہ
 تنگ میں جمع ہے۔

خیر یہ تو ایک جملہ سترضہ تھا۔ اب میں بھر واقعات بیان کرتا ہوں بندہ گا
 میں سرحد جاپان جھوٹے پھوٹے زور و رنگ جہاز اور ماہی گیری کی جھوٹی
 جھوٹی کشتیاں نظر آتی تھیں اور ان سب کی اس قدر کثرت تھی کہ خیال گذرتا
 تھا شاید جہاز آگے نہ بڑھ سکے اگر بڑھے گا تو کوئی نہ کوئی کشتی ضرور
 ٹکرائے گی اور پھر نہ معلوم کس قدر جانیں ضائع ہوں، لیکن جو کہ ہمارا جہاز نہایت
 احتیاط اور دھیمی رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا اسلئے ہم سے کسی کشتی یا جہاز کا تصادم
 نہیں ہوا اور بالآخر ہم یا کوہ آہ کے گھاٹ پر پہنچ گئے۔

جہاز سے اترنے کے بعد میں شہر کے اس حصے میں پہنچا جہاں پورہ دین آبادی
 تھی کیونکہ یہیں ہماری تجارتی کوٹھی واقع تھی یہاں پہنچ کر میں نے اپنا سامان انکار

سابق فیجی سٹرا بوالقاسم صفدری نے میری خوب آؤ بھگت کی۔ دو چار دن میں
 کوٹھی کا چارج لے لیا گیا۔ اور اس کے بعد میرا دل چاہا کہ ذرا لک جاپاں کی سیر
 کروں جنانچہ میں نے دوکان کا کام اپنے اسٹنٹ پر چھوڑا اور یا کو ہارمہ کی سیر کو نکلا
 جس حصہ شہر میں ہماری کوٹھی تھی وہاں کوئی بات دیکھنے کے قابل نہ تھی کیونکہ یہ
 شہر کا کاروباری حصہ تھا اسلئے میں نے اس حصہ کو یونہی چھوڑ دیا اور ایک روز شام
 کے وقت جب دھوپ کس قدر کم ہو گئی تھی یا کو ہارمہ کے جا پانی حصہ کی سیر کو نکلا۔
 جہاں جا پانیوں کا ابھی تک وہی طرز معاشرت چلا آتا ہے جو ہزار ہا سال قبل
 اُن کے آباؤ اجداد کا تھا، اُن کا لباس ابھی تک وہی ہے جو اُن کے باب داد
 کا تھا، اس طرح کھاتے پیتے ہیں اور اس طرح اٹھتے بیٹھتے ہیں اور غالباً اُن کے
 خیالات بھی وہی دنیاوی ہوں گے، یہ لوگ ہم ہندوستانیوں کی طرح نہیں
 کہ انگریزوں کی تقلید میں کوٹ بٹنوں پہن کر آدھے انگریز بن گئے ہیں، عادات و
 خصائل کے لحاظ سے ایک تل نہیں بدلا، چپیں و جا پان دونوں حد درجہ کے قدامت
 پرست ہیں، ان کی تمام باتیں پرانی ہیں مگر سب دلچسپ اور نظر فریب ہیں،
 میرے نزدیک جو چیزیں وہاں دیکھتا تھا وہ انوکھی ہوتی تھی، ہر چیز
 ایسی کہ گھنٹوں دیکھے جاوے اور دل نہ بھرے یہاں کے لوگ نہایت خلیق اور
 متواضع اور علم مجلس کے زبردست ماہر ہیں، پرانے وضع کے بنے کپڑے پہنتے
 ہیں، وہ جب آپ کی طرف دیکھیں گے تو ان کا چہرہ شگفتہ اور اُن کے لب زبیر ہم
 ہوگا، گویا آپ کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں وہ ہمیشہ تہذیب و اخلاق کے ساتھ
 گفتگو کرتے ہیں۔ یہاں کے بازار اور گلیاں تنگ مگر کاغذی بھولوں اور رنگین
 قندیلوں اور بیرونیوں سے خوب آراستہ ہیں، بیرونیوں اور چنڈیوں کا رنگ
 عموماً گہرا نیلا ہوتا ہے سڑکوں اور کوچوں کے دونوں طرف عجیب و غریب

و وضع قطع کے چھوٹے چھوٹے دو منزلہ مکانات ہیں جو عموماً ٹکڑی کے بنے ہوتے
ہیں اور ان کے اندر پردہ کی دیوار پن کاغذ کی بنائی جاتی ہیں، زیرین حصہ سرسبز
کیفیت تمام کھلا ہوا ہوتا ہے نیلے رنگ کی سلامی دار پتیلیں ہوتی ہیں چھوٹی چھوٹی
دکانیں رنگ برنگ سامان، آرائش و زیبائش سے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہیں
تینیں چھوٹی چھوٹی خوبصورت چیزیں سلیقہ کے ساتھ بھی ہوتی ہیں، دکان کے باہر
جو ہفتہ سے لہراتے ہیں ان پر عجیب و غریب وضع کی پراسرار تحریریں ہوتی ہیں -
دکانوں کے اندر خوبصورت عورتیں اور حسین و جمیل لڑکیاں سچی بنی جھپٹ
ہوئیں مال فروخت کرتی ہیں۔ مال کیا بچتی ہیں گویا خود پدار کو خود خرید لیتی ہیں
اور ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتی ہیں دکان پر گاہک ہویا نہ ہو۔
یہ اس قدر تہذیب یافتہ اور دکانداری کے طریقوں سے اس قدر واقف ہوتی
ہیں کہ کوئی خریدار شکل سے جکر جا سکتا ہے،

اب رفتہ رفتہ آفتاب کی روشنی کم ہوئی اور شب کی تاریکی غالب آئی لگی تو ہر طرف
کاغذ کی، ٹکین قندیلوں روشن ہو گئیں جس سے منظر کی دلفریبی میں اور بھی زیادہ اضافہ
ہو گیا۔ چپ رات ہو گئی تو لیمپ بھی روشن ہو گئے اور آسمان کی طرف دیکھتا تھا تو
معلوم ہوتا تھا کہ پیر فلک کے ایک نیلیوں چادر کا فرش بچھا دیا ہے حسین چکر دار
ستارے کے ہوتے چکر دار سب سے ہیں اور جب اس کے بعد بچے بازار کی طرف دیکھتا
تھا تو رنگیں اور خوشنما چمکتی ہوئی قندیلوں کی وجہ سے زمین کا منظر ایسا دکھائی
دیتا تھا گویا خود آسمان پر اپنے روشن ستاروں کے شے اتر آیا ہو اس خوبصورت
اور دلفریب منظر کا سیرے و پیراں قدر اثر ہوا کہ میرے منہ سے بیجا حمد نکل
گیا کہ واللہ جاپان کیا ہے برساتا ہے
میں ہمیشہ سے اس قدر سنجیدہ مزاج تھا کہ کہیں کسی چیز کو دیکھ کر نہیں منہ نہ تھا کہ

آج میری طبیعت قلعی بد لگی تھی، میں ہر چیز کو دیکھتا تھا اور مسکراتا تھا۔ میں اس وقت ایک اچھا خاصا خوش مزاج آدمی بن گیا تھا۔ میں اپنی دوکان کو بھی بھول گیا اور وہ جب تھوڑی دیر بعد مجھے بھوک محسوس ہوئی تو میں نے ایک جا پانی لڑھکان میں جا کر کچھ اندر سے لئے اور چائے کیساتھ پیچکر کھائے۔

میرے نزدیک اس وقت جا پان ایک نئی دنیا تھا جہاں کی کوئی چیز بھی بد صورت نہیں، جہاں ہر وقت تبسم کی بارش ہوتی رہتی ہے اور جہاں ہر شخص اختہا درجہ کے اخلاق سے پیش آتا ہے یہی وہ دنیا ہے جہاں کے باشندوں کا مقصد حیات یہ ہے کہ عجب خوش باش دے کہ زندگانی انیست اب رات زیادہ آگئی تھی اور مجھے ادھر ادھر گھومتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اسلئے میں واپس ہوا اور تھوڑی دیر بعد اپنی کوکھ میں آ گیا، جب میں کھانا کھا کر رات کو سو یا تو مجھے تمام رات رنگین خواب نظر آئے رہے اور یہی معلوم ہوتا تھا کہ میں اس وقت بھی جاپان کی ٹکلی کو جوں کی سیگر رہا ہوں،

میرے نزدیک میری اس وقت تک تمام زندگی فضول بسر ہوئی تھی اور آج کو یا میری زندگانی کا ہے واقعی زندگی کہہ سکتے ہیں، پہلا دن تھا، اب تک میرے نزدیک اچھا کھانا اچھا پہنا اور خوب دولت کا یہی مقصد حیات تھا مگر اب میرا طبع نظر قلعی بدل گیا تھا، میں نے اپنا روزانہ چھوڑا اور اس میں صبر نہ کیا اور بار بار درج کی۔

آج اپنی پیسویں سالگرہ کے دن مجھے پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسی بھی کوئی چیز ہے جسے "حیات" کہتے ہیں۔ یہ وہ ملک ہے جس میں ہر چیز خوب صورت ہے۔ لیکن درحقیقت میں اندھا تھا، لیکن آج میری آنکھیں کھل گئی ہیں، اب مجھے جہاں کہیں بھی کوئی خوبصورت چیز نظر آئے گی میں اسے دل سے اسکی

پرستش کروں گا، اور اسے دل کو خوش رکھوں گا۔ یہ خدا کی وہ قسم ہے جو
 دینے کی کوئی بات نہیں کر سکتی جانیں گئے حسن و جمال سے بھرپور زندگی ہے

باب - ۴

سمندر کی سیاحت

بہن روز مرہ بیچ کے وقت چا پان شہر کے کوچہ و بازار میں جا گھستتا۔ دن
 بھر ادھر ادھر کی سیر کرتا اور رات کو جب پوری طرح تاریکی چھا جاتی میں اپنے
 گروائیس آجاتا۔ اس طرح دو دن گزر گئے اور تیسرے صبح کو بیدار ہو کر اس قدر قوت
 آید کہ گھر سے نکلا۔ وہ نہ یہ خیال آیا کہ جس کمپنی کا میں ملازم ہوں اسکی بھی کچھ
 خدمت کرنا ہے۔

بات خرمین نے سوچا کہ ایک روز چا پان کی سیر اور کر لو اور پھر اپنے کام
 پر لوٹ کر مصروف ہو جاؤ لیکن فکر یہ دامنیس ہوئی کہ یہ دن کیونکر گزارا جائے
 کہ یہ پورے راستے حاصل ہو جائے تین دن تک تو یہ کوآہ کی گلیوں کی خاک
 پر چلنا ضرور دیکھے یا اس جنگل کی سیر کی جو شہر کے کنارے پر واقع ہے
 لیکن وہ جدید منظر کی تلاش کرتا چاہیے، لیکن یہ میں تو کہاں میں اور پھر
 کہ اس کے اندر بھی کیونکر سیر ہو۔ یہ سوال دل میں پیدا ہوا، تھا کہ فوراً
 خیال آیا کہ آج جانیوں کے پایہ تخت تہہ ہو کیونکہ کی سیر کرنا چاہیے جو ایشیا بھر میں
 سب سے بڑا شہر مشہور ہے۔ یہاں کوآہ سے شہر صرف اٹھارہ میل کے فاصلہ پر
 واقع ہے۔ وہاں تک ریل جاتی ہے۔ انگریزوں میں ٹکس یا گاڑی چھوڑ کر چلی

کی سیر کی جائے :-

بلکہ تیار ناستہ اور جائے سے فراغت پا کر میں خوشی خوشی تیز قدم بڑھاتا ہوں
 یوں کہ ہمیشہ کی طرف چلے جاؤں۔ مجھے کامل یقین تھا کہ ہا پانی زندگی کا اہم ترین
 نظر آسکتا ہے تو وہ صرف تو کیوین نظر آسکتا ہے جو پانی کی بات سمجھتا ہو
 یا تو ہمارے ایک بہت بڑی بندہ گاہ ہے۔ جہاں کا تیار اور تجارت کی وجہ سے دنیا بھر کے آدمی
 آتے جاتے ہیں اور جاپانیوں پر ان کو گوت کے اوضاع و اطوار اور طریقہ کار کا
 بھی کچھ اندازہ کیا ہے، مگر وہ کیوں باخبر ہے خاص جاپانی ہوئے اور واقعی یہاں
 نیاں انکے منہج ثابت ہوا۔

الغرض میں ٹرین میں سوار ہو کر ٹوکیو پہنچا، دل، دل میں دو ایک گھنٹہ تک
 شہر میں ادھر ادھر گھومنا باقیہ شہر اس دور دیگر خاص مقامات کی سیر کی
 جیسا کہ اجنبی لوگ عموماً کیا کرتے ہیں۔ مگر غلطی دیر بعد مجھ کو معلوم ہوا کہ تجھے
 بسے بکے بوڑھے عورت، مرد ہر عمر و ہر جنس کے آدمیوں کی بہت بڑی تعداد
 ایک ہی سمت کو جا رہی ہے اس لئے اس طرف یقیناً کوئی غیر معمولی بات ہوگی۔ مجھے
 ذرا خیال آیا کہ آج ضرور کوئی تہوار یا میلہ ہے کیونکہ جاپان میں ہر قسم کے شے
 بہت کثرت سے ہوتے ہیں، سمجھتا ہوں اور چاندن چورمیں رات بھر
 در آج کوئی میلہ یا تہوار ہوگا اس سیر میں جب کوئی نیا بھولی کھلتا ہے یا یہ امور
 بہت سے نو میلہ ضرور لگتا ہے۔ کچھ گل عباسی کا میلہ، کچھ منہدی کا میلہ، پیرا کے
 ہونوں کا میلہ۔ اس قسم کے شے جاپان میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ آج یہ بات
 مرد و عورتی لوگ خوشنما رہتی، زردوزی ہمیشہ قیمت "پوشاکیں" ہوتے ہیں۔
 اور آج جو جوان عورتوں کے جو ہر کچھ سوئیڈن سے اپنے ہاں آراستہ کر کے لے آئے ہیں
 صوفیانہ اور نسل خرد تھا۔ لیکن ایک ایک سیر میں کچھ ہوتا ہے۔

پن و اسے رنگیں مزاج اور خوبصورت رنگوں کے دلدادہ ہوتے ہیں، الغرض
 سادہ لباس کو دیکھ کر خیال گذرتا تھا، کہ آج میلہ اس قسم کا ہو گا جس میں سب
 غفقت بنوے لائق ہونگے۔ ہر شخص جماعتی نہیں بلکہ انفرادی تفریح کیلئے گھر سے
 نکلتا ہے، آج کے میلہ کا یہ مقصد نہیں کہ بیش قیمت بھر کردار پوشاکوں جو اہمیت اور
 بویات کی آرائش سے دیکھنے والوں کے لئے فردوس نظر پیش کیا جائے۔

میں نے بھی ایسا کر لیا کہ بظرح بدو کے آج یہ میلہ ضرور دیکھا جائے، اسلئے
 میں بھی اس سمت چلے یا جس طرف اور دنگ جا رہے تھے، بیس منٹ کی راہروی
 بعد ہم لوگ ایک دریا کے کنارے پہونچے۔ جہاں پاروں طرف لوگوں کے
 گے ہوئے تھے اور کان پڑی آواز سنانی نہ دیتی تھی ہر طرف ہیں پہاں ہر طرف
 فم پکار۔ ہر جگہ اعلیٰ مذاق اور ہر جگہ حسینوں کی انجمیلیاں۔ گھٹا پیر موز
 انجمیوں کا ایک بیڑا شاہتوں کا غافل تھا بعض لوگ بیٹے ہی ان کشتیوں میں
 نہ بیٹھے تھے اور دھار کے رخ آہستہ آہستہ تھے دریا میں زیادہ پانی نہیں
 رہا۔ کچھ لوگ ملاحوں سے کرایہ کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ الغرض ہر طرف عجیب
 و نفیس تھی، جس طرف کوئی حسین و جمیل عورت خندہ دندان نما کرتی تھی تو عشاق
 وہ دلو پیر کلیاں گرا دیتی تھی میں اس خوش و خرم مجمع سے کسی قدر اگ کھڑا
 ہوا تھا۔ میرا لباس سادہ لیور وہیں وضع کا تھا میں خاموشی کے ساتھ محبوبیت
 کا عالم میں اس زندہ منظر کو دیکھ رہا تھا،

آج کا دن کس قدر گرم تھا اور دریا کے پانی کو دیکھ کر خود بخود دریا کی سر کرنے
 میں چاہتا تھا، اسلئے میں بھی ایک ملاح کے پاس گیا اور کرایہ کی جو کچھ رقم اٹھنے
 میں کی وہ منظور کر کے کشتی میں بیٹھ گیا اور بے بسی کشتی بھی سیکڑوں دیگر کشتیوں
 ساتھ بہاؤ کے رخ روانہ ہو گئی۔

یاب نیش پانی میں خوشی خوشی اور مہر مہر سے انکا نیش پانی کی گھٹیا
 ناب درختان کی سورشش نہیں بلکہ ان میں تو ایسے جملہ نیش پانی ہیں اور
 قیمت جو اہرٹ جڑ سے ہوتے ہیں۔ سو یہ میرے اور ان کی گھٹیا
 روتوں کے اثر کر ٹاپا پودوں میں پھرتے تھے۔ میں خود کو چھپا کر ان کو گولہ
 شہر میں چھپاتا تھا اور یہ نیش پانی کے اندر رہتا تھا اور وہ نیش پانی
 میں بہت سے جاب پانی کی پورے میرے نزدیک ان کی دکان تھا اور میری خواہش
 تھی کہ حسن و حسان کا جہد میں لگن ہو سیکے وہ آہستہ آہستہ میرے
 دن خیرت کو جو ان عورتیں اور میرے جہل و کینہ کی چیز میں چھپا کر نکالیں
 یہی تھیں۔

پانی صرف دو چار دن گزرے ہوئے تھے کہ گھر کو پہنچ کر ان کا منہ نہ تھو
 اور توں کو دیکھ کر ان کے منہ سے خون کے واسے کہتے تھے۔ وہ بڑے تھے
 کے کھانوں تک ساتھ ساتھ تھے عورتیں ہی تھیں۔ وہ وقت ان کے سر
 کا دھبہ میری گھٹیا پوری فرت سے آگیا اور میں نے اس کا خوب
 لطف اٹایا ہے۔

ساق بالازد و اندر شراب کھانگ پڑے پوچھتے ہیں کہ برکت سلیمان گندو
 عورتوں نے اپنی چوڑی چوڑی استینیں بھی اوپر پریشان کر کے پانی
 نہ پھینکے نہ پانی۔ ان کے ہر طرف سڈول پنڈلیاں اور خود بصورت بازو
 کا پودوں پر چمک رہے تھے اور جب ان خود بصورت اعضا پر سے دریا
 پانی کے قطرے ٹپک کر نیچے گرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے ان کو داغ
 دیا ہے۔

ہر روز کا اور روز کی پوری توجہ کے ساتھ پھیلیاں پکڑنے میں مشغول تھے۔

اور جب کسی کے ہاتھ میں سے لبادہ بڑی بھلی لگ جاتی تو وہ نر و شریک د
 پتہ نہ تھا کہ فحاشی میں تر تم پیدا ہو جاتا تھا۔
 انکو دیکھ کر ایک بہ نام مستورد گھنے کے بعد میں نے اپنا مسلح نذر کیسفر لگا
 کر لیا۔ اور صرف ان نوٹوں کا ناخنہ دیکھنے میں صرف وہ ہو گیا جو مجھ سے بہت
 قریب تھے۔ ایک جگہ صرف ایک لمبا حادہ رنگ بڑھیا اپنے ٹھوس میں منصرف نہ ہو سکے،
 اور دن کے وقت سے یہ فحاشی ہوتا تھا کہ وہ ایک دوسرے سے بہت خوش
 ہوا اور دوسری طرف جا رہا آدمیوں کا کنبہ تھا یعنی مان باب اور چوہہ
 پندرہ سال عمر کی دو لڑکیاں۔ یہ دونوں لڑکیاں نہایت خوش و
 در مشوق تھیں۔ راستہ کیا کیا اور بہن کرتی تھیں اور اپنے مان باب
 کے ساتھ ایک شریک ہوتے تھے۔ ان کی کوئی عورتی میں شریک نہ تھی بلکہ
 حتیٰ اہانت مرحوم نے شاید یہاں تک کہ وہ دیکھ کر یہ مصرعہ موزوں
 کیا تھا۔

محمود ہوں خوش سے شریک سے جبر و جبر

ایک نے یہ خبر دیا کہ گویا اس کو پاؤں کھس گئے تھے۔ میں نے کہا کہ
 وہ کتنا شور ہو گیا ہے اس کا ہنسنا نہ ہو گا کہ وہ کتنا غصہ دے گا۔
 غصہ۔ لکھنؤ کے لوگوں اور دکان کے بیچے مان باب کو بہت پریشان کر دی تھی
 اور وہ میں ان سے ملنے حد بہت کرتے تھے۔

دوسری طرف ایک جماعت کھنڈہ بڑی تھی، یعنی میرا صاحب آٹھ دو
 پانچ نور تین تین اور باقی مرد اور جماعت میں ایک نوجوان مرد کی تھی۔
 جب میری نظر میں پڑے تو بس وہیں رہ گئے۔ اور یہاں سے استیصال
 اور تمام مجمع شکر و ان سے تائب ہو گیا۔ پھر جب وہ وقت ہوا کہ وہ تری تو

و سالہ ہو گئی۔ اب مجموعے ہتھیاروں اور لڑائیوں کے د لہز لگانوں کی
رفت سے میرے کان پر سے ہو گئے تھے۔ بس مجھے صرف ایک چیز شرتی تھی یعنی
اپنی لڑائی۔ اس وقت میں اپنی ہستی کو بھی بھول گیا تھا۔

میں نے اسکی ہر نقل و حرکت اور اس کی ہر اد کو اسقدر غور سے دیکھا
کہ اسے بن محسوس ہوتا تھا کہ میں اسے گھور رہا ہوں، اس احساس کے بعد وہ
جتنے تو کسیدہ پریشان ہوئی اور پھر میری لڑائی کسیدہ غلبہ کو د اور پھر
نظر و نما سے دیکھنے لگی مگر چونکہ میری کشتی اب بھی ایک ہی جگہ کھڑی تھی اور میری
پناہ میں نہیں ہلا یا تو غشتہ کے مارے اس کے چہرہ کا وہ لہجہ کی رنگ جس سے اس کے
سین رنگارنگ سبب کے مانند چمک رہے تھے، انہی اس کی ہوا اور اس کی چہرہ کی
لگا اس نے بڑبڑ کر کے پچھ لفظ اپنے ساتھ لے کر اس کے بعد وہ تمام بات
کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہو گئی اور انکی کشتی میرے ہی قریب سے گزری
سزا دل کہتا تھا کہ اس لڑائی میں کئی بات تو اپنے ہتھیاروں سے نہیں بیان کی
بلکہ کوئی اور یہاں نہ کر کے وہ اپنی کشتی بیان سے ہٹا رہی ہے۔

میں نے اس کشتی کو نظروں میں رکھا حتیٰ کہ وہ سطح آب پر صرف ایک سیاہ
دھبہ بن کر کھائی دینے لگی اس کے بعد میں نے اپنے کشتیاں کو حکم دیا کہ وہ
جگہ جگہ سے کشتی لگی ہے، جب تک وہ کشتی دریائے وسط میں رہی
وقت تک تو اس کو نظروں میں رکھتا رہا۔ شواہد تھا لیکن تب وہ کشتی ایک
طرف کو مڑ گئی تو پھر وہ دیگر کشتیوں میں مگر نفروں سے غائب ہو گئی میں
اس کے بعد تین گھنٹہ تک اس کشتی کی نہ خبر میں اپنی کشتی گھمانا پھر حتیٰ کہ میرا
مداح بھی مجھے پاگل خیال کرنے لگا ہو گا مگر وہ کشتی نہ ملی۔ تا آخر مجبور ہو کر
میں جہاز سے چھوٹا ہوا پھر اتر گیا اور وہ کوئی دگنی اجرت دی،

باب - ۳

ہا سے دل

اگرچہ میری جبرک ادا گئی تھی، مگر چونکہ بہت غرمہ ہے، کچھ ٹھنڈا - تھا۔
 اسنے سنا سب معلوم ہوا کہ کچھ غمزدار لیا ہے، تاکہ گرمی سہارا نہ ہو
 اسنے کھانے کے قریب جو کھانے کی دکانیں تھیں، میں وہاں گیا اور کچھ مٹھائی
 خرید لایا، اور یہ سوچا کہ کسی ٹھنڈے آمبیال کے ساتھ بائیر کھاؤں گا میں پھر وہ
 کھانے پر واپس آگیا نہ پیرا نہ آوا، تھا کہ وہاں دن چپے تک ٹھہروں اور کشتیوں
 کی زائسی کا انتظار کریں۔

اس میں شک نہیں کہ اس دریا پر کشتیاں گانے کے اور بھی گئی گھنٹے بہت سی
 جگہ پائے تھے، اور کھانوں کی دکانیں اور برائیوٹ مکانات بھی تھے لیکن
 چونکہ جہاں میں تھا وہ سب سے بڑا گھاٹ تھا اسنے دل بہتا تھا کہ یہاں ٹھہر کر
 بہت مکر ہے کہ دیدار یا رکھنے میں کامیابی ہو جائے۔

یہ مقام بھی اچھا خوش تھا، اب شام ہو گئی تھی اور دریا میں سمندر
 پانی واپس آگیا تھا سمندر کی بویاں میں آ رہی تھی کنارے پر ایک جگہ
 ہری ہری ملائم گھاس آگئی ہوئی تھی میں لیٹ گیا، اور پر صاف اور کھلا تھا
 نصف دگھار ہوا تھا۔

میں سب سے پہلے اس طرح لیٹا کہ میرا منہ دریا کی طرف تھا اور میرے دل کی

انگوں کے سامنے وہ نام منظر موجود تھا جو میں دریا کے ٹاپوؤں میں اس
 سے قبل دیکھ چکا تھا۔ وہ بڑی جوان اور نہایت حسین و جمیل تھی۔ عمر اندازاً
 سترہ سال ہوگی اور اس کا قد عام ہا پانی عورتوں سے کمقد رکشیدہ تھا
 اس کے بال سیاہی بال بھروسے تھے، اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور
 سیاہ تھیں، اور اس وقت تو وہ خاص طور سے نہایت خوبصورت معلوم
 ہوتی تھی، جب اس نے غصہ کنگا ہوں سے سیری طرف دیکھا تھا، اس
 نے رخسار سبب کے مانند سرخ و سفید تھے، الغرض اس کا حسن و جمال کہ
 میں تبم کا تھا کہ میں تفرج کر اسکی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا، اور وہ آنکھیں
 سفید و غصہ کی تھیں کہ جب وہ سیری طرف دیکھتی تھی تو سیری آنکھیں بھی ہو جاتی
 تھیں اس کا تمام جسم مناسب الامتداد اور خدا کے ہاتھوں نور کے سانچے میں
 پیدا ہوا تھا، میرا کہ بائو، بازو، پاؤں اور ہڈیاں اپنی آنکھوں سے
 کچھ چھٹا، اس کی رفتار قیامت اور اس کی رفتار آفت تھی، اس کی
 بات تازہ و زار تھی، اس کو لباس چمکے اور سفید کپڑے کا بنا ہوا
 اور اس کی پستی کوٹا سرخ چمکے اور سفید کا تھا۔
 اس سیز کے خیال میں ایک گھنٹہ گزرا، وہ سر اٹھانے تمام ہوا اور اب
 سیر سے گھنٹہ کی نو ہت آئی کشتیاں و ناوین واپس آ رہی تھیں اس وقت
 کچھ خیال ہوا کہ اب شام ہو گئی ہے میرا اس وقت جلد ہی اس کی اور قدم
 بڑھا کر شش گھاٹ پر پہنچا، اس جگہ ایک چھوٹا سا مکان تھا، جس میں کشتیاں
 کے رستے کے رستے ہوئے تھے یہ جگہ میں نے خاص طور پر پسند کر لی۔ اس مکان
 کے نیچے ایک کمرہ تھا جس میں سب کو دیکھ سکتا تھا لیکن وہ کسی کو نہ دیکھ سکتا تھا، اور وقت
 جو اس کے قریب تھا، اس کے کمرے میں تھیں اور میں اس کے سامنے

کو بنور دیکھ رہا تھا مگر ہیکار کیونکہ

جس کو انھیں اندر دھتور میں دیکھتا تھا

میں قریب قریب باد میں ہو چکا تھا کہ اس وقت وہ کنبہ آیا میں مان باپ
 دروڑوں و دشمن چھل کر کیاں تھیں۔ اگرچہ کئی گھنٹہ پانی میں گھست کر
 کریمت کے لئے و سیتہ رشتہ و مانده ہوئی تھیں مگر ان کی فطری شوق اور شہرت
 دستور موجود تھی۔ و تازہ و خوشگوار ہو میں۔ ہنہ سے ان کے رخسار پہ
 اور بھی زیادہ نور آگئی تھی

ان لوگوں کو دیکھ کر میرا دل پرامید رہا۔ ہو گیا۔ شہرچہ مشتوق
 کہ اس قدر دیکھ دینے آگئیں پھر ان کی تھیں، لیکن میری تقریر پہ بھی دریا کی طرف
 دھن ہوئی تھی۔ میرے دل میں از سر نو جوش و امید پیدا ہوئی تھی۔ میں نے
 ان لوگوں کی آمد اپنے حق میں ایک شاور سمجھا اور دل میں کہنے لگا کہ شاید
 اب امید پوری ہوتی ہے۔

اب رات زیادہ آگئی تھی اور میں پرمیہا نے لگا۔ اب کشتیوں کی آمد
 میں ہی ہوئے کی سستی کہ تازہ کشتیوں کا آنا موقوف ہو گیا دریا پر تمام
 نقل و حرکت بند ہو گئی تھی نصف گھنٹہ اور انتظار بار میں گزرا اور پھر ازل
 وای کے دور میں ڈوبنے لگا۔ کہیں غویں دیر بعد و دشمن ہوا پر چھوڑ دیا
 کہ آؤ زیر دریا کی طرف ساری دیکھ لیں، ازل وای تو یہ آواز میں دیکھی
 تھیں مگر بعد میں رہنے لگے بہ زیادہ صاف سنی جانے لگیں، کہ جب سبھی مجاہد
 ہو کر ایک اور کشتی دریا میں آ رہی ہے۔ اور غالباً سب کشتی سب سے آخری رہی
 ہو گی۔ میرا دل بہرہ ہر گز نہ دے گا کہ تازہ آمد بہت طمانناز ہے کہ کشتیوں میں
 جی ہو گیا ہے۔ میں نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر دل کو تسکین دینا چاہا۔

لیونکہ اس وقت میرادل بیوں اچھل رہا تھا۔ حتیٰ کہ میرے تنفس میں بھی فرق آگیا
 تھا بالآخر وہ کشتی اور زیادہ قریب آئی۔ مگر ابھی وہ کھدھار میں تھی
 ملاح نے بالٹس لگا کر ایک ہنرمندانہ ضرب لگائی اور کشتی منجھدار سے جھک کر
 اتر رہی تھی۔ کنارہ پر ایک خادم پہلے سے موجود تھا۔ رستہ پھینک گیا جو اس
 نام نے مضبوط پکڑ لیا اور کشتی گہاٹ پر آگئی۔ سرہ کشتی میں چار پانچ آدمی
 بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن شناخت نہ ہونے تھے۔ ایک سنٹ اہل وہ لوگ یکے بعد
 دوسرے خفا کی بو دیتے تھے۔ پچھلے مرد اترے۔ اس میں ان لوگوں کو محافد دیکھ
 سکے تھا۔ لگے بعد ایک عورت اتری مگر یہ وہ نہیں تھی پھر دوسری اتری تھی
 یہ بھی اور خیر۔

میری نظر میں اسیں جو کشتی کی طرف سے ہنسیا جاتی تھیں۔ اتنے میں
 کشتی تکیک اور عورت اٹھی اور چٹم زدن میں کہا، برو کو دیر طہی۔ میرادل اس عورت
 کی طرف توجہ دیا مگر وہ بولنے لگا۔ یہ وہی تھی جس کے دیکھنے کے لئے میں اس قدر
 دیر سے بیٹھا رہا تھا۔ بالآخر میری محنت رائیج رہ گئی۔

فسون نے کہہ دیا کہ انٹھار میں میں نے آئندہ کے لئے اپنا کوئی نقشہ عمل تیار
 نہیں کیا۔ اس لیے تو مجھے اطمینان نہیں تھا کہ وہ اسی گہاٹ پر آکر اترے گی۔ لیونکہ
 آئندہ وہ دریا پر اور بھی گہاٹ تھے۔ اس لئے میں نے کوئی خاص فکر پہلے سے
 نہیں کی تھی۔ اور اب جبکہ وہ میرے قریب تھی مجھے کچھ نہ سہجائنا کہ آئندہ
 کیا کرنا پڑے گا میں ناؤں۔ لیکن جب ڈوبائی وہاں سے چلنے لگی تو میری پس و پیش
 بھی دور ہو گئی۔ کیونکہ اب میرا بیٹے بچہ جا بڑا بارون میں نہایت احتیاط
 کے ساتھ میں نے اس جماعت کو نظروں میں رکھا۔ جہاں کہیں جمع ہوتا
 تھا تو میں ان کے قریب ہوتا تھا لیکن جہاں میل نہ

حمارت ہوتا تھا تو میں اُن ست متی الامکان اور رہتا تھا۔ اگر کسی وقت اپنی
 نظر پر سے دور نہ ہونے دیتا تھا۔

یہ لوگ سکافور کے سامنے دو بڑے اور خوشی خوشی راحت پارٹی میں سے
 کچھ آدمی شائبہ ہو گئے۔ بالآخر حضرت تین شخص رہ گئے۔ دو مرد اور اُن کی بہن
 ایک بیٹا تو اس مناز۔

سب پرستوں میں شائبہ پیدا ہوا کہ اگر یہ ضرورت پڑے تو وہی شہر دیوئی
 اور ان مردوں میں سے کسی کو ایک شائبہ شوہر ہوا تو کیا ہوگا؟

پھر حمار تیار نے اپنے دل کو یہ کھرتسلی دی کہ میں ان باتوں سے کبھی
 غور نہیں کرتا۔ تو اُم ایچ کو مزید مضبوط ہو جاؤں گے۔ پھر کہاں یہ عورت
 اور اس کا خیال کیا ہوگا۔ بڑی سیہ کھڑی تھی وہی تیار نے غور غور کیا
 تیار نے دیکھ کر اسے قہقہے میں مبتلا کر دیا اور پھر اسوقت کوئی دوسرا کام
 نہ تھا۔ یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان لوگوں کے چہرے دیکھے اور ان کے

چہرے دیکھے ہیں۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔

یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔

یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔
 یہ سب سچا تھا۔ لیکن میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔

نہیں تھی جسکی وجہ سے وہ دیگر مکان سے بھی وضع قطع سے بہت دور تھی
تھے ممتاز ہو یا اس سے شش خستہ ہو سکے مگر اس مکان کے ساتھ ایک
مست بڑا دروازہ تھا جو ایک مندر تک پہنچتا تھا جو ایک پہاڑ
کی چوٹی پر واقع تھا۔ میں نے اس مکان کے زور و زور دیکھا۔ جو
خوکھٹ پر کام نہ ہوا تھا اسے بھی اجور دیکھا تھا میں آئینہ نگاہی اس مکان
کی شش خستہ کھسکوں۔ جو کھٹ کی لکڑی کا پودا فی ہمارے عیب پر
نی ہوئی تھیں جو میں آسانی یاد رکھ سکتا۔

چلتے چلتے میں نے اس مکان پر پہنچا ایک دروازہ ڈالی۔ اور اس میں
ہماں سے پاکو ہمارے کی طرف چلنے ہی والا تھا کہ اتنے میں اچانک ڈھنڈل
ایک کھڑکی کھلی۔ جس میں دو خستہ دودھ لے کر رہا تھا۔ جب ہم دونوں
بے دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ اس نے چند لمحہ میری طرف
دیکھا کر دیکھی میں ہڑکے کے بیچ میں کھڑا ہوا تھا چند لمحہ تاک و لوں کی انتظار
رہی تھی۔ پھر وہ تازہ میں کھانکائی اور کھڑکی بند ہو گئی۔

پاس پوٹھا

بیقراری

میں نے ایک لمبے کا خرہ مارا اور دل پر دکر رہ گیا۔ اس راستہ کو
منا کو ہمارے رہیں جانے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔ اسیلے میں فوراً وہاں سے
پس ہوا ایک چلے خانہ میں ٹھیکر چار پی۔

تھوڑی دیر بعد میں تو اس درست ہوئے اور میں نے اپنے دل کو منت

لامت کی کہ ملازمت کہ سلسلہ اور پردیس کا سوال ہے۔ نہ ہندوستان
اور نہ جاپانی۔ تمہارا اور اسکا کیا میل۔ اچھے نوڈا یا کو باس کو داپس چھنا
چاہئے۔ الغرض میں اپنے دل کو سمجھا بجا کر حیدر ہو سکتا یا کو باس داپس کیا
اور بغیر کچھ کھائے پیئے خانہ خوی کے ساتھ بستر پر لیٹ رہا۔

لیٹنے کو زین لیٹ گیا لیکن درحقیقت حالت بھی تھی کہ سہ

کہا سب سچ میں ہم کر دین میں بر سو بدلتے ہیں
جو حیل اٹھتا ہے یہ پہلو نو وہ پہلو ملتے ہیں
ساری رات کر دین میں نے بیکر گزار دی۔ بقول شخصے کہ سہ
جسکا دل دلبر میں ہو جے اسکو کسپا تی بے نیند
کر دین لیٹے ہی لیتے صاف اڑ جاتی ہے نیند

جب بہت جی گھبرا یا تو میں نے شمع روشن کی اور کمرہ میں ادھر اوجھ
تھلنے لگا۔ پھر ننھوڑی دیر بعد بنگسہ بر جا لپٹا۔ مگر پھر وہی بقیہ ادنیٰ اور وہی
انتر شمار ہی۔ البتہ معلوم ہوتا تھا کہ میرے جسم کا تمام خون سنگسار سے بھر
میں آگیا ہے کیونکہ خیال بار کے صوبائے مجھے کوئی اور شغل ہی نہ تھا تمام روز
اسی فکر تھراؤن و ایماں کیا خیال رہا۔

گرمی کے موسم میں اگرچہ رات چوٹی چوٹی گزرتی معلوم میں نے کن کن
صہبتوں سے یہ رات کاٹی۔ بالآخر خدا خدا کر کے سپید و سحر فرد رہی
اور میں اٹھ بیٹھا۔ نیم سحری کے بھینے بھینے جھونکے آئے تھے اور میں نے
کھڑکی کھول کر پانی کر رہی ہوا کے رخ بچھالی۔ جبے مانع کو کسی قدر ٹھنڈ
ٹھنڈی ہوا کی نو حالت درست ہوئی اور میرے سر پر خلات مسلسل
مرابطہ ہوئے۔

جوتیج ضروری سے فارغ ہو کر میں نے غسل کیا۔ بعد ازاں منہ سے
 چائے سے فرصت پا کر میں اپنے منہ پر جابجھا اور کارواہ کی بائیں پہنچنے
 لگا۔ تھوڑی دیر بعد دل بھرا گیا اور میں کچھ چھوڑ کر پھر اپنے کمرہ میں آکر آرام
 رتی پر بیٹھ گیا۔ ایک ناول اٹھا کر پڑھنے لگا مگر اس میں کچھ لطف نہ آیا
 اس کے بعد میں نے اپنی آبیٹ اٹھائی اور صوبہ دیکھ کر اس پر کل گیا۔ اور
 اس کے کنارہ پر ایک بہار کی کیسی کرنے لگا۔ جہاں کا منظر بھی نہایت خوبصورت
 تھا۔ کیونکہ سرسبز بہار کی چوٹی پر سے بندرگاہ کی صبح صاٹ اور خوبصورت
 عمر آری تھی۔ جہاں سیکڑوں چہ زاد رشتیاں ٹکرائی ہوئی تھیں۔ مگر آج مجھے
 یہاں میں لطف نہیں آتا تھا۔

میں پھر اپنی کوٹھی میں واپس آیا۔ اور یہاں آکر میں نے ایک ہفتہ کے کام
 نقشہ بنا کر اپنے صدر دفتر لکھتے بھیجے۔ اور ایک خط شگنائی اپنے بیٹے کو
 بھیج دیا جس میں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ میرا حساب بنی شاخ دافع باکرمہ میں
 منتقل کر دیں۔

اس کے بعد میں خیال یا رہ میں محو ہو گیا۔ اور سوچنے لگا کہ خدا نے کس
 مہبت میں پہنچا دیا۔ سب شہر کی تدبیریں میں سوچتا تھا مگر کچھ سمجھ میں نہ
 نہ تھا۔ رات بھر جو کچھ بیقرار رہی اس نے نہ آئی تھی اس لیے آج سر میں کچھ
 انی بھی عیسوی ہو رہی تھی۔ ہاؤس جی نے آکر اطلاع دی کہ کھانا تیار ہے تو میں
 روک ہی گئے تھی۔ بہر حال دھل ہار کی توقع میں زندہ رہنے کے لیے کچھ نہ ہر مار گیا
 پھر اس بیت کا فر کے خیال میں محو ہو گیا۔

اسی آثار میں مجھے کچھ خیال آیا اور میں نے بتا دیا مگر اٹھا کر اس میں
 منہ واقعات مختصر راج کئے۔ اور اس قدر میں ہوا کہ ع

زبان بار من تم کی و من حر کی بنی داتم

میں ہندوستانی، انگریزی اور کسی قدر چینی اور ہندی زبانیں تو جانتا ہوں
مگر جاپانی سے واقف نہیں اور مشرق کی زبان جاپانی ہے۔ اگرچہ وہ مذہب کا
کونی موقع آگیا تو کیا کیا جائے گا۔ مسئلے میں سنہ ارادہ کر لیا کہ جس قدر ممکن ہو سکے
جاپانی زبان سیکھی جائے۔

باب پانچواں

مسئلہ کا بھاری

آج کی رات بھی سخت بیخوابی کے ساتھ گئی۔ بالآخر صبح ہوتے ہوئے
میں اپنے اسٹنڈے پر بٹانہ کر کے۔ مین بیمار ہوں اور کسی عاقل جاپانی
ڈاکٹر سے علاج کرانے کو کہتا ہوں میں روانہ ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد جاپان کا پایہ تخت آگیا اور میں اسٹیشن سے اترتے ہی یہاں
کوچہ بمان کی طرف رخسار روانہ ہوا اور مشکل تمام وہ مکان ڈھونڈ نکالا جو بیمار
کے سامنے واقع تھا۔

میں اس مکان کے پاس زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرا۔ میں نے صرف ایک
نظر اس مکان کی طرف ڈالی۔ اور اس بلند زینہ کی طرف روانہ ہو گیا جو بیمار
کے مندر کو جاتا تھا۔ زینے کے دونوں طرف دو ستون تھے جن پر اوپر سے
ایک عجب غریب شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ اور بیسیوں فسکے انڈے
کھڑے تھے۔

زینہ کی سیڑھیاں امتداد زائستہ جس کو پسیدہ ہو گئی تھیں اور

جگہ جگہ سے مشکستہ بھی تھیں۔ اور بعض جگہ نوٹان سیڑھیوں کی حالت اس قدر
 تہاب آدگی تھی کہ اپر چڑھنا یا اترنا خطر سے خالی نہ تھا۔ جب میں زمین پر چڑھا
 تو چھوٹے چھوٹے بے ضرر سانپ سوراخوں سے نکل کر رہو پکھا رہے تھے۔ جو
 مجھے دیکھ کر ادھر ادھر ہر جا چھپے یہ زمین اس قدر بلند تھا کہ میں اوپر تک چڑھتا
 چڑھتا بائیں گیا۔

یہاں کی چوٹی پر ایک وسیع ہموار میدان تھا جس کے وسط میں بودھ کا
 ایک مندر رہتا تھا مندر کے احاطہ کے دو دائرہ پر دونوں طرف ایک چوڑا
 شہر کا بنا ہوا تھا جن میں ایک نرا اور ایک مادہ تھی لیکن زمانہ کے ہاتھوں نے
 ان شہروں کا حلیہ بگڑا دیا تھا۔ انھیں شہروں کے دیکھنے سے میں نے
 شناخت کیا کہ یہ مندر بودھ مت کا مندر ہے کیونکہ پستیر "بودھ بھٹوان
 کے شہر تھے۔

مندر کا محن در حقیقت بہت ہی چوٹی پر ایک وسیع باغ تھا۔ اور مندر
 کے میں سلنے جیری کے درختوں کا ایک گتہ تھا جو آجکل پھولے ہوئے تھے۔
 دولت اور ایک پھولوں کے گتے نہایت خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور یہ
 رزقت ہاپان کے خاص پھولوں میں شمار کیا جاتا ہے تمام زمین پر پھولوں کا
 فرش پھینا ہوا تھا۔ یعنی خوشبو سے تمام نصف ایک دسی تھی اور انسان کا
 دماغ مست ہوا جاتا تھا۔

یہاں پھولوں میں ایک بیج پر بیٹھ گیا اور پھولوں کی خوشبو اور لطیف
 خوشبو سے تمام جان مضطرب کرنے لگا۔ باغ میں ہر طرف ایک تسلسل نظر پیش نظر تھا
 جو صورت میں جی "فردوس" یعنی ایک دلفریب نقشہ پیش کرنے سے قاصر تھا
 میں نے ہر طرف نظر کیا اور یہاں تک کہ میں وہاں کوئی انسان نہ دیکھا۔

قلعی سنا۔ تھا۔ وہ چھوٹا مندر بھی بہت پران تھا اور اسکی بانی شیخ پرکاش
 بھی ہندی تھی۔ مندر کے دروازہ پر نیت کی سیڑھیاں تھیں وہ بھی شکستہ حالت
 میں تھیں میں نے خیال کیا کہ اس مندر میں کوئی پکارنی نہیں رہتا۔ ایسے
 میں وہاں اچھینا ج کے ساتھ بیٹھ گیا تاکہ چند گھنٹے خیال جانن میں محو
 رہوں اور کوئی شخص غلط نہ ہو۔ لیکن یہ خیال میرا غلط نکلا۔ کچھ دیر تک اس
 خیالات میں کود رہنے کے بعد سبب میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھ تو یک دیکھ ہون کے
 ایک بڑا بوجاری سفید لباس پہنے ہوئے سامنے کھڑا ہوا ہے۔ یہ شخص سنا
 چپ چاپ آیا تھا کہ میں اس کے پاؤں کی آربٹ قلعی نہ سٹس سکا۔
 بڑھے فقیر نے مجھے ہلک کر سہلہ کیا۔ درحقیقت اس بات یہ تھی کہ سلام گری
 میں تھا۔ یہ شخص اس قدر زہر آلود و فحش تھا کہ ہم دونوں میں جبر و دوستی ہوئی
 اور میں نے ایک طرح کو سرک کر اسے نیچ پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ بہت دیر
 تک ہم دونوں ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ اور اسکی باتوں سے میں فوراً سمجھ
 گیا کہ وہ شخص واقعی جہانگیرہ اور غلامند آدمی ہے۔ گرامسوس ہے کہ وہ غریب
 فلسفی دنا داری کے ہاتھوں تباہ تھا۔ اس کے چہرے پر فاقہ کشی کا اثر بہت زیادہ
 نمایاں تھا۔ آج یقیناً اسکا مقدس سات آگیا تھا کیونکہ وہ بہت زیادہ خوش و
 خرم نظر آتا تھا۔ اور وہ باغ اور اسکے گل دریا حین کی خوبصورتی سے وہ پورا
 شگفتہ اندوز ہو رہا تھا۔

میں نے جا پانی باتوں کے متعلق اس سے بہت سے سوالات کئے اور
 اس نے تمام سوالات کو پورا پورا اور بلا تکلف جواب دیا۔
 اس کے بعد مجھے کسی قدر جزات آئی کہ میں اس سے ایک ایسی بات کے
 متعلق دریافت کرنے پر جس پر بہت عرصے سے غور کر رہا تھا۔

میں ہا۔ جناب سچے بھری باتوں کا اس قدر محبت اور ہمدانی ہے۔ جو اس
 دنیا سے کما حقہ اس قدر جبارت ہو گئی ہے کہ میں آپ کے یہ دریا انت کڑوں
 کہ آپ کے ملک جاپان میں کسی عورت کے حسن و جمال میں کیا کیا باتیں مداخل ہیں۔
 یہ سب خیالات میں جاپانی اور مغربی معیار حسن و جمال کے درمیان ضرور کچھ فرق ہوگا
 فقیر نے سزا جہی میں تو آپ لوگوں کے معیار حسن کے متعلق کچھ نہیں جانتا لیکن
 میں آپ کو یہ بات بتا دیتا ہوں خوشی سے سمجھا دوں گا کہ ہمارے نزدیک کسی عورت
 جمیل عورت میں کیا کیا باتیں ہونا چاہئیں۔ اصل عورت کے قد و قامت کو سمجھئے۔
 عورت کا قد نہ زیادہ کشیدہ اور نہ زیادہ پست یعنی اوسط درجہ کا ہونا چاہیے جسے
 کہا جاتا ہے کہ عورت کو پانچ فٹ اور کچھ انچ سے زیادہ لمبا نہ ہونا چاہیے۔
 اس سے کم یا زیادہ قد کی عورت کو جاپان میں نہ عورت نہیں سمجھا جاتا۔
 میں۔ لیکن میں نے تو کہا اس سے بھی زیادہ کشیدہ قامت عورتیں بھی
 ہیں۔

فقیر نے ضرور دیکھی ہوں گی۔ گر میں آپ سے ایک ادنیٰ سی قوم کے حیرت انگیز خیالات
 کو نہ دیکھ رہا ہوں۔

بہر حال میں نے اس مقدمے پر موافق ہو گئی اور بقدر سے کہا کہ وہ اور
 ہے بیان کرے۔

فقیر نے جاپان میں عورت کا رنگ گہرا ہونا چاہیے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں
 چھوٹے اور اتنا سب ہونا چاہئیں۔ عورت کے بازو اور سہم سڈول ہونا چاہئیں
 ایسی نہ زیادہ موٹے ہوں نہ رینگے۔ سیدھی اور ہلکے چلی ناک اور کتابی چہرہ
 جاپانی حسن و جمال ہے۔ آنکھیں بڑی، پتیلی گہری، بھوری اور لکڑی گہری ہونا
 اور لمبی ہونا چاہئیں۔ نہ کادبانہ تنگ لب سرخ، اور چھوٹے چھوٹے ہونے اور

اور سفید دانت ہونا چاہئیں سو چیکر بال بھونڈے کھلے۔ سید ہے سب باد
 گھنٹوں میں۔ پیشانی پر بازوں کی غراب ہو۔ اور پیشانی میں زیادہ کٹاؤ ہو
 نہ نہ۔ دو ٹنٹ کان اور منہ کے چھوٹے، بھونڈے گھنٹوں، اور زرب تر پیر
 ہوں تین باہر کچا نہ کسی قدر اوپر کو اٹھتی ہوئی ہوں۔ اس طرح آئین میں باہر
 بکھرے سفید ریلز ہوں یہ ہے حضور مجاہد کا معیار حسن و جمال۔
 میں نے فخر کا شکر ادا کیا اور اس کی معلومات کی بہت کچھ دریافت
 کی اگرچہ مسند کا بھنت جو منہ کے باعزت اسے عورتوں سے کوئی تعلق
 نہ تھا۔

میں۔ اگر کسی مرد کے بال بھونڈے کی طرت ملے ہوں۔ اور ان میں
 کسی قدر بھونڈے پن یا سٹرن کی چمک ہو۔ اس سید یا بھونڈے کے بوائے کہ قدر
 گھونڈے ہوں تو کیا جانا ان میں اس عورت کو خوبصورت شمار میں کیا جائیگا۔
 فخر۔ بیشک نہیں شمار کیا جائیگا۔ کیونکہ ایسا بھونا قوم معیار حسن کے
 نفسی نکال دیتا ہے۔

میں۔ پس ہی بھونڈے اور آج کے معیار میں فرق ہے۔

ہم اہل باتیں ہی کر رہے تھے کہ کچھ ایسی آواز سنائی دی جیسی سن سن
 کرتی ہوئی بوجھ کر رہی ہے۔ میں نے حرا کر دیکھا تو کچھ دیکھتا ہوں کہ جس سے رنگ
 و جان اڑاں کے پیچھے میں دبا رہا پھر ہوں وہی باتیں کھرا سی ہے۔ مگر
 وقت وہ مجھ کو دیکھ کر دم بخود ہو گئی اور اس پر کچھ ایسی خیال و شرم طاری ہوئی
 کہ وہ سستہ پاؤں تک پسینہ پسینہ ہو گئی۔ اسکا منہ کسی قدر کھلا ہوا تھا اور
 وہ مجھے اد میں اسے دیکھ کر دو دوں حیرت زدہ تھے۔

میں نے کسی زمانہ میں اسکا ادھار کی تصویر دیکھی تھی جس میں اسکا بھی ایک

بہت حسین و جمیل عورت کی صورت میں سو رنگ کو کسے اتر کر ہوا دیو جی کی
جٹا میں تر رہی ہیں۔ اس جا پانی حسینہ کو دیکھ کر مجھے تصویر یاد آئی۔ یہ واقعہ یہ
عورت حسین کی دیکھ کر بھی اندھ ہرگز کسی فانی انسان کے قابل نہیں ہو سکتی تھی۔
وہ ہر ذرا بھی جو آسردان سے زمین پر اتر آئی تھی۔

سُر رٹا کی کو دیکھتے ہی فوڈا وہ فقیر کھڑا ہو گیا۔ سر جھکا کر اسے ادا سے سلام کیا
یہ بھی اٹھا اور میرے بھی پائی شمع بندی عرس کی کو یا یہ کسی دیوی کی پوجا
کو رہا تھا۔

ان دونوں کے درمیان کچھ بات چیت ہوئی۔ جو میں سمجھ نہیں سکا لیکن
میں ان کے لبوں کی مسکراہٹ دیکھ کر یہ سمجھ رہا تھا کہ ان دونوں میں کوئی
بے تکلفی اور موانست موجود ہے۔ اس کے بعد وہ کافر ماجرا اچانک غیبی اند
دیکھتے دیکھتے نظرین سے غائب ہو گئی۔ وہ میرے سرزد ایک من باغ اور خواہ بہت
منظر کی بہت بہت اندر ہی تھی اسی کے ساتھ رخصت ہوئی۔

میں بہت دیر تک اسی مقام پر کھینچا ہوا رہا۔ وہاں بھی کھڑی ہوئی تھی۔
سوئیٹ میری یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ جو دونوں
بہت دیر تک خاموش رہے۔ وہ بات چیت جو وہ اندر ہی مسکرتا چھٹا رہا۔
لیکن یہ تو راز اپنی غلطی مذہب یاد آئی اور مجھ سے سچائی کا خواہ سنگ رہا کہ
ایک عورت نے آکر خواہ خواہ ان کی گھٹگو میں داخل دیا۔ میں نے بھی اپنا چہرہ
جسٹ گفٹ بنایا اور آباہنشی نام ہنس کر جواب دیا کہ اس قسم کی بدخلی
کو نہیں گذرے گی۔ مگر اس واقعے کے بعد مجھ سے خاموش نہ رہا گیا۔ اور میں تو راز
اور پانت کر رہا۔

میں یہ دیکھ کر ابھی ان کی تھی کیا یہ ایک حسین جا پانی رٹا کی نہیں ہے!

فقیر۔ دیکھ کر مکان میں رہا۔ مگر میں ایک بوڑھا آدمی ہوں بہت کسی کے
سُن دیا کہ وہ اندر نہ گئے ہیں کہان میں۔ اب تو مجھے اپنے ہاتھ کی
صورت سے تعلق ہے۔ اور جہاں تک اس رات کی کیفیت سے تعلق ہے
میں خیال میں لگاتی ہے۔ ایسی خوبیاں میں نے کسی مرد میں دیکھی ہیں نہ عورت
میں۔

میں نے یہ سنا ہے کہ ایک بڑا بڑا آدمی نے میرے ہی دل کی بات کہی
مگر میں نے غلط سے کام لیا اور معمولی طور پر اس کا فرد کے متعلق چند باتیں
کہنے لگیں۔ اس کی نسبت اس قدر محبت بہم پہنچائی جو میرے نزدیک
بہت بیش قیمت تھی۔

میں نے فقیر کی زبان سے یہ سنا کہ اس بڑے کا نام اکتھوٹ ہے۔ وہ نیم اور دھڑیل
ہے۔ اور اس قدر کہ وہ میرے لئے ہو رہا ہے وہ اس میں اپنے وہ سبب
بہت بڑے کے ساتھ رہتی ہے۔ اور وہ وہی سرکاری ملازم ہیں۔ اسی سلسلہ
میں فقیر سے بیان کیا۔

فقیر۔ اگر حضور کو اس امر کی تصدیق کرنا منظور ہو کہ یہ رات کسی قدر زبردستی
اور حضور سے میرے یہ تھوڑے روزانہ پر نہیں اور یہ ہیں کہ وہ ان کہا ہے۔

میں فقیر سے کہنے پر فوراً ٹھکرا ہوا اور چند سیران ترک کر دیں۔ کیف کوئی
وہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کی بے۔ ڈیڑھ سائے کے ساتھ چند بڑے پتھر تھے
ہوئے۔ یہ فقیر سے وہ ڈیڑھ گھنٹہ میں معلوم ہوا کہ وہ ڈیڑھ کسی قدر زبردستی۔

فقیر۔ اکتھوٹ یہاں آئے ہیں تو وہ یہاں سے میرے ایک چورہ جاتی ہے۔ دیر
اسکا شکریہ ادا کرنے بھی نہیں آیا کہ وہ ہمارے جاتی ہے۔ اگرچہ یہ لوگ نہ ہوتے
تو حضور کے نزدیک نہ ہوتے انہیں دیکھ کر میں حیران نہ ہوتا تھا۔

س نیک و بخیر لڑکی کو اس کا تیک جڑے۔ اور اس کے دل کی تمام مرادیں
 مری ہوں۔ میں بڑھی آدمی صبح و شام اس کے لئے بھی دعاؤں کرتا ہوں۔
 اس کے بعد ہر دوں خاموشی کے ساتھ زبان سے دلیں ہوئے اور پھر سی نیچ پر
 بیٹھ نقرے سے وہ ڈب ڈب آہٹا طے ساتھ بیٹھ رہی۔

اس وقت ہر دوں اپنے خیالات میں محو تھے۔ اس وقت ہماری گفتگو
 بالکل دیر کے لئے بند رہی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد میں نے کچھ سوچا کہ جب اس نقرے سے
 کہنا کہ وہ مجھے جانتی زبان کہنا پڑتا کہ اس وقت وہ بہت خوش ہے۔ وہ غریب
 کو تو تھا ہی ملے میں تھوڑی سی ترغیب دینے کے بعد اسے حق اخذ ست قبول
 کر لینے پر راضی ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں جانتی زبان بہت حد تک
 جانتی ہوں جو کہ نہ معلوم کس وقت۔ سن زبان میں گفتگو کرنے کی ضرورت
 پڑ جائے

نقرے سے اس بات کی بھی پتہ چلتی تھی کہ میں مندر کے اندر چند سیر
 کر رہا ہوں۔ یہ کہہ کر پھر کسی وقت دیکھا جائیگا۔ اس وقت حال دیا جب
 میں اس نقرے سے بخت مت ہونے لگا تو اس نے مجھ سے کہا کہ جانتی زبان کا
 بہت سبق یاد رکھو کہ میں دوسرے روز صبح کو حاضر ہوں
 ایک عہد میں رہنے والی ہیں نہایت شادان و فرحانہ ہیں۔ اس کے لئے اور
 میں انہوں نے انہیں بتایا کہ وہ کہہ کر اپنی قوم کے نام کو دیتا ہے۔ یہ سب
 شادی بہت ہی نواور رست اور داکر نے میں نہایت سر بخلا نام تھا۔ یہ اصل
 کو اس نے یہاں سے کہیں نہ خود بخود ہو جائے گی اور میں ضرور اپنی عہدہ کے
 واپس آؤں گا۔ اس کے دماغ سے یہ خیال ہی نہیں آتا تھا۔ یہ کہہ کر
 غور سے گفتگو نہ کر کے اسے ایسے تھکن کی دوسری کوئی جو شاد و میری مجھ پر

میری دوست تھا۔ میں اس کا نام جان گیا تھا اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ابھی
 وہ نالافتادہ کی زندگی میں کسی کی ملکیت نہیں سمجھا پڑا تھا۔ قابل و دشمن نظر آتا تھا۔
 اور مجھے وہ مل بقیہ ہو گیا تھا کہ دوست میرے محل پر خود امتیاز کر رہا تھا ہے
 اور بہت دشمنکدات سارا ہونگی وہ خود بخود سب پر ہو جائیں گی۔

الغرض میں زمین کی سیر میں اس طرف سے اس طرف اترتا گیا میرے پاؤں میں
 یہ لگے ہوئے تھے۔ جب میں اس مکان کے قریب سے گزرا جو زمین کے برابر
 پہاڑی کے واسطے میں واقع تھا تو وہاں مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ لیکن چاہا تو
 مکان کے پرستہ پارکس اور کاغذ کے بنے ہوئے تھے۔ میں مجھے خیالی تھا کہ اگر میری
 نظر سے یہ نہ جاتا تو ممکن ہے کہ دیدار پارکس میں ہو جائے۔ مگر اس میں مجھے
 دلچسپی نہ تھی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی بات ہے کہ میں اس کے
 میری طرف نظر ہو سکے ہیں نہیں۔ یہ تھا کہ ان کے خلاف میری غی کی میں اس کی طرف
 نہ دیکھتا تھا۔ میں یہ جانتا تھا کہ میرا ایک کزن، جیفری میں داخل ہے۔ لیکن میں کیا
 کر دوں کیونکہ میں بہت دن سے مجھ سے تھا۔ جو حد درجہ فائدہ مند تھا۔ لیکن میں
 اس کے بارے میں بہت رتبہ بھی نظر جاتوں تو میں اس وقت بھی منہ نہیں پھیر سکتا تھا۔ کوئی
 دشمن چاہا کہ اگر یہ کمر پہلو میں خود ہو کر رہے۔ لیکن جو وقت وہ میری
 طرف دیکھنے لگتی ہے تو میری آنکھیں خود بخود جھک جاتی ہیں اور میں سر ہلاتا
 ہوتا جاتا ہوں۔

میں اپنی یہ غلطی تسلیم کرتا ہوں کہ اس کی طرف توجہ کو میری آنکھوں سے نکلتی تھی
 لیکن اگر وہ نہ جانتا کہ میں اس کی طرف سے لکھتا ہوں تو مجھے کچھ پتہ نہیں
 ہے کہ وہ اپنی ذاتی شہرت کے لیے میری طرف سے توجہ دے کر کرتی۔
 آج جب یہ اس کی طرف سے توجہ دے رہا ہے تو یہ توجہ دہانہ درہانہ ہے۔

نی تھی۔ یہ انتہا اپنی معلوم ہو رہی تھی۔ یہ اپنی محو بہ کے ایک نظر دیکھ لیتے
کر شکر ہے۔۔ سوئی۔ میرا دل بڑھا ہوا تھا۔ درمیان اپنا ہاتھ میں چوم
تا تھا۔ میرا ذہن بھی اس وقت بیدار رہا ہوتا۔ الفرض سن مجھے اچھی طرح
سوئی۔ یہ تھا کہ میں کسی کا عشق ہوں۔

میرا دل ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ میں دیارِ پارسے جاؤں۔ اسلئے میں
بہت عرصہ تک ادھر ادھر سے گزرتا رہا۔ کچھ دیر بعد کسی تندرست لڑکے سے
دو تین دنوں کے ایک نشست تھا اس زمانے میں جا کر کہاں کہاں آیا اور اس قدر
میں سیر ہو کر کہاں کہاں گیا تھا۔

میرے دل میں آیا کہ آج کی رات میں چوتھے کسی ہوٹل میں بسر کروں اور
لی اسباج پھر کو چہ جاناں کی سیر کریں گویا معلوم ہوا کہ شہر ڈیکو میں کوئی چٹنی
نہیں تھیں۔ وہ تین دنوں کے تعلق و دل خرابیہ میں سے کسی کے سفار خانہ سے ہو
تے میں مجبور ہو گیا کہ باکو جاؤں۔

کچھ دنوں تک میں ادھر ادھر سے گزرتا رہا۔ میرے دل میں آیا کہ ایک بار پھر
کوئے جاناں کی طرف چلوں گا سوقت میں نے صبر و ضبط سے کام لیا اور دل کو
سبکدوش طریقہ سے بھارت میں ریلوے اسٹیشن پر آیا۔

میں نے کوئی روٹنگی میں کچھ دیر تھی اسلئے وہ وقت میں نے اسٹیشن ہی پر
گزارا اور ایک گریزی اجازت سے کر پڑتا رہا۔ بعد ازاں میں نے ٹکٹ خریدا اور
یا کو آکر کو روانہ ہو گیا۔

باب چھٹا
صحت کی قیمت

میں آئندہ دور در تک علی الصبح اس پہاڑی والے مندر میں جاتا
 اور اس بڑے فیر سے جا پانی زبان میں سبق لیتا۔ اور چونکہ میں چینی زبان
 بہت بھی طرح جانتا تھا اسلئے یہ نئی زبان مجھے بہت جلد آئی اور میں اسکی
 تفصیل میں حیرت انگیز ترقی کرنے لگو۔ اور بقدر مجاہد میں در اس بڑے فیر میں
 بے تکلف ہوئی تھی اسی قدر میرے دل میں اس کی عزت و احترام کی جگہ ہوتی تھی
 بڑے فیر کا نام گوپوری تھا۔ اور فطرت ربیانات کے لئ فاسے وہ
 ایک اعلیٰ درجہ کا پجاری اور بہترین استاد تھا۔ اس کی زیادہ تر عمر ایک
 غیر مشہور اور دور افتادہ مندر میں گزاری تھی۔ جہاں بہت کم پرستار ان
 بڑے فیر تھے اور یہ غریب پجاری ہمیشہ فاقہ کشی کے منہ میں گرفتار رہتا تھا۔
 اور میں اگرچہ بدھ مذہب کا معتقد نہیں تھا لیکن بحیثیت ایک شخص کے میں
 اس کا ذاتی احترام بہت کرتا تھا۔ غرض جب قدر وقت اس شخص کی
 میرے دل میں تھی اس قدر اپنے مذہب کے کسی مولوی یا مجتہد کی بھی
 نہ تھی۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارے مولویوں نے مذہب کو وجہ معاش یعنی اپنے
 صلوے مانڈے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ہمارے علمائے دین اپنی فتوے بھی
 تہمت سے فروخت کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ مضحکہ انگیز حالت مذہب
 کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہمارے اکثر پیر و مرشد رگے ہوئے سار میں لائی
 جہاں لڑکوں کا پر وہ ہندوستان کے اخباروں میں روزمرہ فاش ہوتا ہے۔
 جب میں چوتھے دن مندر میں گیا تو اس روز میں نے مندر کے باغیچہ میں کسی
 شخص کو ٹہپا پایا۔ اور میں ٹہپے پی۔ سی کے انتظار میں کم از کم ایک گھنٹہ بیٹھا رہا۔
 میرا ارادہ ہوا بھی کہ مندر میں جس بھوہ کے اندر وہ رہتا ہے وہاں
 دھنک وہاں لیکن میں محترم رہا۔ اور یہ میں جانتا تھا کہ اگر میں کوئی رسمی گواہان

تو سردار پوتا۔ لیکن آٹ کی صبح چونکہ نہایت دُغریب تھی۔ شاہی محل بھی
 نہ باغ پر جوین آ رہا تھا ایسے میں تختہ خور لہو ست اور پودہ درختوں کے
 تار میں ٹٹا رہا۔

آج بچے کافی فرصت تھی کہ میں باغ کو اچھی دیکھ سکوں۔ کیونکہ
 حقیقت یہ باغ بہت وسیع تھا۔ پڑانا بھی تھا۔ ٹرائسٹس ہے کہ آج کل اسکی
 پوری پرور نہ کرتا تھا۔

باغ کے اندر بہت سے چوٹے چوٹے چٹے ادھر ادھر، دوں دوں دار
 تھے اور جگہ جگہ چوٹی چوٹی جھیلیں بن گئی تھیں۔ لہذا چٹے پتے کی سڑک
 تھیں پتھروں کی رکھوں سے ٹکھتے تھے اس طرح زمیں پر گرنے لگتے تھے
 واپس بہت آبشار بنائی تھی۔

بٹوں پر جگہ جگہ پتھروں کے پل بنائے گئے تھے۔ جو ابھی تک قائم
 و مزید تھے لیکن ان پر اب پانی نہ بہتا تھا۔ بہت سی جگہ گڑی
 کے ہیں تھے جو زمانہ کی دستبرد سے سرنگوں ہو گئے تھے۔ اور ان پر جھیلیں خود
 بن گئی ہیں جو اب بھی تھیں۔ ان کی وہ سے بعض اوقات چھوٹے چھوٹے چشموں
 کی پانی بھی رُک جاتا تھا۔ جھیلیں ہیں جگہ آبادہ وسیع ہو گئی تھیں وہیں جزیرے
 بھی بنائے گئے تھے۔ اور جہاں جہاں جزیرے بڑے تھے وہاں چھوٹے
 چھوٹے جھوٹے دھندے بھی تعمیر کئے گئے تھے۔ بعض مقامات پر سنگین اور
 پتھروں سے بنا ڈھان بنائی گئی تھیں جن پر چھوٹی چھوٹی بارہ دریاں درجے
 تعمیر کئے گئے تھے۔ کئی جگہ منگیں لائینیں نصب نہیں رہا صبح ہو کر لائینوں سے
 کوئی جاپانی باغ خالی نہیں ہوتا، ایک خصوصیت جاپانی باغوں میں اس
 ہوتی ہے یعنی یہاں ہر قسم کے پستہ قدر درخت تھے۔ لہذا ان کی شاخیں مٹھکے ایگز

حور پر جیسوں پر بھی مونی تھیں۔ اور ان میں سب سے زیادہ بہار چہری
کے دفتوں کا تختہ دے رہا تھا جس کا ذکر اس سے قبل باب اسبق میں
کیا جا چکا ہے۔

اس سے آپ بے سالی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہمارا کسی زمانہ میں کس قدر
دشمن پر اور چڑبھار ہو گا۔ اس وقت بہت سے قد و شتاس ہائے اٹھائے ان دفتوں
کی نگاہ بدال کیا کرنے تھے مگر آج ہی جبکہ اس باغ پر نہ مانہ کا قلعہ بر انداز چمن
ہو رہا ہے تو بیکر بھیل چکا ہے اس باغ میں۔ خ۔ آثار و پیدائش صفت و بہر نما۔
آج کی وحشت میں بھی سوا پیش نہ اس کی خزاں پر بھی سو ہائے بے زبان ہیں
جیلوں میں اب بھی کنول کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ اگرچہ چمنوں میں سنہری
تھیلیاں باقی نہیں رہی تھیں۔ ہر جگہ ہونے اور رنگ برنگ تھیں منڈااتی پھرتی
تھیں۔

ایک جگہ ایک بابو جگہ بھی تاجو میرے پاس آیا۔ اور خوب پر لطف حرکتیں کیں
نظر میں ہے اس برٹے بگلے سے میری صورت دیکر یہ خیال کیا ہو کہ میں دوسرے
لوگوں سے جو اس مندر میں آمد و رفت رکھتے ہیں مختلف ہوں۔ اور جب میں اس
مندر سے کا ایک ٹراویٹ نکلتا تو اس نے سیکڑوں غزروں کے بعد قبول کیا۔

میں اس بنگلے کے فناء ایک اسقدر مصروف ہوا کہ مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ میرا
پہلا دوست کو یہ زخمی کب آیا۔ اور جب تک وہ میرے پہلو میں نہ آیا اس وقت تک
میں متعلق نہ ہوا۔ میں مجتہد میثانی اس کی طرف متوجہ ہوا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ
جس عجب و غریب سنس میں مبتلا ہوئی وہ بھی اسے پسند کرے گا۔

مگر آج میرا خیال غلط نکلا۔ کیونکہ وہ بالکل انیس اور سنجیدہ تھا۔ اس کے چہرہ پر
مطلق ہنس تو رہا نہیں ہوا۔ اس نے صرف اسقدر کیا کہ میرے اس طرف دیکھتے ہی

دو ادب کے ساتھ جھکاؤ اور مجھے سلام کیا۔

آج اس کی صورت دیکھ کر میں بھی حیران تھا۔ کیونکہ کچھ وہ مجھے ایک فتویٰ
مختلف آدمی دکھائی دیتا تھا۔ نہ آج اسکے پرہیزگارہ پریشانت نمی نہ اسکی آنکھوں میں
وہ پہلی سی تپک دمک نظر آتی تھی۔ اور اسکے رخسار پر بھی کچھ عجیب مردتی چھائی
ہوئی تھی۔

میں:۔ کیوں جناب آج آپ کی کیسی طبیعت ہے۔ کیا خدا کا اسے طبیعت
کچھ ہلکا کر دیا ہے۔

فقیر:۔ نہیں حضور! میں بیمار نہیں۔ آپ کچھ فکر نہ فرمائیں میں اچھا ہوں۔
میں حضور کو یقین دلانا ہوں کہ میں بالکل اچھا ہوں۔

اگرچہ وہ شخص مجھ سے بات کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ لیکن ہر ایسا فہم باریا
نہ کہ یہ قسم قطعی معنوی ہے۔ وہ دوازیں اس کی آواز بھی کسی قدر کھنٹ ہی تھی۔
فقیر:۔ میں حضور سے صوفی مانگنے کے لیے دوڑا آیا۔ کیونکہ میں نے آپ کو اتنے عرصہ
تک منتظر رکھا۔ لیکن کچھ عرصہ قبل مجھے رشتہ کا مطابق خیال نہیں رہا تھا۔ اگر آج آپ
مجھے صوفی دہلیز میں کسی دن اسکی ضرورت ملانی کر دوں گا۔ اچھا اب فرمائیے کہ آج
کے دوسرے دن کیا مشورہ تو پیش کیا گیا تھا مجھے سہلوار نہیں رہا۔

میں:۔ خیر آج آپ کچھ پروا نہ کریں۔ جیسا آج دیکھا کل۔ میں کل پھر حاضر ہوں گا۔
نہ بڑا کل کوئی ہفت ایسی نہ ہوگی جس کے پاس آپ کو فرصت نہ ہو۔ میرا بیان
آپ کو کافی نہیں کہہ سکتا میں اسوقت تک آپ کے خوبصورت بارگاہی رہا۔ اسے
مختلف روز موند رہا۔ اور دوازیں میری دوستی آپ کے اس خوبصورت پرندے سے
بھی ہو گئی۔ یہی جہاں سی ایسی سڑیخ تانیں لے کر ملا ہے۔ اچھا سلام۔

میں چل کر رہا ہوں۔ وہ روبرو دروازہ کی طرف بڑھتا ہوا ہے۔ لیکن میں نے

اپنے آئندہ عمل کے متعلق بنوہ کوئی رائے قائم نہیں کی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ
 آج بڑے بھروسہ کوئی پریشانی ضرور ہے۔ لیکن چونکہ میں ابھی ایک اجنبی تھا اور
 میں نے اس سے بالکل بے تکلف نہیں ہوا تھا اس لیے میں اس سے زیادہ
 گود کر دیکر رہا ہوا کسی قدر سست پڑتا تھا۔

غیر میں جیسے چلتے چلتے رک گیا۔ اور مرزا کفر کی طرف دیکر۔ وہ بہت بھی
 کسی جگہ مولد و عزت میں اسنادہ تھا جہاں میں اسے چلوڑ آیا تھا۔ اب
 تین دنوں میں مرزا اور بچی بہت بائیسے طاق رہی۔ بچہ پٹ کر واپس ہوا۔
 رُست فخر کے اٹھانے پر ہاتھ رکھ دیا۔
 پھر کس قدر سست پڑ کر میری طرف متوجہ ہوا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ میر
 بار غصے سے ٹھہر چکی ہوں۔

میں بہت دُعا آپ اپنے راز کو خواہ کتنا ہی چھپاؤں گھر میں جانتا ہوں کہ
 آپ، مرزا کسی تکلیف میں مبتلا ہیں کیا آپ مجھے اپنے راز سے واقف نہیں
 کر سکتے۔ دیکھئے آپ جاں تہا نہ جتے ہیں۔ اگلے دن سب نہیں کہ آپ اسے
 دل کی تشویش بونہی رہنے دیں کیونکہ اس کا صحت پر بہت خراب اثر پڑتا ہے
 کہ آپ اپنا درد دل کسی دوسرے کو سنا دیں کہ آپ کے دل پر جو جو
 بے ہو جائے گا۔ اس سے بہتر ہوگا کہ آپ اپنے دل کا راز مجھ سے بیان فر
 مائیں۔ تاکہ اندر ہی اندر گھٹ کر تکلیف نہ ہو۔

میں بات کر رہا تھا اور وہ بڑا باخبر میری طرف صبر و استقامت سے
 کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا سب مجھے معلوم تھا۔ بات، سب کہ جہاں
 کے آداب ایسی اذیت کھنکھنات گفت و شنید سے باہر والے ہر طرح، الق
 نہیں ہوتے۔ اب جو میں نے اس بڑے فخر سے یکایک انہماک سے یہ کہ

اس سے اسکے حسیات کو ایک ضرب لگی۔ حالانکہ اس نے اس کا کوئی
انکار نہیں کیا۔ اس نے جبکہ کر آداب عرض کیا اور میری عنایت کا
شکر یہ ادا کیا۔

مگر بعد میں جب میں نے بہت زیادہ زور دیا تو اس نے بیان کیا کہ اس کے
بعض عزیز اس وقت سخت تکلیف میں ہیں وہ مجھ سے یہ بھی کہنے لگا کہ آپ
جو وہ خواہ کسی کے معاملہ میں پردہ کر خود کو کیوں تکلیف دیتے ہیں اس نے مجھ سے
نسبت سمجھت کہنا کہ میں اپنے گھر چلا جاؤں اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ
دوں۔ لیکن جوں جوں وہ شخص سیر چلے جائیگا تھا کرتا اس وقت میں اس کا رنج و
ملال معلوم کرنے پر بہت زیادہ مصر ہوتا تھا۔ بالآخر جب میں نے اس پر بہت
زیادہ زور دیا تو اس نے اپنا راز بیاں کر ہی دیا۔

بات یہ تھی کہ اس کا ایک بھائی تھا جو اس سے بیس برس چھوٹا تھا۔ اس پر
کوئی افتاد پڑی جس کی وجہ سے وہ تپاہ ویر ہو گیا۔ اور اس کا مال بالقرضہ
میں بندھ گیا۔ اس چھوٹے بھائی کی سب سے چھوٹی ایک لڑکی نہایت خوبصورت
تھی۔ جبکی عمر سولہ سال تھی اور اس لڑکی کو بڑے نفرت سے پالا پرورش کیا تھا اور
وہ اس کو جان سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ اپنی اس عزیز بہن کی مستقبل بہت روشن
سمجھتا تھا اور سچ تو ہے کہ وہ خدا سے اس لڑکی کیلئے ہمیشہ دعا مانگتا کرتا
تھا۔ مگر اب اس کی تمام امیدیں خاک میں مل گئی تھیں۔ اس کا چھوٹا بھائی اس وقت
مقدورانی مشکلات میں مبتلا تھا کہ اب وہ اپنا قرضہ ادا کرنے کے لیے اپنی اس
سین بچی کو چند سال کے لیے ایک شخص کے ہاتھ زبردستی کر بیوا لایا تھا جو ایک
فج خاندان کا ایک تھا۔

یہ تھی وہ داستان الم جس کی وجہ سے بڑا فقیر رنج و غم میں مبتلا ہوا تھا۔

س نے یہ واقعات نہایت ڈیڑھی پونہ زبان میں بیان کئے کیونکہ شرط لڑنے
 کے باعث اس کی زبان الفاظ ادا کرنے سے قاصر ہو رہی تھی۔

اوں دن تو مجھے یقین نہ آیا کہ اس قسم کی قابل شرم خرید و فروخت جاپان میں
 ہو سکتی ہے بہن جیب بڑھے فقیر نے مجھے بتایا کہ اس قسم کی گار وایاں اڑا دئے
 اڑتوں جا عزا اور جاپان میں بہت عام ہیں تو میں حیرت زدہ ہو کر اس کی صورت
 کو دیکھ کر رہ گیا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ جاپان میں عموماً بہترین حسن و جمال کی ملک
 اڑکیاں اس طرح خود کو فروخت کر رہی ہیں تاکہ اپنے والدین کی مالی مشکلات کو اڑا
 کر ہیں۔ میں اچانک ہی سٹک ہو سکے تاکہ طبع آزمائی کی سرزمین میں ہر چیز حفاظ
 خونی کمال ہے گرا ب معلوم ہوا کہ خود بدورت پونوں میں کمانے بھی دوست ہیں
 یہ واقعہ سننے کے بعد ہم دونوں تونہ ہی رنگ و بوی رہے بعد ازاں
 میں نے ہر سکوت کو اس طرح توڑا۔

میرے پاس مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ ایسی کتنی ہری رتم ہے جسکے لئے ایک پانچ سو
 روپیہ اپنی انوار عیادت کا اس طرح قربانی کر رہی ہے۔

پانچ سو سات ہزار سین (سین ایک جاپانی سکے ہے)
 ہمارے نو بیہ سات ہزار سین کی رتم بہت بڑی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن
 جیب میں نے حساب لگا یا تو معلوم ہوا کہ انگریزی سکوں کے حساب سے سن
 کی رتم بہت پندرہ پونہ ہوتی ہے۔ آہ اس قدر حقیر و ذلیل رتم کے بالوشا کیسے
 ہو گی۔ یہی رات کی عیادت فروخت کی جاتی ہے۔

میں نے میرے نزدیک تو یہ کوئی بڑی بیماری رتم نہیں ہے۔ کیا آپ دوستوں
 میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو اتنی حقیر رتم دیکھے؟
 فقیر نے رما دیا۔ میں نے افسوس کوئی نہیں۔ ہم لوگ بہت غریبہ آدمی ہیں۔

۔ اس کے نزدیک یہ بہت بڑی رقم ہے۔

میں :- لیکن آپ نے مجھ سے اپنی اس جان پہچان والی لڑکی کو ذکر کیا تھا وہ بہانے کے دامن میں رہتی ہے۔ وہ تو آپ پر بھروسہ کر رہی ہے۔ کیا ایسے آڑے وقت میں وہ آپ کی مدد نہیں کر سکتی؟

یہ گفتگو میں نے اس بے غرضانہ طریقہ سے کی گویا مجھے اتھینٹو سے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نے اس سے قطعی اجنبی ہوں۔ میرے سوال کا جواب فقیر نے نہ دیا۔

فقیر :- اتھینٹو کو میرے تحفہ کا حال معلوم ہے۔ اور واقعی وہ بھی ہماری وجہ سے بے ملول و شگین ہے۔ مگر اس بیماری کے پاس اپنی ذاتی ملکیت کی ایک بیرونی کڑی بھی نہیں ہے۔ اور اس کے سوتیلے باپ کی بیماری و لڑکی کی جان بچانے کے لئے ہرگز سات ہزار سین نہیں دیں گے۔ ان خرچ میں ہر طرف سے مایوس ہوں۔ اب جو کچھ مسرت مجھے اس پیارے لڑکی کی وجہ سے نصیب ہو جا یا کرتی تھی اب وہ بھی جاتی رہے گی۔ ہر حال میں ایسی باتوں سے آپ کے دل کو کچھ ملول کروں۔ بس اب اس بات کا خیال اپنے دل سے چھوڑ دیجئے۔ میرا بھی ان باتوں سے دل گھبرا گیا ہے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں سزاوارتہ و خانی نجات کا دن قریب ہے۔ اس کے بعد زندگی کی ادھی مہیتوں سے ہمیشہ کے لیے نجات پائیے گی۔

میں :- نہیں استاد! ایسا نہ کہئے۔ اگرچہ میں کوئی دو تین آدمی نہیں ہوں لیکن ان سات ہزار سین کی وجہ سے میں نہ نہیں ہو سکتا۔ اس قدر جھڑپیں سے میں آپ کا تفرقہ نہیں ہو جاؤں گا۔ ہر گز ایک بلی کیلئے سے انسان کو جو طمانیت نہیں مل سکتی۔ اس کا منہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس خود غرضانہ بے پرواہی پر شاید ہرگز ان باتوں میں یہ جو کچھ کر رہا ہوں وہ سب اپنے لئے

کر رہا ہوں۔ بلکہ مجھے اسکا بہت زیادہ سوا دمنہ ٹھیکے گا۔

اس طرح کچھ سہنس اور سنجیدگی میں باتیں کر کے میں نے اپنی حقیرانہ یاد
کی بہت کچھ ٹکسیر کر دی۔ اسوقت اتفاق سے میرے پاس زیادہ روپیہ موجود
بھی نہیں تھا۔ ورنہ میں اسکے دہینے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ الغرض میں نے پندرہ
پونڈ کے نوٹ فقیر کے حوالے کر دئے۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنی حیرت رفع کرے
میں قدم بڑھا کر باغ سے نکل گیا۔

میرادل یہ نیک کام کرنے پر باغ باغ ہو رہا تھا۔ ایلئے میں جلد جھڑی
کی سیڑھیوں سے اُترا۔ میرادل اسوقت بیحد مطمئن تھا۔ اگر میری اس کارروائی
کی خبر تیتسو کو نہ ہو جی تو کوئی پر دا نہیں لیکن میں نے ایک ذرا سا ایشیا کر نیکا
موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

لیکن اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ بڑا فقیر یہ واقعہ تیتسو سے خود
بیان کرے گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو ضرور اس غریب و نادار کو مجھ سے کچھ نہ کچھ
دیکھپی پیدا ہو جائے گی۔ اور ممکن ہے کہ آئندہ وہ مجھے ایک ناخواندہ اجنبی نہ سمجھے
اور خیر کام کی ابتداء اس طرح ہوگی اسکا انجام کس قدر عمدہ ہوگا۔ الغرض میرے
خیال میں کوئی بات ناممکن نہ تھی۔

باب ساتواں

پہلی ملاقات

ہر مرتبہ جب میں اس مکان کے پاس سے گزرتا ہوتا جو پہاڑی کے دامن

میں واقع تھا میں ہمیشہ نظر شوق سے اس کی طرف دیکھتا تھا۔ لیکن کبھی ایسا
 نہ ہوتا۔ کبھی تین سو کی آنکھوں سے چار ہوتیں۔ بلکہ اس کی جھلک تک دیکھنا
 ہی شایب نہ ہوتا۔

میرے دل میں اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید اس مکان میں نہیں رہتی۔ اور
 میں کاکے کو سول چلی گئی ہے۔ دوسرے دن صبح کو بھی میں حبیب دیدار پار
 سے خروم رہا تو میں نہایت سست قدموں سے مندر کے زمینہ پر چڑھا ستم
 یہ تھا کہ جس دن میں پہلے روز باغ میں گیا تھا اس روز سے کیوڑی نے بھی
 اس آفت جان کے شعلہ کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ اور میں خود اس کی نسبت
 دریافت کرنے سے ایسے پچکپاتا تھا کہ راز فاش نہ ہو جائے۔

جب میں مندر کے سامنے پہنچی تو بڑے فقیر کا خلیق اور شگفتہ چہرہ نظر
 آیا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا۔ اور اسکو دیکھ کر میرا دل کیف قدر خوش
 اور میرے پاؤں کیف قدر ہلکے ہو گئے۔ اگر امید کی دیوی نے سطح زمیں پر
 رہنا چھوڑ دیا تھا تو میرے نزدیک پہاڑی کے مندر میں اسکا استہان موجود
 تھا۔ جس کے سامنے چیری کے خوشبودار اور خوبصورت پھولوں نے زمین
 پر خوبصورت قالین بکھار رکھا تھا۔

آج بڑے فقیر نے سبق شروع کرنے میں کوئی حلیہ نہیں کیا۔ آج
 اس کے دل کیف قدر امنگوں پر تھا اور بے تعلق ہاتھوں پر گنگو کرتا تھا۔ اسی
 وقت میں اس نے بکا بک مجھ سے دریافت کیا کہ اگر میں چاہوں تو مندر
 کے اندر داخل ہو کر سیر کر سکتا ہوں کہ میں نے ابھی تک مندر کو اندر
 سے نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ویسے ہی عذر کر دیا لیکن اس کے بعد ہی میرے
 دل نے کہا کہ اس مرتبہ فقیر کا کہنا ماننے سے انکار کر دینا مناسب نہیں۔

ایسے جب اُسے دوبارہ اصرار کیا تو میں نے بخوشی فی طر مندر کی سیر منظور کر لی۔
 ہم دونوں اُس پڑانے مندر کی طرف راہی ہم سے جس پر کافی جی ہوئی
 اور جب میں مندر کے دروازہ پر اس جو بی زینہ کے پاس رکا جس میں تھر
 سیڑھیاں تھیں تو میں نے وہاں خود بصورت کھڑاؤں کا ایک جوڑا رکھا دیکھا
 جا پانی زبان میں "ہیتا" کہتے ہیں۔ اور جو جا پان کی عورتیں عموماً پہنتی ہیں۔
 یہ کھڑاؤں سب سے اوپر دانی سیڑھی پر رکھی ہوئی تھیں۔

ان کھڑاؤں کو دیکھ کر مجھے کچھ حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ میرے چہ
 پر خفیف سی سرخی بھی دور ہو گئی۔ جسے میں نے سر جھکا کر پیچھے چھپا لیا۔ اور اپنے
 جوتہ کا ڈیوڑھا لٹکا دیا۔ کیونکہ میں نے آگے بڑھ کر مندر کا دروازہ کسی قدر کھولا
 اور ہم دونوں اندر داخل ہوئے۔ جب ہم مندر میں پہنچے تو ہم نے مندر
 کے کمرے کے پڑنے کی آواز سنائی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ مندر میں سورتی کے
 سامنے بیٹھی ہوئی ایک عورت نہایت خوش الحانی سے مسرور و متجاہز
 ہے۔ اور وہ اب کے سُرور پر جو وہ اپنی دانت کے زخم سے بجاتی ہے۔
 ایسی خوش رہتا نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ہم وہ دشتی سے اندھیرے میں
 تھے اسلئے آنکھوں سے دفعتاً وہ عورت نظر نہ آ سکی۔ اسلئے میں کچھ فاصلہ
 کھڑا ہو گیا اور گانا بجانا سنتا رہا۔ اگرچہ اس گانے کا ایک لفظ بھی میری
 میں نہیں آتا تھا مگر وہ اس قدر عمدہ اور خوش آئند تھا اور اسی کے ساتھ ساتھ
 رنٹ اٹھانے میں گائیو الی کے پاس جاتا ہوا شریا۔ کچھ مناسب سمجھا کہ
 پیچھے ہٹ کر۔ لیکن میں اس وقت اس قدر بے بس تھا کہ کچھ ہی نہیں کر سکتا
 تھا۔ اور اب چونکہ میری آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں اسلئے
 میں نے نہ دیکھا کہ ایک عورت کچھ نہ مصلہ پر تر بائٹا ہوا ہر جھک کی موہتی کے

نے ۱۰ روز نو بیٹھی ہوئی ہے۔ مندر کے اندر کی ہوا ایک قسم کی خوشگوار
تیر سے معطر تھی۔ میرے تین طرف کتاب کنول اور دیگر پھولوں کے
بڑے کاغذی گلدستے سجے ہوئے تھے۔

میرے خواہش نہیں تھی مگر میرے پاؤں خود بخود آہستہ آہستہ اس
طرف اپنے جاتے تھے جہاں وہ عورت دوڑاؤ بیٹھی ہوئی گلاہی تھی۔
میں اس طرح سرکتے سرکتے اس عورت سے تقریباً ایک گز کے فاصلہ
پر کھڑا ہوا۔ میں اس قدر قریب پہنچ گیا تھا کہ اگر میں ہاتھ بڑھاتا تو
اس عورت کے پاؤں کو چوس سکتا تھا۔ مگر میں یہیں کھڑا نہ کیا جاں اسکا نفس
میرے لیے زرد و سبز گوش بنا ہوا تھا۔ اور بیچ تو یہ ہے کہ میں اس کے
نے میں اس قدر محو ہو گیا تھا کہ اگر وہ عورت نہ قیامت گاتی رہتی تو
میں میں وہیں کھڑا سنتا رہتا۔

مجھے یہ یاد نہیں کہ میں اس کے گانے کب تک سنتا رہا۔ لیکن بالآخر گانے کی
آواز سے تار یک مندر کے پراسرار سکوت میں ٹکڑا موش ہو گئی۔ اور
عورت تھوڑی دیر کا موش دعا مانگنے کے بعد کانپتی ہوئی اٹھی۔ اسکے
پلٹ کر آئے۔ ہے اور وہ ایک ہاتھ سے اس طرح اُدھر اُدھر ٹوٹنے لگی
باکسی چیز کا تہا را ڈھونڈ رہی ہے۔

میں فوراً جرات کر کے بلا پس و پیش آگے بڑھا اور وہ چوڑا سا
عورت ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور ہاتھ پکڑ کر اسے دروازہ کی
طرف لے آیا۔ میں نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ کا پٹ ہٹایا اور
میں سے اس عورت کو کھلی ہوا اور روشنی میں لے آیا۔ ہمارے روشنی
میں چوہے بھی اسٹے توڑا اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں سے نکال لیا۔ آہ جھکا

مجھے خیال تھا یہ وہی عورت تھی یعنی میرے جان و دل کی مالک اوتیسو :
 اس نے سنجیدہ انداز سے میری طرف دیکھا اور مہربانی زبان میں کہ
 اوتیسو :- میں اس بات کی ہزار بار معافی مانگتی ہوں کہ میں نے اپنا ذلیل
 ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا۔ سندر کی تارکی میں میرا خیال پیدا ہوا کہ یہ بدست
 بہادر ہی کا ہاتھ ہے۔

میں :- مجھے بڑے کیورتھی کی قسمت پر رشک ہے کہ اسے سب کی خدمت
 میں نیاز حاصل ہونے کا شرف تو حاصل ہے۔
 اس وقت وہ میری طرف دیکھ رہی تھی لیکن جوں ہی میں نے
 سندر پہ بالائفا طے اس نے میری طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ اس وقت
 شرم و حیا سے اس کے خوب صورت رخساروں پر کسی قدر سرخی نمودار
 ہو گئی تھی۔ چونکہ اسکی کھڑاؤں کھلی ہوئی تھیں اسلئے اسنے آسانی تو م
 ان میں پاؤں ڈال لیا۔ مگر مجھے سیڑھی پر بیٹھ جوتہ پہننا پڑا۔ اس وقت
 مجھے سخت ناگوار لگا۔

جوتہ پہننے کے بعد جب میں نے باغ میں ادھر ادھر نفیس درختوں
 تو میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اس وقت ہم دونوں تنہا ہیں۔ بڑے نفیس
 بہت چالاک سے ہم دونوں کی ملاقات کرادی۔ اوتیسو نے میری آنکھوں
 میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور کہا۔

اوتیسو :- افسوس ہے کہ اس وقت وہ بڑا پہاڑی کہیں نظر نہیں آتا
 آپ میرے ساتھ باغ میں اسکا انتظار کریں۔ وہ کسی شخص سے خواہ وہ
 کتنی ہی عزیز ہو۔ کوئی انتظار نہیں کراتا۔
 ہم دونوں پیری کے درختوں میں برابر بیٹھ کر چل قدمی کرنے لگے

درمیں نے آہستہ سے عرض کیا۔

میں :- وہ بھدا چھا آدمی ہے۔ اور اس نے مجھ پر اس قدر عظیم احسان کیا کہ
میں اس کا بدلہ نہیں اُتار سکتا۔

اس وقت کی سیری گہرا سٹ اس پر خوب بظاہر غمی۔ تبیں اگر لکے
میں ابھی ہی کیفیت غمی تو اس نے اسکا اظہار نہیں ہونے دیا۔

”میں چونکہ آپ کے ملک میں اجنبی ہوں“ میں نے کہا ”اس لئے
میں ہے کہ میں آپ لوگوں کے طرز معاشرت اور حسن آداب سے
تلف نہیں ہوں۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بغیر جاننے بوجھے میری زبان
کے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے یا مجھ سے کوئی ایسی حرکت صادر نہ ہو جس سے
پتہ خوش ہو جائیں۔ اس لئے میں بھدا ادب آپ سے عرض کرتا ہوں کہ
میری طرف سے کوئی ایسی بات ہو تو آپ اسے ازراہ عنایت
مانت فرمایا۔ مثلاً“

یہ :- بڑی خوشی سے۔ مگر مجھے بھی اندیشہ ہے کہ میں ایک جاہل اور
دان عورت ہوں اس لئے بہت نکتہ میں آپ کی بات سمجھنے
کا قصور ہو۔ جس طرح آپ ہمارے رسم و رواج سے واقف نہیں
وہی طرح میں بھی آپ کے رسم و رواج سے آگاہ نہیں ہوں۔ لہذا اگر مجھے
کوئی بیوقوفی سرزد ہو تو آپ بھی ازراہ عنایت فرمائیے۔ آپ کی
سات بڑی اسی قسمی امور عالم فاضل ہوتی ہوں گی اور میں بالکل ان پر مد
رجا ہل عورت ہوں میں اپنے یہاں کے میگزینوں میں مغربی عورتوں
کے حالات اکثر پڑھتی ہوں ان کے طور و طریق ہم لوگوں سے قطعی
ایہا۔

میں۔ ابھی تو آپ ہڑہنا لکھنا بھی جانتی ہیں؛

اوتھیں تو کہیں نہیں۔ تو ہم اپنا دانت کیونکر کاٹتے ہیں۔

میں :- میں تو یہ سمجھتا تھا کہ تر حسن کی دیوئی ہو۔ ایسی چھپتے کہ یہ ہمارے سر پر
بد چہری کے ہوتے ہیں۔ اور ان میں روح ہو۔

اوتھیں تو :- درمچھ میں عورت کی کوئی بات نہ ہوتی۔

مگر جب وہ یہ مگر سکرا دی گری کے لب لہو سے کچھ دستان پھینکتی تھی۔

میں :- نہیں نہیں : ایک کا دل عورت کی خیر نصیحت بھی ہوتی ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اسکو عورت سمجھ کر اس سے محبت نہیں کرتا تھا

بلکہ ایک دیوئی سمجھ کر اس کی پرستش کرتا تھا۔ میرا یہ جواب سن کر اس کے

پہرے پر پھر رونق آئی۔

میں :- اگر میں انگریز ہوتا اور ہم دونوں انگلستان میں ہوتے تو میں آپ

آپ کا رہا آپ ہٹ کر ساتھ لے چلنے کی اجازت طلب کرتا۔

اوتھیں تو :- مگر اب چونکہ ہم جاپان میں ہیں اسلئے اگر میں ایسا کرنے کی آپ

اجازت دیتی تو آپ کی تواریں کرتی۔ لہذا میں اپنا رہا آپ خود لے چلتی ہوں

میں :- تو آپ یہ رہا آپ گناہ سے کہہ دیجئے اور یہاں توڑی دیر نہ

بٹھ کر بات چیت کیجئے۔ اس طرح ہم دونوں کی مشکل رفع ہو جائے گی۔

اوتھیں تو :- آپ ایک دولت مند آدمی ہیں۔ اور اسی کے ساتھ غنیمت منانی

چاہیے۔ میں نے وہ حال سنا ہے کہ آپ نے جو ایک فطری اجنبی شخص ہیں

کس طرح بڑے فیر کی عزیز بھینسی کے ساتھ سلوک کیا۔ وہ لڑکی میری بہت

پیار سی گویاں ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جو احسان عظیم آپ نے کیا ہے اس

میں کوئی اندازہ نہیں کر سکتی۔ لیکن اتنی بات ضرور ہوں گی کہ آپ نے

ہو جائیں گے۔

یہ بات اس نے اپنے سامنے دیکھتے ہوئے بالکل کھلی۔ اور میں نے یہاں رہا ہوں کہ اس کی بات کو جواب دیتا معمولی بات نہ تھی۔ میں اس وقت کس قدر مست ہونا ضرور لیکن بالآخر میں نے متانت سے جواب دیا۔

میں :- میں منزل مقصود سے ہرگز منحرف نہ ہوؤں گا خواہ راستہ میں کتنا ہی خطرہ حاصل ہو۔ اور اگر اس صورت میں میں مر بھی جاؤں تو میں بھول گیا مجھے نہایت اچھی موت نصیب ہوئی۔

اوتیتسو :- تو اس سے ظاہر ہوا کہ آپ بہادر بھی ہیں۔

میں :- آپ اس وقت اس بات کو چھوڑ دیجئے۔ جب بھی ایسا وقت آئے گا تو خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ کہ میں آپ میری ننھی سی جان :-

یہ الفاظ سن کر اوتیتسو نے فوراً ایڑ لٹکا مول سے میری طرف دیکھا اور کہ :- اوتیتسو :- ننھی سی جان کیا میں ننھی سی بچی ہوں۔ آپ دیکھتے نہیں کہ میں کس قدر کشیدہ قامت جوان عورت ہوں۔ یعنی درحقیقت میں اپنی تمام سپیلیوں سے زیادہ لمبی ہوں۔

میں :- یہ سچ ہے۔ میں یہ بات اُسی وقت دیکھ چکا تھا جب میں نے آپ کو وہ پیر دیکھا تھا۔ میں نے اس وقت "ننھی" کا لفظ "پیار سی اور بچی" کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

اوتیتسو :- اچھا خیر سمجھ لیجئے کہ میں نے آپ کی یہ خط معاف کی۔ کبھی کبھی آپس میں غلط فہمی ہو جا کر فی ہے۔ لیکن اس کے کیا معنی کہ میں نے آپ کو درپیر دیکھا تھا۔

میں :- کوئی خاص بات نہیں۔ محض یہ سمجھ لیجئے کہ آستین چاہئے ہوت

اور بیٹی کوٹ کا دامن ذرا اٹھاتے ہوئے آپ دریا کے کنارے میں ادھر بھر
بھر رہی تھیں۔ ہاتھ نہیں رہی تھیں۔

اور تیسو۔ میرے نزدیک یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوتی کہ جو بات میں چاہتی
ہوں کہ آپ بول جائیں وہی ذات آپ یاد رکھتے ہیں۔

میں۔ اگر مجھے آپ کوئی بات کرنے کا حکم دیں تو میں فوراً تعمیل ارشاد
کروں گا۔ لیکن آپ کی وہ تصویر حبیب میں نے آپ کو مفید چمکدار کوٹ پہنے
استیں جزا ہے اور سرنج دیشی بیٹی کوٹ کا دامن اٹھائے پانی میں بھرتے
دیکھا تھا۔ وہ تصویر میرے دل سے جیتے جی نہیں نکل سکتی۔

اور تیسو میرے پاس سے کسی قدر گھبرا کر بہت تمام اٹھی اور کہنے لگی کہ میں بھی
بہول تھی کہ اتنا وقت کس طرح گزر گیا۔ میں نے اس کا باب ہاتھ میں اٹھا لیا اور
کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور ہم دونوں حارشی کے ساتھ نہ نہ نہ پہنچے رخصت
ونے سے قبل ہم دونوں کیسٹ پر پٹان آپ دوسرے کی طرف بیکٹے رہے دونوں
بہنیں جانتے تھے کہ رسم رخصت کیونکر ادا کی جائے اس وقت نہ معلوم اور تیسو
کے دل میں کیا خیال آیا کہ اُسے اپنا ہاتھ بڑھا کر کہا۔

اور تیسو۔ اگر ہم دونوں اگر بڑھوتے تو میں آپ کو اپنا ہاتھ اس طرح دیتی۔
میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اپنا سر جھکا کر آہستہ سے بوسہ
دیا۔

اور گر میں بگڑنا تو میں یہ کرتا۔

میرے خیال میں پہلا بوسہ ہونا جو کسی نے اور تیسو کا لیا ہو۔ اور میں یہ بھی
تہجوں کہ میری اس حرکت سے اس کے دل کو سخت صدمہ گزرا کیونکہ اُسے

پناہات فوراً ہٹا لیا۔ اسے جد ہی سر سے اپنی کھڑاں پہنیں اور اس بری حرکت
 زینہ سے زکرم کی گویا کوئی شخص اسکو قتل کرنے آ رہا ہے۔ میں دم بخود اس کی
 طرف دیکھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے خوف تھا کہ وہ پاؤں چھپا کر گرنے پڑے اور پیری انکوں
 کے سامنے نذر جان نہ ہو۔ میں خدا کا شکر ہے کہ وہ بغیر کسی حادثہ کے زینہ کے چنے
 تک پہنچ گئی اور میرے دم میں دم آیا۔ اگر خدا خواستہ اسے اس وقت کسی قسم کا
 صدمہ ہو چکا ہوگا۔ میں ہمیشہ شرمندہ رہتا ہوں۔ اس واقعہ نے آئندہ کے لئے میرے
 کان کو سدھنے۔ یعنی مجھے یہ سبق دیا کہ آئندہ اس قسم کی حماقت کسی نہ کی جائے۔
 اس کے بعد میں قنایت، انظار اب کے ساتھ بڑے فیر کی آمد کا منتظر رہا۔
 کیونکہ میں خود چاہتا تھا کہ وہ آجائے اور میری طرف سے اور بقول کے آئے ہوں
 جوڑے اور جو حرکت درست ہوگی، مجھ سے سرزد ہوئی ہے اسکی معافی مانگے۔
 کیونکہ میں محسوس کرتا تھا کہ آج اور بقیہ مجھ سے سخت ناخوش ہو گئی ہے۔

تھوڑی دیر بعد بڑا تھیرا غصہ ایک طرف سے نروار ہوا اور میں نے
 وہ تمام حال اس سے سن دھن بیان کر کے درخواست کی میری طرف سے
 دست بستہ معافی مانگ دی جائے۔ لیکن فیر کی باتوں سے معلوم ہوا کہ یہ کوئی
 بے زبانیہ نہیں ہے۔

فیر نے کہا کہ ممکن ہے وہ ناخوش ہو گئی ہو۔ لیکن یہ ناراضی کچھ زیادہ
 عرصہ تک باقی نہ رہے گی۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ لڑکی بنایت معقول پسند
 اور کریم النفس واقع ہوئی ہے۔ اس لئے جب وہ اس معاملہ پر غور کریگی
 اور آپ کی اس حرکت کے متعلق اس کی سمجھ میں کوئی معقول سبب آجائے گا
 تو وہ ضرور معاف کر دے گی۔ اور اس کا غصہ دو چار گھنٹہ سے زیادہ نہیں
 رہے گا۔

فقر نے کہا کہ خواہ اور نہ خواہ اس معاملہ کو کتنا ہی بیانا کئے مگر وہ نہ سچ میں ہو کر
 نہ در مصالحت کرانے لگا اور جس قدر رائے اس سے ڈالو جائے گا وہ بری طرف
 سے ضرور ڈالے گا۔ اس نے کہا کہ آپ نے جو احسان عظیم مجھ پر کیا ہے نہ اس کے
 معاوضہ دیا جاسکتا ہے نہ رد فرماؤں کہ جاسکتا ہے۔ وہ خوب جانتا تھا کہ
 جواؤں کے عشق و محبت کے معاملے کیسے ہوا کرتے ہیں۔ وہ خود بھی کبھی خدائے بہاد
 عیبت پر ادا دل رکھتا ہو گا۔ بہر حال میں نے اپنی آنکھوں سے اس کی باتوں کا مشاہدہ
 کیا کہ اس نے اس روز میرے حال پر اس قدر عنایت کی تھی کہ میں اس کا
 شکریہ ادا کرنے کے لیے اپنے اس انداز پر پابند تھا۔

پانچواں کھواں

تشریف لایا

اس روز رات کو مجھے نیند نہ آئی۔ تمام شب کر دھیں بدلتے کئی کبھی خیال
 آتا تھا کہ اوقت سے کس طرح ملاقات ہوئی۔ اس کا کلا کلا کلا کر رہا ہے۔ وہ
 کس قدر پیار و بہرا لگاتی ہے۔ اس نے سفید پیر سی پیروی باتیں ہیں۔ آج
 ان سے کیا حماقت ہو گئی کہ میں نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ اگر اس نے اس وقت تک
 کیا ہو گا۔ آخر میں اس قسم کے خیالات تھے جو کہ وہ کر رہے ہیں رات چر
 تے ہیں۔ درود و سب دت بھیج کر جب میں مسجد کی طرف روانہ ہوا تو میرے
 دل میں یہ قسم کے پیدا ہوئے ہیں۔

جب میں اس بات پر داخل ہوا تو بہر ادا دل مختلف قسم کے خیالات سے بھر
 رہا تھا۔ آج بھی جیری کے درختوں کی یادوں پر غمتہ ہو جا رہا تھا کہ آج یہاں سے

لغت انداز ہونے کے قابل میرے پاس وہ تمکینیں ہی نہیں تھیں۔ مگر رات بھر
 میں بت درختوں کے پھولوں کی تمام شگفتگی، فردوسی سے سہل ہو جاتی تو بھی مجھے
 کوئی فرق نظر نہ آتا۔ میرے تمام خیالات کا مرکز اس وقت وہ بڑا فقیر اور تپسوی تھے۔
 بالآخر بڑا فقیر مجھے نظر پر آگیا۔ اور جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے
 اس قدر جبکہ کر ایک "نہ میں دوز" منام مجھے کیا کہ کبھی آج تک نہ کیا تھا۔ اور آج
 اس کے چہرہ پر خلافت رسول مقبالت اور کسب قدر حزن و مدلل بھی ہو س رہا تھا۔ میں
 فقیر کی سمورت دیکھتے ہی فوراً بھگ گیا کہ آج غیر مت نہیں ہے۔ میں نے ضبط
 سے کام لیا اور اپنے دل کی حالت کا اس پر اظہار نہ کرنے دیا اور اس کے منہ سے
 خبر نہ سننے کو تیار ہو گیا۔

میں حسب معمول خاموشی کے ساتھ اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اور اس انتظار
 میں رہا کہ وہ دوبارہ کسی کوئی بات بھی بڑے۔ لیکن جیسے اس کے کہ وہ کوئی بات
 نہ کہہ سکے۔ اور میرے سامنے کسی خیال میں مستغرق وہ پھر مرتبہ ادھر سے
 وہ بڑا دھیر سے ادھر پہنچا رہا۔ اس کے بعد وہ دفعتاً اڑکا۔ اور اس نے اپنا
 ہاتھ میرے شانے پر غلطی سے رکھا اور یوں ہلکام ہوا۔

فقیر!۔ تو جوان حسن علی ہمارے جزیروں میں بہت سے دلچسپ خواندہ
 اور مشہور مقامات ہیں جہاں کی سیر کرنے باہر کے لوگ بہت جاتے ہیں۔ تو
 بھی انہی کی طرح کیجئے۔ اور اپنا دل دیگر مشاغل میں بہل نہ دے۔ اور اس پر
 کہنت۔ سند را اور ایک مہربان دل تیرے کی کہ جو اس پہاڑی کے دامن میں
 رہتی ہے غلطی ہوں چاہئے۔

میں نے ہاتھ سے اشارہ سے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا اور بعد
 بیچہ باتوں میں نے اپنے دل پر کسب قدر قابل ماحصل کر کے عرض کیا۔

میں :- میرے مرہبان دوست! تم نے مجھ سے اس قسم کی باتیں کل بالکل
 نہیں کی تھیں۔ بلکہ آپ نے یہاں تک زبردستی نہائی تھی کہ اوتھتو اور مجھ میں ہم
 نزاکت گرا دی تھی۔ اب میں آپ سے الٹی کرتا ہوں کہ آپ خدا کے لئے
 مجھ سے بالکل عداوت عداوت اور دل پر دل کر باتیں کہتے۔ اور یہ بنایئے کہ آج
 آپ کے بنیادیت کس قسم کے ہیں۔ اور یہ بھی فرمائیئے کہ آپ کے خیالات
 سابقہ میں کیوں تغیر واقع ہو گیا ہے۔

نقییر :- میں ضرور ایسا کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ اوتھتو پر
 آپ کی طبیعت کافی ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اکثر میرے بھری لگی شاگرد کے متعلق
 باتیں در یافت کیا کرتی تھی۔ یہی باعث ہوا کہ میں نے آپ دونوں کی ملاقات
 کا ڈھنگ نکالا۔ میں نے یہ سوچا تھا کہ اس ملاقات سے دونوں کو خوشی
 حاصل ہوگی۔ وہ کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اور اگر میرے مانع میں بھی آپ دونوں
 کی آپ چیت ہو جائیگی تو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ آپ ایک جاپانی لڑکی
 سے واقف ہو جائے اور اس طرح اپنے ایک ہندوستانی سے تمام خیالات
 کا موقع مل جائے گا کسی دوسری صورت میں ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اب مجھے
 معلوم ہوا کہ آپ کی طبیعت اور اسکا شوق حد سے زیادہ گزرے ہوئے ہیں۔
 اور نہ مجھے اتنا خیال پہلے نہیں تھا۔ اس لئے جو تجویز میں نے سبھی تھی وہ
 ناکام رہی۔

پس :- کیا اوتھتو سے آپ کی ملاقات ہوئی۔

نقییر :- ہاں وہ آج علی الصباح مجھ سے ملنے آئی۔ رات بھر ایسی بچپنی
 سے کہتی۔

میں :- کیا اس نے میری نسبت کچھ کہا ہے۔

نقیض۔ ہاں وہ ایک خط میں جو میں آپ کو دیتا ہوں آپ کو ایک فدا
پیغام دے گا یہ ہے۔

ہاں کرتے کرتے اس نے ایک سفید لٹریٹہ نکال اور میرے حوالہ کر دیا۔
میرے ہر کوئی ایک تجربہ کرتی۔ اور اس کے بعد اس نے شفقت کساتہ کہا۔
”مجھے سو نہ ت ایک ذاتی کام درپیش ہے۔ میں آدھری دیر کے لئے
جانا چاہتا ہوں۔ یہ جانتے ہیں آؤں آپ میرا انتظار فرما ہیں گے
کچھ چند اس زیادہ عرصہ نہ بیٹھا
ہیں اور میں ضرور آپ کو انتظار کر رہا ہوں
نقیض اور یہ بھی وعدہ ہے کہ
میں آپ کو ایک بھیج دوں گا۔“

جب کہ میری چہرہ پر وہ دیکھتا تھا میں نے چند منٹ تک بیٹھا رہا
وہ نہ کہہ سکتے تھے میرا دل ڈر رہا تھا کہ وہ اس میں دقت تھی
اب نہیں کوئی تجربہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے میں نے وہ لٹریٹہ چاک کر
لی گئی اور اسے ایک کاغذ پر ایک کمرہ اور آدھری دیر میں چھپنی زبان میں
جھپکاتے ہوئے تھی۔ میں چھپنی زبان میں آدھری دیر میں چھپنی
دور تھی اسے آدھری دیر میں چھپنی تھی۔ ہر طرف میں نے ہر وقت
میں خرید کر یہ سب لکھا تھا۔

”اب نہیں کہہ کر آدھری دیر میں۔“ اس پر اس نے یہ کہہ دیا
چند اور شو خانہ تیرے نام تھے۔ یہی ہوں۔ علی ہر دونوں کی طاقت
جوئی وہ ہم مندر کے جو جوہر است باغ میں دونوں ہاتھیں کرتے ہیں۔
جہت میں۔ یہ کہہ کر وہ دونوں تھکتے تھے وہ انہماک میں تھے۔

نہیں دیکھتے تھے مجھ بہار سے دونوں کی اندر دنی گہرائیوں سے بکھتے تھے اور
 یہ وہ باتیں تھیں جو معمولی انسان دانی کے نیچے خطرناک ہیں۔ کیونکہ انسان کو
 دوسروں کا تابع رہنا پڑتا ہے۔ اور انہیں اپنی زندگی پر خود کوئی اختیار
 نہیں ہوتا پس اسے شخص میں بہدق دیا جیسے انتہا کرتی ہو کہ اگر اپنی ذات
 کو بہار ہی والے مندر سے ہمیشہ کے لیے بٹا لیا۔ دراصل خدایاں جو جبر
 میں نہ آنے سے جو بہار واسکے دامن میں دافع شدہ اسے نفس میں بکھتے
 دوزخ کو کہ دست بستہ الٹی کرتی ہوں کہ تو ایک حق اندہ ہو تو فطرت کی
 اپنے دل سے بالکل فراموش کر دے جسے پھر یہ چہرہ کی طرف آنکھیں پڑا
 رنجش کی جہالت کی۔ وہ اگر تھوڑے سے یہ بات ممکن نہ ہو تو اس کا بے سار
 دل میں بالکل اسی طرح کہہ دیتے کہ ہرگز مرے دل بکھتے ہیں۔ جو
 ہمارے کے نیچے زیر زمین دفن ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ میری شہزادہ
 کے لئے تو نے اپنے بہت سے بیش قیمت گنتے بٹائے ہیں۔ جو کہ
 میں اس وقت کا مفاد منہ دینے کی قابلیت نہیں رکھتا ہوں۔ تو مجھ سے
 ناخوش نہ ہوتا۔ میرے سر پر اسے گناہ بخش دیا۔ اور اس نے
 جیسے ہمارے سمندر جو تا ابد قائم رہیں گے۔

یہ کلمہ ہوا خط میرے ہاتھ میں تھا۔ اور میرے دل میں ہر قسم کے
 خیرات کو ایک نواطم پر پاتا کہیں نامی کو خیرات کو اس کے لئے
 لیکن اسی شہزادہ میرے اور سورج کے درمیان کوئی چیز حائل نہ کر
 سکا۔ لیکن مونی اور میں نامی مستقبل نے ٹکڑے کر دیں۔ یہ
 کیا دیکھتا ہوں کہ وہی ہر ان ہر میرے سامنے کھڑا ہوا ہے۔ اور
 وہ میرے ہاتھ میں کہہ دوا خفہ دیکھ کر لگا ہے۔

نقد بر کب آپ نے یہ ڈال دیا ہے؟

میرے پاس کچھ لکھا ہوا ہے۔ لیکن مشکل سمجھ میں آتا ہے۔ اس میں قیام
میں تھوڑا سا اضافہ کیا ہے۔

یہ کچھ لکھا ہے کہ ایک تہذیب میں کچھ بند کر دیا اور لکھا ہے کہ

آپ اس نام پر یہ لکھا ہے کہ اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا ہے۔

تیسرے نام پر لکھا ہے کہ کچھ لکھا ہے کہ بہت بڑا شمشیر ہے کیا وہ میرے

پانچویں نام پر لکھا ہے کہ وہ دونوں اس قابل ہو جائیں گے کہ خوب دل کھول کر

سکریں وہ لکھا ہے کہ وہ دونوں کے تھکے میں پہنائی دیا ہے تھی یا لکھا ہے۔

وقت پر رشتہ نہیں رہے اور ایک سیدھی سا دہی لڑکی بھی ہو جیسا

پانچویں نام پر لکھا ہے کہ وہ دونوں کے کچھ لکھا ہے کہ آپ بتایا حسن علی آپ

ایران سے رخصت ہوئے ہیں۔ اگر دیر نہ کریں۔ اپنی جیب میں لکھا ہے کہ وہ

لکھا ہے کہ وہ آج ہی۔ پر کدیاں سے لکھا ہے کہ رخصت ہو جائیں

لکھا ہے کہ وہ میرا ایک مافیہ بہت ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں کا فوٹو کے

درختوں کے جہاز میں لکھا ہے کہ سندس دلوں کے اکثر محلات

ہیں۔ ہمارے محلات میں لکھا ہے کہ اس سے زیادہ خوشنما کوئی موقع نہیں

ہیں آپ شریف لے جائیں اور وہاں کے عجیب و غریب خود اپنی

لکھا ہے کہ وہ میں اپنے ہائی کے نام آپ کو ایک خط دینے دیتے

جو کہ وہ آپ کو اس قدر عزت و محبت سے اپنے پاس رکھے گا۔ چلے

اپنے بیٹے کو۔

میں وہ اگر کما کر دتا ہوں سب سے اچھی جگہ ہو۔ اگر وہ مقام فردوس

بروز کے زمین ہو تب بھی میں اس وقت اسکی طرف ہنسی نہ کر رہا ہوں

اولین فرض یہ ہے کہ وہ کمزوروں کی قربانی نہ ہونے دے۔ جیٹنگ ہو سکے
کمزوروں کی حفاظت کرے۔ اسلئے اب چاہیے دنیا ادب کی آواز ہو جائے کہ میں
تنبہ رہا ہے کہ میں ادبیت کو قربانی کرنے سے بچاؤں گا۔

میں نے یہ الفاظ، سحر ستانت اور سجدہ کی سے کہے کہ میری باتوں کا بڑا ہے
فقیر کے دل پر بعد اثر پڑا۔ اور جس وقت میں یہ بات نکھر کر اسے لگے تو وہ غلط
بہدات سے رزا اور اندام ہو گیا۔

فقیر:- مگر آپ کو لبنت کی بھی خبر ہے۔
میں:- خبر ہو جائے گی جب آپ بتا دیں گے۔ اب آپ اپنے دلی جذبات کو
قادر میں لکھ کر مجھ سے تمام باتیں صاف صاف کہیں کہ وہ لکھ کر آپ ایسا کرے
تو اس سے مجھے اور ادبیت کو دونوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

فقیر:- اچھا اچھا! میں نے غالباً آپ سے یہ عرض کر لی دیا ہے کہ ادبیت کو ایک
تیمر رکھنا ہے۔ اسکے ماں باپ کا انتخاب ہو گیا ہے۔ اور اب وہ اپنے دوستوں
بہاؤوں کے پاس رہتی ہے۔ جو اس سے عمر میں بہت زیادہ بڑے ہیں یہ دونوں
جہاں بڑے سخت دل اور بڑے بند کمان حوصلہ دار ہیں۔ بشت و جاہ پہ اپنی ہر چیز
قربان کرنے کو تیار۔ وہ شاہی دربار میں ماتحت عمدہ دار ہیں۔ اور اگر انہیں اپنی
توفیق کی کوئی صورت نظر آئے تو وہ اپنی عزیز سے عزیز چیز ہی قربان کرنے پر
آمادہ ہو جائیں گے۔ بلکہ درحقیقت وہ خود ادبیت کو قربان کرنے کو تیار ہو گئے ہیں
بچہ توفیق کے بعد ان کے دفتر میں ایک بہت بڑا عمدہ دار ہے جس کا نام
ہے سکندر خان ہے۔ جس کی عمر تقریباً ستر سال ہے۔ مگر یہ بوالہوس سجدہ توفیق
اور عبد شہ وافع جو اسے اور اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ تقریباً چھ ماہ
سے اس شخص نے ادبیت سے شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ جس وقت ادبیت نے

یہ بات سنی تو وہ غریب رط کی ددری ہوئی میرے پاس آئی۔ اور نہایت لمبی و غم سے تمام اجڑے سنایا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی کہ جس طرح ممکن ہو سکے میں یہ شادی نہ ہونے دوں۔ میں اس شخص کی نسبت جو اسکا آئندہ شوہر ہو بیوا والا تھا چنانچہ میں نے کہا: اور جب مجھے بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے تو میں نے اذیتیں کے بہانے کو ایک خط لکھا اور تمام حالات لکھ کر ان کو یہ شادی کرنے سے منع کیا لیکن وہ اپنی نہیں سمجھتی تھیں۔ انہوں نے ایک نہ ماتی۔ لیکن جب میں نے بہت زیادہ زور دیا تو انہوں نے صرف اس قدر وعدہ کیا کہ رات کی ستر ہویں ساگرہ تک۔ یہ شادی ملتی کر دی گئی اور اب وہ دن بہت قریب آ رہا ہے۔

میں اس وقت سے کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھنے ہوئے تھا اور ہر آپ مجھے صلاح دیتے ہیں کہ میں بیان سے چلا جاؤں اور اس نا کردہ گناہ اور باعزت رط کی کہ جسے خداوند تعالیٰ نے ہزاروں قسم کی خرابیاں عطا فرمائی ہیں ایک بد معاش اور ناکارہ شخص کے جواب دہ ہوں۔

فقیر: ہندوستان کی بات کو میں جانتا نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ جاپان کے رسم و رواج دیگر ممالک سے قطعی جھگڑا ہے۔ خصوصاً عورتوں کے پائے میں اور اس بارہ میں کہ وہ اپنے والدین اور اپنے بہائیوں کی کس قدر اطاعت فرما کر رہی کرتی ہیں۔

میں: یہ تو میرے سوال کا جواب نہیں ہوا۔ میں یہ پافت کرتا ہوں کہ اگر تین سو آپ کی بیٹی ہوتی تو کیا آپ اس رط کی کو اپنے مالی فائدہ کے لیے ایسے بد معاش اور ناکارہ بڑھے کے ہاتھ فروخت کر دیتے۔

میری بات سن کر بڑا بفر سرنگوں ہو گیا۔ اور جب وہ میرے پاس سے گزرنے لگا تو اس نے بآہستگی تمام کہا۔

فقیر:- میں بیمار ایک غیر آدمی ٹراہ کر کیا معلوم کہ دینا و ارون کی خواہشیں اور اس کے
حوصلے کیا ہوتے ہیں۔

میں:- ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن بالآخر جان تو آپ ہی لکتے ہیں۔ ار آپ کی
جان جو کہوں میں ہو تو کیا آپ کچھ ہی اہم ہاؤں نہیں بلایا میں گئے۔
یہ با فقیر خج بر سے اٹھ کر میرے سامنے دونوں بیٹھ گیا۔ اور ہاتھ
پیشہ کر ہاں ہون کر دیا ہوا۔

فقیر:- اور بتنویں مجھے اسی قدر غریب ہے بقدر مقدس دیر تا سوچ۔ یا جیسے کہ
چند رات دیر ہی کے لہا سے تبسم اُٹھ چکا وہ سمندر کی لہروں پر سُکراتی ہو۔
آپ تو چاہیں بکھیں مگر مجھے وہ بات کہنے پر مجبور نہ کریں جس بات کے کہنے سے
میں ڈرتا ہوں۔

میں اس وقت بڑے نفیر کی حالت کو دیکر بے حد متاثر ہوا۔ اور مجھے اس پر
رم آگیا۔ میں آگے بڑھا اور میں نے اس پر ہنسی بھرا ہوا کہہ کر پھر اپنے
باس بٹھا لیا۔

میں:- اگر ہم ایک دوسرے کی بات کو سمجھ جائیں تو بہت اچھا ہو۔ میں
جانتا ہوں کہ آپ بذات خود مجھے کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اس لئے
آپ کے لئے یہی مناسب ہے کہ آپ میرے لئے دعا کیا کریں اور میں جانتا
ہوں کہ آپ اس قدر نیک ہیں کہ آپ کے دل و تا آپ کی عینیں ضرور سنیں گے۔
تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بڑے نفیر نے سوال کیا۔

فقیر:- آپ اس بارہ میں پہلا قدم کیا اٹھائیں گے۔

میں:- میں بھی کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ جس جہان سے جا نہیں رہا ہوں
اس لئے میں کسی نہ کسی طرح آپ کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دوں گا۔

لیکن وہ بات یہ ہے کہ میں اذیت سے شادی کر کے اسے اپنا بیوی بنانا چاہتا ہوں۔ تاہم وزن زندگی ہر ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ بتا سکتے ہیں کہ ارادہ کی تکمیل ہر کوئی اسکاں ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہ میں نے کہا آپ اتنا نہیں کر سکتے کہ آپ اذیتوں سے ملاقات کر رہے ہیں۔ اسے یہاں اگر مجھے ملنے کی ترغیب ہے۔

تیسرے پہلو میں اس میں ایک ایک لمحہ نگاہ دے رہا ہوں۔ اس کے آپ سے ملنے کی۔ تو آپ کی یاد اس کے دل میں پھر تازہ ہو جائے گی۔ اور وقت وہ آپ کے خیال اپنے دل سے نکال دینے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کر رہی ہوگی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میں اس سے ہنسنے دیکھ سکوں گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو غالباً اس کی شادی کے بعد ہوگا۔

میں نے تو آپ کو کم از کم ہی بتا دینا کہ میں اس سے کہاں مل سکتا ہوں۔ وہ تمنا تازہ بنانے کے لیے اس میں سیر کرنا جاتی ہے۔ غیر سب وہ تنہا ہیں نہیں جاسے گی۔ مگر وہ کہیں جاسے گی تو اس کے ساتھ کوئی لازم یا اس کا کوئی محافظ ضرور ہوگا۔

میں نے تو میں ایک خط لکھتا ہوں اور پھر پتہ پتہ کر اسے اور اس کے مکان کی کمر کی میں پہنچا دوں گا۔ میں اس کے کمرے کی کمر کی میں ہوں۔ وغیرہ۔ اسے تو جوان عاشق اس قدر جاہل بازی سے کام لیتا ہے کہ وہ نہیں سمجھتا ہے کہ اذیتوں کو آپ کی اس تدبیر سے آگاہی ہو تو وہ خط دوسرے کے ہاتھ پہنچ جائے تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ کی یہ جو یہ پسند نہ کرے۔ اور خدائی جذبہ کے ماتحت ماطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے وہ خود کو قربان کر لے جبکہ روزمرہ ہزاروں ہا پانی لڑکیاں کرتی ہیں۔

جہاں نہ مہربان ہو سکتا ہے کہ اس زندگی میں جو مصیبت ہم پہ نازل ہوئی ہے
وہ ہمارے بچے جہز میں کسی عمل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور تبتو کا خیال ہے کہ کسی
بچے کو جنم میں آئے ہیں۔ مائش جہان باز کو وہ دیا تا یا اپنے عاشق کے فساد کوئی
نشا و کیا تھا۔ اس لیے اس زندگی میں وہ نئی زندگی کر کے اس پہلی جہان کو
رہو رہا کی۔ یہاں تک کہ دیوتاؤں کی کتابوں میں آئی ہوئی ہے۔

تیسری کہ یہ ان کے منکر میں بہت سٹ پٹا یا۔ جسے معلوم نہ تھا کہ ہا پانیوں کا
نہ مہربان کی تعمیر دیتا ہے۔ یہ حال سنگی جگہ اندیشہ ہو گیا کہ میرے بچے کو تبتو
سے شادی کر کے اس کے محل سے شاد کا۔ مرنے کو سخت دشواری ہے۔ کر دینا
کی حالت سے پہنچا لیا جاتا اور بات ہے کہ کسی عورت کے نہ ہی عقدا
کا منہ کرنا۔ دوسری حالت ہے۔ جو حال میں سے نہیں کیا اور جو بہت پر
دن میں ہوتا ہے نہ ہو سنے دیا۔

چوتھی کہ یہ ان کے کوہ و مصائب کو اس روشنی میں دیکھنا بہت ہی بات ہے
کہ یہ عورتوں کے ساتھ ہیں یہ تعمیر بہت بڑا کارگر ہے نہیں ہو سکتا ہے۔
تیسری کہ میں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ غیر و شر کا جو اثر ہو
یہ ان کے ہر جہز میں ہوتی ہے۔ ہر حال میں وہ تبتو نے جانا ہوتا کہ وہ
میں اپنے دور ستوں کی حالت کے اس تعمیر کا تماشا دیکھنے جا رہی ہے
جو سمجھنے کے واسطے ہیں۔ یہ کہ ہے اب سے تو وہ عورت ضرور آتی جاتی
ہوئی ہوگی۔

پانچویں کہ یہ ان میں سے نہیں ہے۔
تیسری کہ یہ ان کے تبتو کے نہیں ہوتا کہ آپ ان جا کر دریافت کر لیں کہ
ان کے ہر جہز میں ہوتا ہے۔ اس کے تبتو میں تو تبتو ہے۔

لکریہ بیٹھیں۔ اور سوئے دیکھ کر اوتھنے کے ہاتھ میں اپنا رقعہ پکڑا دیں سوئے وہ اپنی
ستین میں چپا بیگی۔

مین نے بڑے فیر کی صلاح و مشورہ کا شکر ادا کیا۔ اور اس معاملہ میں سوئے
ت میری۔ اہ میں تی وہ اس سے بیان کی۔ میں نے بیان کیا کہ میں چھٹی زبان
کے اندر پڑھتا ہوں مگر لکھ نہیں سکتا ہڈ سے فیر نے فوراً کہا کہ وہ رقعہ
دیکھو۔ اس کے بعد دھتے چھوڑ کر تونوڑی دیر کے لیے چلا گیا اور تلم و دوات
کا غائب کر دیا۔ آج کا غز تو اسے سچ پر بھا دیا اور خود نہ میں پر پلچ کر گئے
تھا۔ میں نے تونوڑی دیر سوچ کر مندرجہ ذیل مضمون تحریر کر دیا۔

وہ اوتھنے پر اچھے تھاں وہ خط ملا جس میں تم نے مجھ کو اطلاع کیا ہے۔ لیکن
تم تمہارے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ اب تم میرے ہاتھ سے نکل گئیں تو میری
تو مکی اسفند و ہر ہو جائے گی کہ ممکن ہے مجھے خود کشی کرنا پڑے۔ اوتھنے پر
میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور اس مقصد کے لئے میں زمین و آسمان
نہ کر دوں گا۔ تمہیں حاصل کر دوں گا ورنہ اسی کوشش میں اپنی جان دیدنکا۔
میر بجان! میں تم سے دست بستہ التجا کرنا ہوں کہ اس کام میں تم سے جعفر
و کے میری مدد کرو۔ میں تم سے اور تم مجھ سے محبت کرنی ہو۔ اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ خود دیر ناؤں کر رہی ہاں اتنا ظور ہے کہ ہم دونوں کے دامن ایک
دوسرے سے وابستہ ہو جائیں۔ اور دونوں ایک دوسرے کی وفات سے
مکمل بے خبر کریں۔ اگر میر بجان تم سے جو کے تو کل صبح پانڈی واسے مند کے بارغ
میں آکر مجھ سے ملو۔ لکھ اسانہ جو کے تو دن چھپنے کے وقت مجھ سے ہاتھ کے
مند میں ملو جو تمہارے گھر کے قریب واقع ہے۔ میں نے جلدی میں یہ صرف
مذائق کے ہیں لیکن تم اس تھکے لکے کو بہت سمجھنا۔ میری زندگی اور موت کا

انحصار نہ کرے جو اس پر ہے۔ دیکھو تمہیں میری زندگی کا اختیار بہت خدا کے
ہیے مگر پرہیزگار ہے۔

بائسب نوال

تعمیل

مجھے بتانے کہ یہ بات تحقیق کرنا تھی کہ وہ خاص تاشہ تعمیر میں کب ہو گیا اسے
مجھ سے جب قدر بلکہ ہر کچھ تعمیر کو گئی۔ تعمیر کی عمارت بہت ہی چوڑی اور بڑی
کی بنی ہوئی تھی۔ جسے ہر شخص دور سے دیکھ کر شگفتہ کر سکتا تھا۔ اور آج کے
دن اس کے دور دور پر ہر شے بڑے بڑے رنگیں پوشہ پہاڑوں سے۔ جن پر
نمائتہ نقشین ہر اچھے میں تاشہ کے مختلف رنگ کی تصویریں دکھائی گئی تھیں
عمارت کے سامنے بیچوں کتبے لکھے ہوئے تھے۔ جس پر مختلف رنگوں کی چرچہ
لکھی تھیں۔ جب میں تعمیر کے سٹنڈ پر چلا تو دروازہ پر اس قدر چل پھل
کر شانہ سے شانہ چلتا تھا۔ اور تاشہ شروع ہونے کو تھا۔ انگریزوں میں میں رہا
پر چڑھ گیا۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ یہاں تاشہ دن کے وقت ہوتا ہے بلکہ
اس وقت صبح کے نو بجے تھے۔

میں سے گٹ خرید اور تعمیر میں لگش گیا۔ دروازہ پر مجھے ایک ریل
لکھ لکھ دیا گیا تھا میں اپنے ساتھ لے ہوئے اور داخل ہوا۔ تعمیر کے اندر
شستہ کا حصہ مختلف اور متعدد فرعوں میں تقسیم تھا اور ہر مربع کے گرد
لے ہوا تھا۔ ہر مربع اس قدر وسیع تھا کہ اس میں پورے آرام کے ساتھ چل
آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ میں نے جو مربع اپنے لیے منتخب کیا وہ تقریباً وسط میں
ابھی میں اپنی جگہ پر بٹھتی بیٹھتی ہی نہ پاماتا کہ اسٹیج کے سامنے کاشی

شمارہ تماشہ شروع ہو گیا۔ گو میرے نزدیک وہاں کی بار بار عجیب و غریب تھی
 مگر میں گونا گونا جان اور ذرا دیکھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ میرے نشست کے قریب
 ایک فٹ اونچا ایکسٹریکٹ تھا۔ جس کے دونوں طرف تماشہ فی ہفتے تھے۔ اور
 ان سے جو کہ وقتاً فوقتاً ایکسٹریکٹ سٹیج پر ہاتھ اور اپنی جگہ میں بیٹھے
 تھے۔ وقت کوئی کچھ دیر پر ختم ہو جاتا تھا۔ وہ تو اسی وقت پہاڑت کرنا
 شروع کر دیتا۔ ان ایکسٹریکٹ کے پیچھے ایک رکھا ہوتا جو ایک کڑی
 سی پادروشن لٹیکس پاندیسے ان کو رستہ دکھاتا چلتا۔ جاپان کے تھیلوں
 ایک فٹ فٹ ہوتے ہیں۔ یہ کہ کچھ میں یا تو تھیلوں سے ہوتے ہیں یا تو تھیلوں میں
 ہاتھ کے تماشہ میں پارٹ کرنا لے ایکسٹریکٹ عورتیں تھیں۔ عورتیں تو کیا ہوتے
 ان سمجھنا چاہیے۔ سب کو ان میں شاید کوئی بھی اٹھا رہا ہوں کی عکس کرنا یا نہ تھی۔
 جن میں تھیں اور یہاں ہر سو کی نہیں۔ تماشہ میں جہاں کہیں لگے ہوتے ہیں
 تھیں تو ان سے اسے اور سنا نہ دے۔ نظر نہیں آتے۔ جسے تمام کام پس پردہ ہوتا تھا۔
 مگر میری توقعات ہی اور تھیں۔ ایکسٹریکٹ ہاتھ کے تماشے سے کوئی تعلق نہ تھا
 یہ میری تھیں تو ایک ایسے ایکسٹریکٹ تماشہ کو کہہ ہی نہیں جو میرے دل کے سٹیج
 میں رہتا تھا۔ یہاں تو چاروں طرف نظر میں ڈاکٹر یہ حجوم کرنا چاہتا تھا کہ وہاں
 تھیں تو ہی سب ہاتھ تھیں۔ مگر وہ دوسرا ہیوٹ کبھی نظر نہ آتی تھی۔ بالآخر پہلا
 فٹ ہوتا ہوا وہ ڈراما سٹیج پر آتا اور تماشائیوں میں سے اکثر آدمی زہرا کو
 جانتے۔ جاپانی جگہ بیٹھے سب ان کے بیٹے خادم بیو کی بیوی ہوتی کشتیوں میں
 اور رستہ پر بیٹھے وغیرہ لگے۔ میں ہی اٹھ کر ہوتا اور نظر شوق چاروں
 ایکسٹریکٹ میں معہ ہفت ہوتی۔ عمارت کے دو الٹا الٹا طریقے بنے ہوئے
 اور بہت سے لائینیں آریزاں تھیں جن کی روشنی میں سب چیزیں ہوتی

نظر آتی نہیں میں نے ہر مربع کو بنگا، عجیب سے دیکھا مگر نظریں باز نہ ہو کر اُنہی بہت
 ناشائعوں میں کوئی بھی لڑائی کی ایسی نہ تھی جس میں اس غار مگر مربع
 اور جان و دینیت سے دور کی ہیں مٹ بہت ہوئی۔

یا تو ممکن ہے، ہم سے یہ معلوم کرنے میں غلطی ہوئی ہو کہ آج وہی تہہ
 جس میں اوہیلو آئیوا لی تھی۔ یا ممکن ہے کہ کوئی بات ایسی واقع ہو گئی ہو جو
 وجہ سے وہ اور اس کی پارٹی تہہ میں شریک نہ ہو سکی۔

اب تبصرہ کا تہہ میری نظروں میں نفرت انگیز ہونے لگا۔ اور چونکہ
 یہی اب گرم اور ہند ہو گئی تھی اس لئے میں عمارت کے اندر بیٹھا نہ جاؤں۔ برداشت
 نہ کر سکا اور میں نے ارادہ کر لیا کہ دوشرا ایکٹ شروع ہونے سے پہلے ہی
 چلا جاؤں۔ الحرض جب میں وہاں سے چلتا تو یہ دیکھتا ہوں کہ زبردستی
 کے ایک مربع میں ایک نئی پارٹی داخل ہو رہی ہے ایک لڑائی اپنے ساتھ
 سے کسی قدر پیچھے تھی۔ اور چاہتی تھی کہ کسی گوشہ میں ہسکر پٹیجے جائے گرائے
 ساتھیوں نے پکڑ کر منے کی نشست پر بٹھا لیا جب لیب کی روشنی اس لڑائی
 کے چہرے پر پڑی تو کہا دیکھتا ہوں کہ وہی آفت جان اذیت ہے۔

لیکن آج یہ وہ لڑائی نہیں تھی جس سے میں نے مندر کے بارغ میں باتیں کو
 نہیں۔ اس کی حالت قلعی بدل گئی تھی۔ اس کی آنکھیں بیماری ہو رہی
 تھیں۔ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ اس کی راتیں کروٹیں بدلتے نہ رہی ہیں
 اور بارہو دیکھ اس نے رخساروں پر غارہ مل رکھا تھا اگر اس کے چہرہ بالکل
 زرد تھا۔ اور وہ دلفریب تبسم جو چند روز پیشتر دل بیقرار اور بکلیاں گرائی
 اب اس کے لبوں پر کہیں نظر نہ آتا تھا۔ کس قدر عجیب الجھنات تھی کہ وہ جو
 اس قدر مستقیم حالت ہونے کے وہ ہمیشہ کا تماشہ دیکھنے آئی۔

جوں ہی میں نے ادبیت کو دیکھا میں فوراً اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں یہ
 جانتا تھا کہ جب تک میں اپنا خطا اسکے حوالہ نہ کر دوں اس وقت تک اسے نظر
 نہ آوے گا۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر وہ مجھے دیکھ لے گی تو بہت ممکن ہے کہ وہ گہرا کریم
 بنی یا اسے اور میں اس سے ملنے ہی نہ پاؤں۔ چونکہ ان لوگوں کا مزاج اس
 قدر سب سے تھا اور میں ان کے پیچھے اس لئے میں خود نظر آئے بغیر ادبیت کو
 نہ اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ آج وہ بہت ہی مختلف
 لپٹے ہوئے ہے۔ اس سے پیشتر جب میں نے اسے دیکھا تھا تو اس کا
 نہایت سادہ اور معمولی ہوتا تھا۔ مگر آج وہ بکے نیلگوں یا آسنائی رنگ
 کا "کوٹ" پہنا کر تھا، اپنے ہوئے ہتی جس پر گلابی دھیم سے چیری کے بول
 جتے نہایت خوبصورتی سے کر رہے ہوئے تھے۔ اور اسکے بال بھی جڑاؤ
 سے بچے ہوئے تھے۔ وہ تمام وقت اپنے سامنے ہی دیکھتی رہی مگر
 بہت وہ پلٹے بھی نہیں دیکھتی تھی۔ اور نہ اپنے ساتھ والوں کی باتوں پر
 توجہ دیتی تھی۔ جب کہ مٹھانی اس کے سامنے پیش کی گئی تو اس نے
 ادھر بگڑا بادل تا خواستہ جگہ پر لے لیا۔ اور شکر یہ ادا کرنے وقت
 لیسفہر سکا ہی دی۔

مگر اس وقت مجھے کوئی یہ بتا دینا کہ اس کے دل میں کیا خیالات
 ہیں۔ تو میں اپنی ہر حیرت زماں کرنے کو تیار تھا کیونکہ دیتا اس وقت
 سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ یہ وہ معلوم کن خیالات میں وہ ہوش بیٹھی
 تھی۔ ممکن ہے ہر ہی تصویر اس کے دل سے گزرتی ہو۔ اور بہت ممکن
 ہے وہ اس وقت اس خیالی میں منہمک ہو کر چند منٹ بعد جو عظیم الشان ترانی وہ
 لی ہے وہ کس قدر عظیم المثال ہوگی۔ بیٹ یا دنیا کہ پرانے زمانے میں بعض لوگوں

نور و تبتو کے مقتدرات مذہبی پر جو کیوں نہ ہو مگر میں اپنی جان پر کھیل کر
اس تبتو کی کھیل نہ ہونے دے گا۔

دوسرا ایک مسئلہ ختم ہونے کے بعد تبتو کی پارٹی کے مردانہ میں بہت
تین لوگ تھے جنہیں سب سے پہلے وہ سب کے لئے ہونے والے اثر و تبتو کی طرف سے
تبتو کے لئے میں تبتو کی طرف سے جیسا کہ جاپان میں یہ مردانہ ہے۔ تبتو کے لئے
اس تبتو کی پارٹی کے لئے جب یہ دیکھا کہ او تبتو کا وہ تبتو کے لئے جیسا کہ
تبتو کی طرف سے تبتو کی طرف سے جیسا کہ تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے

میں تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے

تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے

تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے
تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے تبتو کے لئے

دل نہ چاہا کہ باہر نکل کر اوتھستو اور اُسکی جانعت کے باہر آنے اور وہاں سے
 جانے کا انتہا کرنا۔ حالانکہ ایسے وقت میں اگر میں دور سے ہی ایک جھلک
 اُس بہت کافر کی دیکھ لیتا تو مجھے یہ حد خوشی ہوتی۔ مگر اُسی کے ساتھ مجھے یہ بھی خیال
 تھا کہ اگر وہ بہت دیر میں مرنے لگا تو وہ پورا پورا افسوس شیطاں صورت رقیب
 و سیاہ اوتھستو کے ساتھ نکلا تو بہت ممکن ہے میرا دل قابو سے باہر چھو جائے اور
 میں اس شخص پر ہاتھ اٹھا بیٹھوں۔ مگر میں ایسا کرتا تو میرے بدلے بہت بُرا ہوتا کیونکہ
 ایک تو وہ شخص ایک جلیل القدر عہدہ دار تھا۔ اور میں قانون کے تحت شکنجہ میں پھنس
 جاتا پھر نہ معلوم کیا ہوتا کیا نہ ہوتا۔ دوسرے اس میں میری لہجہ کی رسوائی تھی۔
 تیسرے میں خود اس قدر نامور اور سوائے عام ہو جاتا بہت ممکن تھا کہ میری
 ملازمت پر پورا۔

انہی سب وجوہات آجاتا تھا جسے لوگوں کی مخالفت مجھ سے اس قدر زبردستی

کہ کامیابی کی جو کچھ بھی رہی تھی امید میں میرے دل میں نہیں ابھری تھی

پالی پر جاتا۔

باب سوال

طلبی تعویذ

دوسرے روز صبح کو میں ہاڈی والے مندر کے باغ میں پہنچا اور
 بہت دیر تک مجھے نفیر سے انہیں کرتا رہا۔ آج میں وہاں نہ گیا کہ چونکہ
 چاہا پانی زان کے حضرت دھوک کی بعض بعض باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ مگر دراصل
 وہ مشابہت سے دگر است و لاسنوں تھا۔ لیکن مجھے امید تھی کہ آج ادنیٰ بہت
 مندر سے گئے اور میرے بیان پر وہ وقت نرسہ کی طرف گئے ہوئے تھے۔

اس کے پاؤں کی آہٹ پر گوش بر آواز تھا۔ ایک مرتبہ واقعی ایسی آہٹ معلوم ہوئی تو یا کوئی شخص زمین پر جڑھا رہا ہے۔ میرا دل ہاتھوں اچھلنے لگا کر یہ دیکھ کر میں سخت مایوس ہوا کہ او بتو کے بجائے زمین پر سے ایک بڑا بیا خودار ہوئی۔ آج سبق میں مجھے معلوم ہوا کہ بڑا فقیر بڑے صبر و ضبط اور نہایت وسیع اخلاق اور نفاک ہندیدہ کا آدمی ہے۔ اور واقعی وہ اس قدر نیک نفس ثابت ہوا کہ مالک فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔

حسب معمول جب میں اپنے مقررہ وقت پر فقیر سے رخصت ہوا تو میں اس قدر دل شکستہ تھا کہ میری آنکھیں اگرچہ کھلی ہوئی تھیں مگر مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور چلتے ہوئے میرے قدم نہایت سمست پڑنے لگے۔ اور میں بالکل تمام شرم پر پہنچا۔ اچانک ہی منہ پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں۔ نہیں ہوئی تھی۔ دھڑکی

جگہ میں نے بانسوں کا وہ جھنڈا مقرر کیا تھا جو اسکے مکان کے قریب واقع تھا۔ مگر وقت جلد غروبِ شام ہوا۔ مقرر کیا تھا اس لیے ابھی مجھے ایک پناہ سادہ کا ٹٹا بانی تھا۔ کیونکہ گرمیوں کے دن دیے ہی بڑے جھمٹے ہیں۔ الفرض غالب کیلئے تو صبح کرنا شام کالا تا تھا جیسے شیر کا

گر میرے بننے

شام کرنا صبح کالا تا تھا چشمہ فقیر کا

بنگیا تھا۔ اور ہر بھی کال لیتیں نہیں تھا کہ وہ آفت جان ملاقات کرے گی یا نہیں۔ میں پہر اسی تہیہ کو کیا جہاں میں نے او بتو کو دیکھا تھا کہ وہ کھدلول حریف بیٹھی ہوئی تھی اور اسکے چاروں طرف کی دنیا تاشہ سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ میں تھوڑی دیر تک تو تہیہ کے آس پاس پہر رہا۔ کیونکہ میں فرح بانوں کا عمل پہلی پہر تاشہ کی طرح یہ عمارت بھی مجھے عزیز تھی۔ جہاں مجھے میری تہیہ پہر

نوروزی دیر بعد میرے دل نے جو اگسا یا تو میں قیصر کی عمارت میں گھس گیا۔
 جس مربع میں، دیتسو بیٹھی ہوئی تھی اس کے قریب ایک منٹ بیٹھا بیٹھا۔ سو وقت
 تا کہ سکوت طاری تھا اور میرے لئے بہت آسان تھا کہ میں اپنے خیالات
 پر کنٹرول کر لے آؤں۔ آخر غرض میں نے عائدہ دور میں دیتسو کو اسی جگہ بیٹھ دیکر
 کہاں وہ کل بیٹھی ہوئی تھی۔ اور جو وقت مجھے اس سار کا خیال آتا تھا تو تماشہ کے
 رونق پر وہ بہت تھانوی میں۔ سمجھتا تھا کہ میں مندر کے اندر دیتسو کے درباب کی
 نہیں سن رہا ہوں۔

میں وہاں کھتے، عرصہ تک بیٹھا رہا۔ اور نہ محسوس کس قدر عرصہ تک
 بیٹھا رہتا کہ سننے میں ایک جہالت جو غلط فہمی داخل ہو گئی تھی دیکھ کر میں اپنے
 ہوش میں آ گیا۔ اور حال غلطی کو مدد پر آ کر عمارت سے باہر نکل گیا۔
 اس کے بعد مجھے ہر جنون سوار رہا اور میں دریا کے کنارے بیٹھا
 ماسٹ پر چوہا جہاں میں سے سیدھے دوڑا تھے عرصہ تک دیتسو کی تڑکا تھانوی
 میں سے۔ وہاں میں کسی تصویر خانہ شہر میں اپنی سامنے دیکھ کر جنون
 میں آ کر پڑا کر لیا۔

مگر دن تھا کہ کینٹ کسی طرح بھی ڈھلے نہیں بیٹھا تھا میں نے ہر گون اور اول
 تھکے۔ حارث میں رہا کہ وہ سو دج کو روک کر دیا کرتے تھے۔ کیسی نہیں نہ آتا تھا۔
 میں نے جنہیں ہو گیا کہ دائمی سورج چلتے چلتے رک بھی سکتا ہے۔ کیونکہ آج وہ
 چنی تھا زل۔ لے ریٹیک نام بھی نہیں بیٹھا تھا۔ اور آخر چپٹ ہی تھا تو اس قدر سست
 تھا کہ سورج پر تکی نہ لگتا تھا کہ گھوڑے لگا رہے ہیں۔
 یہاں پہلے چپٹ دریا کے کنارے تھک رہا تھا کہ وہ تھک رہا تھا۔

گوئی کہ اپنی بات تو یہ چاہتا سمجھنے کی طرف چلا رہا ہے تو میری طبیعت کو ایک لمحہ پر
سکون حاصل ہو گیا۔ اور وہ دیکھتا دیکھتا کہ گنگا کے کنارے پہنچے۔
معلوم نہ ہو سکے۔

اب چون چون آفتاب نزل میں ملے کرتا ہوا چاہتا تھا کہ چلا جائے۔
پیرزوں کا سنا یہ بڑا پسند نہ آیا اور تھوڑی دیر بعد خدا خدائے شام آتی۔ اور میری
کار پر ہونے لگی۔ کیونکہ مجھے نالیش نہ کہ جوئی مارچ اور پھر بھیج کے وقت منہ کے
بانت ہیں نہیں آتی کسی شاید اسی طرح وہ راستہ کو ہاتھوں کے پتہ میں ہی نہ گئے
وہ خدا خدائے شام لیا ہوا تو میری تمام بھڑوں پر پانی پڑا۔ کھانا کھا۔ میں اٹھ کر
ٹپٹپ بننے لگی۔ میری طرف سے گھا۔ اور مجھے میرے منہ میں پانی کی مٹکا منہ پر اور
کہ میری کاسیابی حاصل نہ ہو سکے۔ گو۔ یہ ہرگز نہ گئی تھی۔ یہ کہ میں ہستہ زبیر
گو د میں اٹھ گیا۔ اور اسے اس بات پر مجبور کرنا کہ وہ مجھ سے شادی کرے
نہیں ہے۔ سے کوئی بات خبر اس کی رہنمائی کے نہیں ہو سکتی تھی۔ اور خیر میں
تھستہ کا فیصلہ اسی کے اختیار میں تھا۔ کاش اور پھر اس کے بعد میں ہر چاہتا کہ تو نے
میری زندگی کی تہ و سہ توں پر کس طرح چھاپا تھا۔ اسے۔ اور میں ہرگز نہ
دیکھتا تھا۔ اب اگر مجھے ہی تو کیا خاک بیٹھے۔ ایسے چھینچے سے روجہ تھا۔
میں دقت قرص آفتاب جلتے آفتاب کے خطہ سے پہنچے ہوئے تو میں دریا
کے کنارے کو چہ جاتا تان کی طرف چلا۔ گریع
ہر سمت دیکھتا تھا کوئی دیکھتا نہ ہو۔

مندرہ شدہ میں ہاتھوں کے جھنڈ میں۔ دو پتی جو تھستہ کے ملک کے زہرہ شانی
ہاں۔ میں ہستہ زبیر کو دیکھتا تھا۔ اور اس کے وقت میں بھی۔ دوسری
جہاں سے۔ میری طرف سے دقت۔ اور جب میں اسے۔

جنت میں داخل ہوا تو وہاں بالکل شب کی سی تاریکی جھاگئی تھی۔

اسکے ہمد میں نہایت دبے پاؤں اور چپ چاپ اس جنت میں اس سرے سے اس سرے تک گھوما۔ حتیٰ کہ کئی بار۔ میں اوتیتو کے مکان کے قریب تک جا پڑا۔ اس کے بعد میں وہاں بیٹھ کر انتظار کیا۔ میں مصروف ہو گیا۔ مگر سفلہ ساکت اور خاموش کر ساتن کی آواز بھی نہ سنی دیتا تھا۔ میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تو بنوں میں سے اوتیتو کا مکان صاف نظر آ رہا تھا۔ معلوم ہو گیا کہ ہیروئی پٹ کس وقت ڈالے گئے۔ اور اندر کی طرف کس وقت روشنی کی گئی۔

اب میرے دل میں رہ رہ کر یہ سول پیدا ہو رہا تھا کہ وہ آنت جان آگئی۔ پتھر سے گئی۔ میں اس وقت انتظارِ رح کے عالمِ ہم در جا میں مبتلا تھا۔ تھکے پیسے کا مہبے تھے۔ اور وہ ہی اس قدر کہ میں جیب میں سے رمال نکال نکال کر بار بار اپنی پیشانی صاف کرتا تھا۔ حالانکہ میں جگہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس قدر سرد تھی کہ وہاں دن کے وقت بھی دھوپ کا گزرنہ ہوتا تھا اور ابورات ہو گئی تھی۔ جب کہیں خون پر کوئی جائز یا نہ میں پر کوئی کیرا بولتا تھا تو میرا دل دھک سے ہو جاتا تھا۔ کیرا کھے وقت یہ اندیشہ تھا کہ کہیں کوئی کتا یا گھر کا لہذا نہ چلائے اور مجھے دیکھ لے۔ اور اس وقت ان درختوں میں اس قدر اندھیرا ہو رہا تھا کہ میں اپنی کڑھی میں دانت ہی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور یہ ہونہیں سکتا تھا کہ میں دیا سلائی جیرو گڑھی دیکھوں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ جب مکان میں ٹینین روشن کی گئیں تو اس وقت مجھے گنتہ ہریٹھے گزر گینا تھا۔

کچھ دیر نہ دیکھے معلوم ہوا کہ کوئی شخص دیر پاؤں چلا کر رہا ہے۔ اس وقت میرے پاس کوئی ہتھیار ہی نہ تھا۔ حتیٰ کہ ہتھیار کی کڑھی تک نہ تھی۔ ہر حال میں دیکھ کر اس آہستہ کی طرف دیکھتا رہا۔

اب وہ وہ تیار وہ قریب ہوتی گئی۔ پھر یکایک رک گئی ادا ایک لمحہ کا پتی
 ہوئی ایک خبریں آواز مٹائی دی جس سے میرے کان نہ بے شناختے۔
 آواز نہ۔ کہا کوئی میاں ہے۔ میں ہوں اور تیسرا۔

اس وقت خوف شبہ یا گھبراہٹ کی وجہ سے میرا حلق بالکل خشک
 ہو رہا تھا۔ کہ میں جو اب دینا چاہتا تھا مگر آواز نہیں نکلتی تھی۔
 پھر کے بعد میں نے جواب دیا۔

میں :- ادیتسو انم آئیں۔ ہاں میں حاضر ہوں۔ جہاں تم کڑی ہو
 میں کڑی رہو۔ میں خود تمہاری طرف آ رہا ہوں۔

غرض میں جلد ہی جلدی گرچہ چاہا اور دبے پاؤں اسکی
 طرف چلا۔ اس وقت میرا دل ہاتھوں اچھل رہا تھا۔ اس کا اندازہ کچھ وہی
 نہ ہو سکتے تھے۔ بن کی اس قدر اظہار اور مایوسی کے بعد معاشق سے
 رفاقت ہوتی ہو۔ مجھے اس وقت خوشی تھی کہ اندازہ تھی کہ میری محبوبہ میری رفاقت
 منظور کر لی تھی اور وہ رات کے وقت بے کشکے مجھ سے ملنے چلی آئی تھی غرض
 میں اسکی طرف چلا کر جگہ جگہ کہانا تھا۔ جو خوف اور شہامت اس وقت تک
 میرے دل میں پیدا ہو گئے تھے وہ سب رافع ہو گئے۔ اور اس وقت جو کہانت
 وہ جذبات تشک و امتنان تھے جو میرے دل میں پیدا ہوئے تھے وہ سب
 نکلے ایک قدم کی دوری ہی منزل تھی اور ہر لمحہ ایک گھنٹہ تھا جو عاشق و معشوق
 کی ملاقات میں دیر کرتا تھا۔

مکن ہے کہ وہ مجھ سے اس وقت موٹل گز کے قافلہ پر ہو یا پانچ گز کے قافلہ
 پر کر مجھے وہ قافلہ بہت ہی بڑا معلوم ہوتا تھا۔ غرض یہ کہ اس کے پاس پیو پی
 نو بنے اسے ایک صاحب جگہ میں کھڑا پایا جس پر بانس کے درختوں نے گنبد

کی طرح ایک خوبصورت چہرہ بنا رکھی تھی۔ جہاں بچوں میں ہو کر آسمان کی
حقیقت کی روشنی ہی آرہی تھی۔ مجھے وہ اپنی جگہ پر صاف کھڑی ہوئی معلوم ہو رہی
تھی۔ اتنے میں دیکھتا تھا کہ ہر وقت ہلکے رنگ کا لباس پہنے ہوئے جس کا رنگ میں شناخت
نہیں ہو سکتا تھا۔ سر نہ اس کی صفحہ رنگ کی جڑاؤں شناخت ہوتی تھیں۔
سو وقت اس کے پاؤں میں نہ تھیں کہراؤں میں نہ تھیں۔ تاکہ چھینے میں آہٹ
پیدا نہ ہو۔

خوشی میں اس کے سامنے ہر بچہ میں اس طرح دوڑاؤ ہو گیا جیسے کسی
بت کے سامنے ہاتھ پیر کر کوئی پوجا کرتا ہے۔ بیٹے آہستہ سے اس کا ہاتھ
پڑا اور چوڑی تو ہم اپنے لہروں سے لگا لیا۔ مجھے خیال ہے کہ میری آنکھوں سے
دو چار آنسو بھی ٹپک کر اس وقت اس کے ہاتھ پہ پڑے ہونگے۔

اس وقت سب سے پہلے ادبیت نے ہر سکوت توڑی۔ اور اس نے
پتہ دے دیا کہ تہ جوت سے ہر پرہیزگار اور مطلق گویا ہوئی ہو۔
اور تیسرے خطاب آپ یہ نہیں جانتے کہ آپ کہا کر رہے ہیں۔ یہ میرا کام
ہے کہ تم آپ کو سمجھو کہ میں اور آپ کے قدموں کی خاک ابی چند رستے
صاف کر رہا ہوں۔ خدا نے ہر سو رتوں کو اس لئے بنا پایا ہے کہ ہر مرد و عورت کے پیچھے
پہنچے رہیں۔ آفتاب کی جوت صرف مرد ہی کی آئیں دیکھ سکتی ہیں۔ اور
بہار کی آئیں گھٹا ایلے میں گم ہو جاتا ہے۔ چاند کی آئیں شام میں دریا کے پانی کی
لہروں پر پڑتی دیکھیں۔ اب خدا کے لئے آپ ہرے قدم پر نہ جکیں۔ آپ نے
ہمیں شرف مند فرمائے ہیں۔

میں اٹھا اس کے برابر کھڑا ہوئی۔ لیکن میں نے اس کا ہاتھ نہ چھوئے۔ چند
لمحہ بعد تب میرا دل ٹپکانے لگا۔ وہ میری آواز ہی میرے قابو میں نہ گئی تو میری

نوتے پہونے لفظ میں کہا۔

میں۔ میں نے بڑی گستاخی اور جھانٹ کی کہ آپ کو کیسے وقت میں
یہاں آنے کی تکلیف دی۔ دیکھو تو کس قدر سزا کا مقام ہے۔ اور آپ
جی کس قدر بناور میں کہ آپ نے کسی بات کا خوف نہ کیا۔ اب مجھے آپ پر
کامل اعتماد ہو گیا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادبیتور نے بری بات نہیں سنی کیونکہ اس نے
وہ بھی آواز میں انہی بات کا سلسلہ جاری رکھا۔

دو تیسویں۔ میں آج صبح سند کے باغ میں حاضر ہو سکی۔ میرے یہاں
ہو رہی کو پسند نہیں کرتے اور انہوں نے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں ہرگز سند
میں نہ جاؤں۔ کیونکہ چند ماہ میں اس نے میرے یہاں ان کو ایک بات کے
بہانے سے منع کیا تھا جو انہوں نے سوچتی تھی۔ اب میری عمر کافی بڑھ گئی ہے۔
اتنی سیر کر چکی ہوں۔ اس لیے میرے یہاں ان کا ارادہ ہے کہ جو بات
انہوں نے سوچی تھی وہ باوجود اس بڑھے بقیہ کی مخالفت کے ہلاتا ہے۔
کر گزرے۔

میں نے دیکھا کہ اس وقت اس کا ہاتھ کاٹ رہا تھا۔ اور باتیں کرنے
کوئی کسی قدر سرد ہو گیا تھا۔

میں۔ میں اس بارہ میں مجھے کھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مجھے اس سے
صدہ ہوتا ہے۔ مجھے بڑھے بقیہ نے تمام باتیں بتا دی ہیں۔ اور جب میں نے
تہیہ میں اس بد معاش اور عیاش بڑھے کو دیکھا تھا اور آپ نے اسکو جھک کر
سلام کیا تھا تو میں نے اسی وقت تم کمالی تھی کہ جہاں تک ہو سکے گا میں آپکو
اس رو سیارہ سے بچاؤں گا۔ اور واقعی میں ایسا ہی کروں گا۔ اب میری جہاں

جیسی لگتا تھا جسے 'ایسے پتہ' کی سنت ضرورت تھی۔

میں :- اوتھتو! وہ پتہ اس سے ہی کچھ زیادہ تھا۔ بہت زیادہ۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے ہاتھوں کا کیا ارادہ ہے اور میں اس شخص کو ہی دیکھ چکا ہوں جس کے ساتھ تمہاری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر میری جان بباد رکھو۔ اب وہ شادی کبھی نہ ہوگی۔ اب اگر تمہاری شادی نہ ہوگی تو مجھ سے ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ کو ذرا جتنی طرح سے سمجھ لو اور میرے ساتھ گھومو۔ اب میں نے اس کا دوسرا ہاتھ ہی لپٹے ہاتھ میں پکڑ لیا اور دونوں آتش لٹکنے ہو گئے۔ اس وقت وہ بالسنوں کا جھٹل ہمارے لیے مندر یا مسجد بن گیا۔ رات کا وقت اور چاند اور تارے ہمارے گواہ بن گئے۔

مدبان یہ کہو کہ حسن علی میں تم سے شادی کرنے کا اقرار کرتی ہوں۔ اور بعد رجلا ممکن ہو سکے گا میں خود انکاح کر دوں گی۔

اس کے بعد اوتھتو نے چوہ کی طرح پھرا پھرا کر آیا ہوا سبق اس طرح سے دہرایا۔

وتھتو :- حسن علی میں شادی کرنے کا اقرار کرتی ہوں اور رجلا ممکن ہو سکے گا میں خود شادی کر لوں گی۔

اس وقت اس نے بریسے لٹا کر کاٹا ہوا ضرورہ کر لیا تھا اور مجھ سے شادی کرنے کا قرار بھی کر لیا تھا۔ لیکن میں آپس میں ایک اور زیادہ فیصلہ معاہدہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ دن سے کچھ عرصے میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ لیکن چونکہ سوقت میری بچہ میں نہیں آتا تھا کہ اس سے یہ اقرار کیونکر کر لوں۔

میں :- اوتھتو! دیر تا دیر سنئے آؤ۔۔۔ دونوں کے دونوں میں ایک دوسرے کی نسبت ڈرتی۔ اور قدر کر دیتا تھا کہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اگر میں بھی جا پانی ہوتا

اور میرے بھی مستفادات تمہیں ابلے ہی جوتے چلے گئے تھے ہیں تو یاد رہے
 اور تیسرا کہ آج کی رات تم سے بے غلبہ ہو کر برائی خوشی سے جان دیدتا اور
 عین کرتا کہ ہم دونوں دوسرے عالم میں داخل جنت ہو گئے ہیں۔ لیکن میں
 جا پانی نہیں ہوں اور میرا نہ ہسٹہ نہیں ہے جو تمہارا ہے اس لئے مجھے اب تک
 تمہارے قول پر اعتبار نہیں ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی وقت گہرا کر اپنی جان
 دے دو۔ اور مجھے تمہا چوڑھا کر دے۔ میرے مذہب میں خودکشی کرنا حرام ہے۔ ابھی جا
 مشکلات سے تنگ کر کے دیتا ہوں دلی ہے ہماری فطرت اور بہار
 رہے سکھاتا ہے کہ

مرد باید کہ ہر اسان نہ شود
 مشکلی نیست کہ آسان نہ شود

اس لئے میری جان میں آتا ہوں کہ تم پھر وہی طرح سے اعتبار کر
 اس کے بعد انشاء اللہ ہم دونوں کی زندگی ایک جتنی زندگی ہوگی۔
 عین اسوقت جبکہ میں یہ کہہ رہا تھا چاند کی منور شاہیں پتوں میں سے
 چہن چہنک بہارے چہروں پر پڑیں تو اسوقت مجھے پہلی مرتبہ ادھرتو کا خوبصورت
 چہرہ صاف نظر آیا۔ اسوقت اس کی آنکھیں نہیں مسرت سے جھک رہی تھیں
 اس کا چہرہ میری طرف تھا۔ میں اس کا چہرہ دیکھ کر مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ میں د
 کہ اس بات کے سرگز قابل نہیں سمجھتا تھا کہ ایسی حسین و بیل اور ریل
 اوصاف حمیدہ سے متصف عورت مجھ سے محبت کرے۔ واقعی وہ مجھے بڑ
 دل دے چکی ہے۔

مجھے دیکھو وہ سکرانی اور اپنا سراپا کرنے لگی ہوں جواب دے
 اور تیسرا: ہم لوگ ساموئل سے ہیں ہماری پشتیں سپاہیانہ زندگی میں گذر

یا ہم لوگ موت کو ایک حقیر چیز سمجھتے ہیں۔ اگر آپ مجھ سے فرمائیں کہ میں آپ کے قدموں پر اپنی جان دو دوں۔ تو میں فوراً سکراتی ہوئی اپنے مستقل امانہ سے بھرنا کر آپ کے قدموں میں آپ کو ڈھیر کر دوں گی۔ چونکہ آپ میرے عاشق ہیں۔ پھر آپ مجھ سے کہہ سکتے ہیں کہ حب میں ہر شے ممکن ہے۔ تو میں آپ کی مولیٰ اور شادوات کی فہمیل سے کہوں کہ انکار کر سکتی ہوں۔ میرے آقا میرے مالک ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی آپ کے ساتھ آں آپ لے چلیں چلنے کو تیار ہوں۔ مشرق چلے جائے مغرب پہاڑوں پر آئے چاہے سات مسند پار۔ میں ہر جگہ آپ کے ساتھ چلوں گی۔ اب میں اس بیٹے ہی دستبردار ہوتی ہوں جو آپ کا نہیں ہے۔ پس آئندہ جو میں آپ کا ہے وہی دین میرا ہو گا۔ میں عورت ذات ہوں میرا جسم و جان دونوں آپ کے ہیں۔ پس جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ میں ایک ہی بار کہہ چکی ہوں۔ پس یہاں میں اس کے بعد کچھ نہ کہوں گی۔

کیا اس سے نہ یاد دہانی باری باتیں کسی نے آج تک سنی ہوں گی۔ وہ عورت ذات زور و دھمک۔ میں مرد اور طاقتور۔ میرا اندر اس کا کیا مقابلہ ہو سکتا تھا۔ مگر اس کی محبت نے مجھے گٹھا دیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس وقت اس کو د میں اٹھا کر کسی طرف کو فراز ہو جاؤں۔ خواہ میں سننے کوئی انتظام پیشتر سے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر میں ایسا کرنا تو بلا شک ہم دونوں زار ہو سکتے تھے۔ مگر کوئی شخص ہمارا تائب نہ کر سکتا۔ مگر میں کیا معلوم تھا کہ آئندہ عرصہ ہمارے قریب میں مصیبتیں برداشت کرنا لگھا ہے۔

میرا حال اس وقت میرے دل میں سیکڑوں قسم کے خیالات آئے۔ اور غم ہوئے کہ میں اس وقت اذیتوں کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤں۔ ایک بات تو

یہ تھی کہ میں اگر اسے بازاروں سے ہو کر ریلوے اسٹیشن پر لے جاتا تو وہاں
 ممکن تھا کہ ہر کو پولیس گرفت کر لیتی۔ اگر ہم ہسپتال چلے تو ممکن تھا کہ اس
 بیانی ہمارے تعاقب کر کے ہم کو پکڑ لیتے اور وہ اسکو میری آنکھوں کے سامنے
 قتل کر ڈالتا۔ کیونکہ جا پانی قانون کی رو سے الپا کرنا ان کے بٹے جائز تھا
 یہ کہ میں اس وقت بالکل غیر مسلح تھا اس لیے میں اسکی حفاظت بالکل نہیں
 کر سکتا تھا۔ اور آخری بات یہ تھی کہ اسوقت اس کے پاؤں میں جوتہ نہ تھا
 اور ہینک خود پر نہیں چل سکتی تھی۔ اور اگر تمام مشکلات دور بھی ہو جاتیں
 تو اسے لیکر باکو یا مسہ بھی چلا آتا تو میں اسے ایسی وقت میں کہاں چھپا
 دیتا۔ انگریزوں میں دن تو سب کچھ کر کے کو چاہتا تھا مگر ان تمام دہرہ کی بنا پر
 یہ امداد ترک کر دیا۔ میں نے اپنی جوبہ سے صرف اس قدر کہا کہ میں کل
 ہیں اس سے وہیں ملوں گا۔ اس لیے وہ کسی قسم کا بیس بد لکھائے۔ اور ج
 دیگر انتہاء ہو گئے وہ بھی کر آئے۔

اوپر مذکورہ وجوہات سے میں خوب گھمتی ہوں۔ اگر دیوانوں نے یہ
 واقعے پر بے اندرہ شوہر میں ضرور یہاں آؤں گی۔ مگر کیا میں آچکے اسوقت
 ایک دروازہ سے آتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ ایک عورت کا میں فرض
 کہ وہ اپنے آقا کے سامنے خاموش رہے۔ لیکن آج ہمارے جدا ہونے
 پر میں نہایت غزانہ طرز پر اپنے آپ سے اتجا کرتی ہوں کہ آج آپ
 میرے دل کی ایک خواہش پوری کر دیں۔

میں :- میری جان! وہ دن بھی نہیں ہو گا کہ میں تمہاری کسی بات سے
 کچھ دن۔ تم زبان سے نکالو اور میں فوراً تعمیل کروں گا۔ تمہارا کتہہ تمہاری
 اس قدر نہیں کرے گا جس قدر میں۔ میرا دل تمہارے قدموں میں پڑا ہوا ہے۔

تیتسو :- آپ اس قسم کی باتیں اپنی زبان سے نہ نکالیں۔ ممکن ہے کہ
 مجھے ایک بونفوت عورت خیال کریں اور واقعی میں ہوں بھی ایسی ہی
 تھم میں بالکل ایک سیدھی اور سادہ عورت ہوں۔ لیکن میرے پاس
 اس ذرا سی چیز ہے جو میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنی حفاظت کیلئے پہنیں۔
 - کھراؤ تیتسو نے آہستگی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں سے نکال لیا اور
 بائیں صمغ طہ پر نہیں دیکھ سکتا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے لیکن میرا خیال اس کے
 انگوٹوں کی حرکت کو دیکھ رہا تھا اس نے اپنے سینہ میں ہاتھ ڈالا اور ایک
 نئی سی چیز جو اس کے گلے میں لٹک رہی تھی نکالی۔ یہ چیز ایک باریک
 می ڈر سے میں بندھی ہوئی تھی۔ اس نے آہستہ سے وہ ڈورا کھولا اور وہ
 زکوٰۃ رحمت سے میرے سامنے پیش کی اور یوں کہا :-

تیتسو :- یہ ایک تحفہ ہے جو آئس کے مندر سے لایا گیا تھا۔ اگر اسے
 رے معزز شوہر آپ اس تحفہ کو ہنٹا پہنڈ فرمائیں تو اللہ آپ پر خیر
 محفوظ رہیں گے۔ کوئی آفت اور کوئی بلا آپ کے پاس نہیں پڑے گی۔
 میں جانتا تھا کہ اس قسم کے تحفہ اور گنڈے چین اور جاپان میں
 رشتہ من دن رات ہنٹا ہے۔ اور اگر کوئی ظلم گم جو جاتا ہے یا لوٹ جاتا ہے
 وہ وہ لوگ یقین کرتے ہیں کہ موت کے دن قریب آگئے۔ اس لئے میں نے
 جواب دیا :-

آپ :- میری جان لو میں جانتا ہوں کہ یہ ایک بڑی انول چیز ہے۔
 اور اس کی ذمہ داری نہایت زبردست ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا
 کہ اس کے پہننے سے دیوتا لوگ جو تمہاری حفاظت کر رہے ہیں۔ تم اس کے

اوتھتسو۔ مگر ہمارے یہاں ایسے بہت ہیں۔ میں ان میں سے بہن ہوئی
 آپ کے پاس کوئی تعویذ نہیں ہے۔ اس لیے میرا دل ہرگز نہیں مانتا کہ میں آپ کا
 کل اس وقت تک ہے پتاہ چوڑا دل۔ : تعویذ ہنسنے سے ہمارے دیوتا
 تمہاری حفاظت کریں گے۔

میں :- اوتھتسو اگر یہ بات ہے تو میں لازمی طور پر تمہارا تحفہ قبول کئے لیتا
 بشرطیکہ تم مجھے یقین دلا دو کہ ایسے تعویذ تمہارے پاس اور بھی ہیں۔ اور تم
 ان میں سے ایک بہن ہوگی۔

اوتھتسو :- میں آپ کو اطمینان دلاتی ہوں کہ ہمارے یہاں ایسے بہت
 تعویذ ہیں ان میں سے بہن ہوں گی۔

میں :- اگر یہ بات ہے تو میں یہ تحفہ آپ کے خوبصورت انہوں سے نہایت
 خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اور میں ہرگز نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے
 آپ کے نازک دل کو کسی قسم کی پریشانی لاتی ہو۔ میں اس تعویذ کو اس وجہ سے
 اور بھی دباؤ قدر کی گھاہوں سے دیکھوں گا کہ یہ تمہارا عطیہ ہے خواہ اس میں
 کوئی اثر ہو یا نہ ہو۔

یہ کہہ کر میں نے وہ تعویذ اوتھتسو کے ہاتھ سے لے لیا۔ یہ تعویذ ایک
 خوبصورت ریشمی کپڑے کی تھوں میں ہستیا ہوا تھا پہلے تو میں نے اسے اپنے
 لبوں سے لٹکا کر خوب بوسے دیے۔ اور پھر خوب سوچا۔ کہو کہ اس میں
 معشوق کے پسینہ کی خوشبو آتی تھی۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تعویذ درحقیقت اوتھتسو کی والدہ کا تھا جس نے
 اوتھتسو کی ولادت کے وقت اس کے گلے میں پتا دیا تھا۔ اس تعویذ کی
 نسبت صدیوں سے اعتقاد چلا آتا تھا کہ اس میں نہایت زبردست طلسم

دہیں ہیں۔ اور اگر چہ جا پان میں لاکھوں توہید موجود ہیں مگر اس کے مقابلہ
 کوئی دوسرا توہید مشکل سے نکلے گا۔ اگرچہ اس توہید کی تاریکی کیفیت معلوم
 نہ ہو مگر اس کا وجود اور تہتو کے اصرار کے بھی اسے اس کی حفاظت سے
 محروم نہ رکھتا۔

اعتقاد کے کرشمے عجیب ہونے میں جانتا ہوں کہ جب سے وہ
 توہید اور تہتو کے پاس سے جدا ہوا اسی وقت سے اس پر اور مجہ پر بھینس
 نازل ہونا شروع ہو گئیں۔

ادھر تو میں نے وہ توہید اور تہتو سے لیکر اپنی جیب میں رکھا اور اُسے ہر ایک
 عورت کی آواز سنائی دی جو اد تہتو کا نام لیکر بکا رہی تھی۔
 اب فقط اتنا وقت تھا کہ میں اد تہتو کو اپنے سینہ سے بٹا کر اس کے
 بہائے شیریں کا ایک لٹوا زبوسہ لوں۔ اور یہ تھا خدا کر دے کہ کل ضرور بالضرور
 آتا۔ اس کے بعد اد تہتو گھر کی طرف درمی اور میں اس تاریک جنگل میں
 اکیلا رہ گیا۔

توڑی درہد میں نے اد تہتو اور اس عورت کی باتیں سنیں۔ اد تہتو
 کے خیف سے تہتو کی آواز بھی سنائی دی۔ اس کے بعد ایک سکوت طاری
 ہو گیا اور مجھے خیال ہوا کہ وہ دونوں گھر میں داخل ہو گئیں ہیں۔ اس وقت ایک
 عظیم الجثہ جیگا درہ نور ہوا اور آہستہ آہستہ میرے سر پر چکر لگانے لگا۔
 مجھے اچانک دیکھ کر کسی قدر دہشت سی معلوم ہوئی اور میں سم کر دہیں بیٹھ گیا
 بلکہ میں نے اد تہتو اُٹھا کر اس جاؤں سے بھی کہا

”اے کراہ صوفت جانور! گرتا تھی تیرے بھائی کی روح ہے۔“

اس طرح سروں پر منڈا کر ہماری باتیں سن رہی تھی تو میں تیری کوئی پروا نہیں کرتا

درخت جیسی کسی پھنی چیز کو خاطر میں نہیں لگاتا۔ جا اور ان لوگوں کو ڈرا جن کے
دل میں محبت نہ ہو۔ ہمارے دل محبت سے معمور ہیں۔ اور ہر اس قدر بزدل
ہیں کہ ایسی جنتی طاقتیں ہم پر غالب جائیں۔

معلوم نہیں کیا بات تھی۔ میرے خیالات کا جواب بتا یا کہ نہ بتا
وقت اس کو وہ جوتہ نے ایک تیز چرخ ماری اور غائب ہو گیا۔
اس کے بعد میں 'نصف گنٹہ تک' وہاں اور بیٹھا۔ اور کسی قسم کی
کوئی حرکت نہ کی۔ میرے نزدیک یہ باتوں کا جھنڈ محبت کی دیوی کا مندر
تھا جہاں میری محبوبہ نے اپنے پیارے ہاتھوں سے وہ ظلمی تعویذ دیا تھا جو
سوخت میرے گلے میں آویزاں تھا۔ اسکے بعد میں راستہ ٹھوکتا ہی وہاں سے
کھلا اور خاموشی کے ساتھ دوسری طرف بھگڑا۔ سہولت تمام سڑک پر آگیا۔

بابت کیا ہوا

جوش جنوں

میں اس بات کو یاد کیا کہ ہمارے مزدور گیا مگر یہ یاد نہیں کہ وہاں کس طرح
پہونچا ایسا معلوم ہونا تھا کہ لگی کوچوں کے خرابی سے کوئی غیر معلوم قوت
میری حفاظت کر رہی ہے۔ میرا دل بے درد رہتا تھا۔ جو کتب تک اور تہنوں کی
محبت بھری اور بھولی بھولی باتیں یاد آتی تھیں تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ
نہ رہتی تھی۔ خود عدسے اس نے کئے انہیں یاد رکھے ہیں جو مائے سنانا تھا وہ قہر
ہر تکلیف کے بعد راحت ضرور ملتی ہے۔ اگر میں دل ہر تکلیف نہ اٹھاتا تو
مجھے شام کو یہ راحت نہ ملتی۔ اٹنا سفر میں صرف ایک وقفہ پیش آیا جو قابل

رہے۔

حب میں ٹرین سے اتر کر اپنی کوئی کی طرف گیا تو ٹوٹی دور ایک
 ترک پر جہاں آمد و رفت کم ہوتی ہے مجھے ایک عجیب و غریب غیر نظر آیا جیسا
 کہ میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ یہ شخص عرب میں بہت بوڑھا تھا۔ اور چونکہ اس وقت
 زمینی خوب بہت گئے ہوئے تھے۔ اس لئے میں اس کے متعلقہ اگلیز چہرہ کی تفصیل
 دینی دیکھ سکتا تھا۔

اس شخص کا چہرہ لانا اور دبلا تھا۔ ہارے کی طرح چوٹی سی دائرہ ٹھنڈی
 سی ہوتی تھی مگر بال کسی قدر لمبے تھے۔ یہ شخص بہت ہی بوڑھا تھا اور جو گہرے رنگ
 کے پیرے وہ پہنے تھا اور جو اس کے جسم پر سیوں کے ٹکڑوں سے بندھے ہوئے تھے
 وہ بھی ٹھنڈے ہی پر اسے تھے جتنا کہ وہ بوڑھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیا
 ہاتھ جس کے سہارے سے وہ چلتا تھا۔ مگر اس عصا میں یہ عجیب بات تھی
 وہ ہاتھ سے دو شاخہ تھا۔

وہ نکتہ داد بار مغلی و ناداری اور آلام و مصائب کا مجسمہ نہ نہ دکھائی
 دیتا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر ہیک مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلا یا تو میں نے اس کے
 ہاتھ میں جو کچھ سری حیرت میں اس وقت موجود تھا سب رکھ دیا۔

اس کی حاجتمندی کے لئے اسے گھر دیکھا جائے تو اس کے نزدیک ایک
 بہت بڑی دولت تھی۔ اور جس دریا ولی سے کام لیکر میں نے اسے یہ رقم دی
 تھی اس سے اس نے ضرور اندازہ کر لیا ہو گا کہ کوئی مسرت انگیز واقعہ ضرور ہوا
 تھا۔ اسے جو سری اس قدر فیاضی کا باعث ہوا۔ اس شخص نے نوٹ لکھا کہ میرے
 ہاتھ ایک ایسی عورت لگتی ہے جو ملک ہر میں سے زیادہ وفادار و راست گو
 وہ کریم نفس ہے۔ اس نے یہ بھی پیشین گوئی کی کہ ہم دونوں شاد و آہاد میں گئے

لیکن یہ آئندہ سرزمینِ سخت مصائب اور قربانیوں کے بعد حاصل ہو سکیں گی۔

میں اس مذہبِ حق کی باتوں پر ہنسنا اور چٹا رہنا سہہ لیا۔ اسے کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ بانس کے جنگل میں ہم پر کیا واقعہ گزرا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ میری لمبوتی قدر ہمارے پیارے وعدے کئے تھے۔

رات کے چند گھنٹے زوہانی راہی گئے تھے میں بستر پر لیٹا ہوا سوچتا رہا۔ اور ہمہ میں آیا کہ جس عورت نے ادیتسو کو آواز دی تھی وہ غائب ہو چکی تھی۔ ہو گی جو اسے تلاش کرتی ہوئی گھر سے نکل آئی تھی۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ عورت قابلِ اعتماد تھی یا نہیں۔ اگر میں اس بارہ میں ادیتسو سے ایک جانے سے پہلے دریافت کر لیتا تو مجھے اس وقت زیادہ اطمینان ہوتا۔ لیکن جب اس عورت نے ادیتسو کا نام لیکر پیارا ہٹا تو وہ اس قدر ٹھہل گئی تھی کہ میرے اس سے کہہ ہی دریافت نہ کر سکا۔ اور اب اس بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنا قطعی ناممکن تھا۔

اب مجھے جو پیکر کرنا تھا وہ یہ تھا کہ ادیتسو کو ہنگام لانے کا کوئی معقول انتظام کروں۔ میں علی الصباح اٹھا اور ٹرین پر سوار ہو کر ٹوکیو کی طرف روانہ ہو گیا اور پہاڑی دلیے مندر میں پہنچ کر مذہبِ اسناد کو تلاش کیا۔ میں نے اس کے پاس نور کے جنگل میں ادیتسو سے ملاقات کر لیا۔ پورا پورا حال بیان کر دیا۔ اور جو کچھ آج سے قول و قرار ہوئے تھے وہ بھی بیان کر دیئے۔ میں نے اس سے یہ بھی بیان کر دیا کہ آج رات کو میں اسے ہنگام لے جاؤں گا۔ اور اس بارہ میں اس سے مشورہ اور مددِ مطلب کی بھرتی نے پہلے تو کیف

شش و پنج کا شمار کیا یا ممکن ہے بظاہر ایسا کیا ہو۔ لیکن نوٹری مہر
 خبیب دینے کے بعد وہ بہت جلد میری ہر خدمت کے لئے آمادہ ہو گیا
 اب سے زیادہ نوٹری یہ بات تھی کہ اُس نے مجھے شہر کے ایک آدمی کا
 پتہ بتایا جو کچھ رقم لے کر اس بات پر آمادہ ہو جائے گا کہ میری خدمات
 انجام دے۔ فقیر نے مجھے شور و دبا کہ میں اس شخص کے پاس جاؤں اور
 نوٹری کر دوں۔ دوسری کانسٹیبل کی دھمکی دینے والے آدمیوں کا انتظام
 راہوں پر جمع کروانے بالخصوص کے بندنے کے پاس کھڑے رہیں گے۔ اس نے مجھے
 دوسری عورت کا بھی پتہ بتایا جو ایک کوہا مہر ریلوے کے اسٹیشن کے قریب رہتی
 ہے۔ اور مجھے پر زور دیکر کہا کہ میں ادنیٰ سے کو اس عورت کے مکان میں
 جاؤں۔ اور اس وقت تک وہیں رکھوں جب تک ہماری شادی کا انتظام
 ہو جائے۔ اور اگر جاہان میں ایسا نہ ہو سکے تو موقع دیکھ کر اسے بندوستان
 کا لیجاؤں۔ باچین کو چلا جاؤں۔ اس عورت کے نام ڈیپٹی کمشنر نے
 ایک خط لکھا زور کہا کہ جب میں ادنیٰ سے کو اس عورت کے حوالہ کر دوں تو یہ
 بلا بھی اسکو دے دوں۔

اس کے بعد وہ بنک فقیر اور میں دونوں خاموشی کیساتھ ایک دوسرے
 سے رخصت ہوئے لیکن دونوں کے دل ہر آنے۔ اب دوسری شادی ہوئے
 سے پہلے میں ایک بہت ہی خطرناک کارروائی کرنا تھی۔ جس کے نتائج کی نسبت
 فی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی تھی۔ فقیر نے میری کامیابی کے لیے دعائیں مانگیں
 وہ مجھے یقین تھا کہ وہ اس قدر بنک آدمی ہے کہ اس کی دعائیں اس کے
 ہوتاؤں کے دربار میں ضرور پوری ہوں گی۔

میں وہاں سے روانہ ہو کر اس شخص کی تلاش میں نکلا۔ جس سے وہ نفر

کرو نہ کش لینا تھے۔ اور نیز کسی دقت کے مہری اس شخص سے ملاقات
 ہو گئی۔ یہ شخص ایک ادنیٰ نعم کے رستوران کا مالک تھا۔ یہ شخص چینی زبان جانتا
 تھا۔ اور چند منٹ کی گفتگو کے بعد اس نے دس گنا کر یہ پردہ کر دے کش آدمی دینے
 کا وعدہ کر لیا۔ میں نے اسکا مشاہدہ پورا کر دیا اور نیز کسی دقت کے معاملہ سے ہو گیا۔
 ایکے بعد میں نے ایک دوکان پر ادیتو کے لئے ایک بھاری شیری دوش نہ
 خرید انا کہ وہ اس میں پناہ ہم بخوبی چپا سکے۔ خریدنا تو ایک معمولی سی بات ہوئی
 لیکن جاپان میں یہ کام آسان نہیں کیونکہ وہاں کے دوکاندار ہٹے ہوئے ہیں۔
 ان دنوں اول وہ اس قدر قیمت طلب کرتے ہیں کہ خریدار گھبرا جاتا ہے۔ لیکن پتہ دیر
 کی رود قدح اور ایک پہاڑی چائے پینے کے بعد جب قیمت طے ہو جاتی ہے تو
 وہ پہلے طلب کی ہوئی قیمت سے کہیں کم ہوتی ہے۔ آخر میں جو کچھ بچے کرنا
 تھا وہ سب شفا پر خاطر خواہ ہو گیا۔ اور اب مجھے یہ بھی یاد آیا کہ اس روز میں
 ایک کو پامہ سے چہ نہر کا ایک رہنما وہی ہر گزے آتا تھا۔ کیونکہ میں نے ارادہ کر لیا
 تھا کہ اگر ادیتو کی حفاظت کرنے میں ضرورت پڑی تو نہر کے بغیر نہ رہوں گا۔
 خدا خدا کر کے وہ طویل دن ختم ہوا شام ہوئی۔
 میں دقت مقررہ سے یکل گنٹھ قبل بائیسوں کے جہد میں جا پہنچا۔
 جہد اور اس کی وہ گول صاف جگہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گی کیونکہ ہمیں ہم
 روزوں کے قول و قرار ہوئے تھے۔ مجھے یہی خوف تھا کہ میں کوئی غیر متواتر
 بات کہیں نہ ہو جائے جہ میں دقت پر نہ پہنچ سکوں۔
 اب یہ نہ تھکا رہی ہو تی جاتی تھی۔ درجہ پہلے اس وقت میرے دلی جذبات
 کی حالت تھی میں وہ اس وقت بخوبی عواطف بیان نہیں کرنا چاہتا۔ چنانچہ وہ
 جہ میں نے اسکا اثر رکھنا تھا اس وقت کی حالت بعض مختصر تھی۔ اس وقت

یہ ہرگز معذور نہ تھا کہ اگر ادبیتو آئی ہی تو وہ فی لٹرائٹ رنگ میں آئے گی یا معاف
یا بخش مجھے اذاع کہنے آئے گی۔

اب مجھے اس کے آنے کا پوری طرح یقین تھا بشرطیکہ اسے کوئی شخص
جبراً نہ روک لے۔ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے منہ بخوشی خاطر آئی تھی۔
اور اپنا ننھا سادل ہاتھوں میں لیے ہوئے مجھے حوالہ کرنے آئی تھی۔
اس وقت مجھے دیتا ہیں کسی شخص کی خوش قسمتی پر شک نہیں تھا کیونکہ میں
جانتا تھا کہ قسمت کا چھتا مجھے زیادہ اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا کہ میں خود کو اس
خفا میں نہ سمجھتا تھا۔ میری تقدیر بعض حسن اتفاق سے پیدا ہوئی تھی۔ بالکل اس طرح
جیسے کوئی راہرو راستہ میں چلا جاتا ہو اور اسے گرد و غبار میں پڑا ہوا کوئی پیش قیمت
میرا مل جائے۔

میں اسی قسم کے خیالات میں محو تھا۔ اور بہت منت منت ہو گیا تھا چلا جاتا
تھا۔ اور جب وہ وقت جو ادبیتو سے ملاقات کے لئے مقرر ہوا تھا گزر گیا تو میں
خفت گہرا کیا کیونکہ وہ ہی تک نہیں پائی تھی۔

دفتر میرے دل میں مختلف قسم کے خدشات پیدا ہونے لگے۔ کہیں یہ
خیال آتا تھا کہ اس نے چھتے کی تیاریاں تو ضرور کر لی ہوں گی مگر اسے یہ قہر
نہیں ملے گا کہ یہ خیال آتا تھا کہ ممکن ہے وہ اس نکر میں ہو کہ اپنی تمام پیش قیمت
چیزیں ساتھ لائے اور جو اسکا موقع نہ ملے ہو۔ یا وہ اس قدر بھاری ہوں کہ وہ
میں آتا نہ سکے۔ یہ خیال تھا کہ ممکن ہے اسکی سہیلیاں ملنے آئیں ہوں اور
وہ ان کی خاطر دست میں نہ ہوں ہو۔ سب سے زیادہ قوی قیاس یہی
تھا۔ لیکن اس کے بعد ہی گھٹنے گڑ گئے۔

اب میں بالوں کے تہہ میں کھینچا آئے پڑا۔ اور جھک کر چوں کے چوک

اور تینسو کے مکان کی طرف دیکھا۔ معلوم ہوا کہ اندر دشمنی ہو رہی ہے۔ مگر وہ
دشمنی اس قدر کم نہیں کہ اسے دیکھ کر قلبی یقین نہیں ہو سکتا تھا کہ اس گھر میں کسی
کی ہمانداری ہو رہی ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ہمانوں کی وجہ سے نہیں بلکہ
کسی اور وجہ سے اونٹنی نہیں آ سکی۔ لیکن وہ وجہ کیا ہو سکتی ہے۔

کہنا پڑتا ہے کہ گھر جا کر اونٹنی کو یہ خیال آیا کہ اس طرح چوروں اور
ادبائش عورتوں کی طرح ہانک کر جانا خلاف شان ہے۔ اور اس نے اپنا ارادہ
بدل دیا۔ وہ میرے لئے اس قسم کا خیال دل میں لانا کسی قدر شرم انگیز تھا۔ اسلئے
میں نے یہ خیال فوراً دل سے نکال دیا۔

اس کے بعد ایک گھنٹہ اور گزر گیا اب میرے دل سے تمام خیالات مٹ
ہو گئے۔ میرا دماغ معطل ہو گیا۔ میں اس وقت گو با ایک لاشہ بچان تھا۔ ہندویر
میں۔ اچھے بگٹے میری آنکھیں پتھر آئین۔ نئے اب وقت کا بھی کچھ خیال نہ رہا۔
مجھ کو کچھ معلوم نہ ہوتا تھا کہ منٹ زیادہ جلدی جلدی گزر رہے ہیں یا گھنٹے۔
لیکن میں اس قدر غمزدہ جانتا ہوں کہ اگر میں اس تاریک اور سنہرا
جنگل میں کچھ دیر اور انتظار کرتا تو میرا دماغ مافوق ہو جاتا۔ یقیناً میں
پاگل ہو جاتا۔

اب میرے دل نے مجھے اُکسایا کہ اونٹنیوں کے مکان میں گھس کر دیکھ
کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور خود جا کر دریافت کر دوں کہ کیا اونٹنیوں نے بڑے
فول و زر توڑ دیا۔ یہ ارادہ بیکہ خطرناک تھا۔ مگر میرے سر پر ان بڑے
جن سوار ہو رہا تھا۔

میں فوراً اونٹنیوں کے مکان کی طرف چل پڑا۔ لیکن بہت احتیاط کے ساتھ
پاؤں رکھتے ہوئے میں نے بالسن کا جنگل طے کیا۔ اس کے بعد میں نے جلدی

پاروں طرف دیکھا اور یہ معلوم کر کے کہ اس وقت چاندنی رات میں بان
 کوئی نظر نہیں آتا میں بگڑنڈیوں اور چوٹے چوٹے پلوں پر سے گزرتا ہوا
 زردی تمام آگے بڑھا۔ اور مکان کے عقب میں جو باغچہ تھا اس میں جا پہنچی
 کہ مکانہ جاپان میں عام طور پر لکڑی کی عمارتیں بنائی جاتی ہیں۔ اور دیواروں
 پر جو بی ڈیاں لگی ہیں۔ اس کا غرض یہ ہے کہ اس لئے اگر کوئی شخص مکان
 میں جبراً گھسنا چاہے تو چند ان وقت میں نہیں آتی۔

میں نے اپنی جیب سے جاکو نکالا اور اس کا پہل دو پردوں کے درمیان
 لٹا کر آہستہ سے گھسا یا تو دونوں تختے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد سب کام
 کیا۔ یعنی میں نے اپنے ایک ہاتھ سے ایک تختہ ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا
 اور مکان میں داخل ہو گیا۔

یہ کمرہ اس وقت بالکل خالی تھا۔ اور بجز اس روشنی کے جو میرے جیب سے داخل
 ہو رہی تھی اندر کی شعلوں سے پیدا ہوئی تھی۔ اس کمرہ میں بالکل تاریکی تھی۔
 فرش پر سے جیب چاہے دیکھ پاؤں گزر گیا۔ اور ایک دوسرے
 کمرہ میں داخل ہوا۔ جہاں ایک لالٹین روشن تھی۔ لیکن یہ کمرہ بھی
 خالی تھا۔

میں اس وقت ہوا آہستہ سے روز سمندری میلہ تھا اس روز رات کو
 نے بالائی منزل کی ایک کھڑکی میں ادھرتو کو دیکھا تھا۔ میں فوراً دیکھ
 ڈال کر چڑھ گیا اور سامنے والے کمرہ میں داخل ہوا یہاں وہی روشنی
 یہاں میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو ایک جوتے سے مندر کے سامنے دوڑا
 تھی جوتی تھی۔ اس مندر کے اندر ایک چوٹا سا لمبے روشن تھا اور اس میں

و جیس بھی رکھی ہوئی نہیں۔ جا بان کا یہ قاعدہ ہے کہ خاندان میں جو شخص مرد
 ہے۔ اس کے نام کی ایک لوح رکھ لیتے ہیں۔ اور ان لوح کا اسی طرح نام
 کیا جاتا ہے جیسے بزرگوں کی لوح کا۔

میں نے توڑی دید جو کھٹ پر توقف کیا۔ اور اس لڑکی کو پریشان کر
 دیا۔ میں نے کان لگا کر سننا چاہا کہ وہ آہستہ آہستہ کیا کہہ رہی ہے۔ تب
 میری سمجھ میں کہ نہ آیا۔ جب پیری آنکھوں کو تاریکی میں کافی طور پر نظر آنے لگا
 تو میں نے دیکھا کہ کمرہ میں جو لڑکا "ڈو بیٹی" ہوئی ہے وہاں وہ بیٹو نہیں ہے
 مگر چھ اسکی پشت میری طرف تہہ کی طرف ہے۔

اس کے کندھ میں ہانڈر لگایا اور اس کے شانہ پر ہانڈر فٹ سے رکھا۔
 وہ عورت چیخ اٹھی اور دوسری طرف گر بیٹ گئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ
 میں دریافت کیا کہ او بیٹو کہاں ہے۔ لیکن وہ بالکل جواب نہ دے سکی۔ یا تو وہ
 مجھے اس قدر خوفزدہ ہوئی تھی کہ بول نہ سکی اور یا وہ میری بات نہیں سمجھ سکی
 اب میں نے اس سے مزید سوالات کو تا فضول سمجھا اور میں کمرے سے نکل کر
 زینہ پر سے اترنے لگا۔

اسی بات اچھی تھی کہ زینہ پر ہی فرش بچا ہوا تھا ورنہ لکڑی کے زینہ پر
 اترتے ہوئے ضرور ٹوڑ پیدا ہوتا۔ بہر حال کچھ تو اس وجہ سے کہ زینہ
 فرش بچا ہوا تھا ورنہ اس وجہ سے کہ میں خود سنبھل سنبھل کر اٹھ چلا
 چلا اور دبے پاؤں اتر رہا تھا کسی قسم کی آواز نہ پیدا ہوئی۔
 لیکن جو نہی میں نے نہرین منزل کے کمرہ میں قدم رکھا تو کیا نہ کہنہ ہو کر
 نہ۔ یہ تقریباً چوبیس گز کے فاصلہ پر ایک لائین کے نیچے ایک مرمر کا
 در اس کے دہنے۔ تہہ میں ایک چوڑی نیکی ٹیبلٹ۔

وہ شخص میری طرف ہتایت حیرت و استیجاب اور غضب آلودہ
روں سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن بُت کی طرح قطعی سمجھیں و حرکت نہا۔

باتِ ثالثہ

نامنظور

میں جانتا تھا کہ بہت سے جا پانی اپنی تلوار کے استعمال کرنے میں نہایت
ہندی سے کام لیتے ہیں۔ اس تلوار کا پہلا گرج چومنا ہوتا ہے مگر بہت بھاری
ہے۔ اور وہ اس کی دھار کو استرے کی دھار کی طرح تیز کرتے ہیں۔ اور
طرح اس تلوار کی ایک ہی ضرب میں انسان کا سر تن سے جُدا ہو جاتا
ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے اپنی جیب سے فوراً دیو اور نکال لیا۔ اور اس
میں کے سامنے تول کر کھڑا ہو گیا۔

۱۔ اگر تم نے میری طرف ایک قدم بھی بڑھایا تو خود کو مردہ سمجھ لینا۔
یقین نہا کہ وہ شخص ادیشو کے بہائیوں میں سے ایک ہے اس کی
شیرینا پچیس برس کی تھی۔ اور سلیقہ کے ساتھ عودہ یوروپین لباس
ہوتا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں مضبوط اور جسم طاقتور تھا۔ اس کا قد
تھا۔ اور وہ میری طرف ہتایت سخت اور غضبناک نظروں سے دیکھ
تھا۔ اس ہلکے میں اس کی نسبت کوئی اچھی رائے قائم نہیں کر سکتا تھا۔
بالآخر اس شخص کے پیو لب پہنے اور اس نے ہاتھ سے چینی زبان میں
وقت کیا:۔

میں:۔ بہانہ کوئی چور ہو۔ جو راست کے وقت میری دولت چُرانے

میرے گھر میں اس طرح نخب لگا کر گئے ہو۔

میں اور قبل اس کے کہ میں آپ کو اس بات کا جواب دوں آپ اپنے ہاتھ سے یہ تلوار زمین پر پھینک دیجئے اور پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگ جائیے۔

اس حکم کی تعمیل میں اُس نے بس و پیش کیا اور میں دیکھتا تھا کہ اس کی انگلیاں تلوار کے قبضے کے گرد حرکت کر رہی ہیں۔ اور اس کے چہرہ پر جو ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا اس سے میں اندازہ لگا رہا کہ وہ اپنے دل میں یہ سوچ رہا ہے کہ تلوار ہاتھ سے پھینک دے یا پھینکے۔ بلکہ غالباً وہ یہ سوچ رہا تھا کہ بکا یک وہ تلوار میرے سر پر دے والے۔

میں نے یہ حالت دیکھ کر اُسے فوراً حکم دیا کہ بازو وہ ہاتھ تلوار اپنی تلوار زمین پر پھینک دے ورنہ میں اس کو گولی مار دوں گا۔ اس نے خوب غور سے میری طرف دیکھا اور میرے بشارت سے وہ سمجھ گیا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ عمل میں لائیکا بچنے ارادہ نہ کنت ہوں۔ اس کے بعد اس نے اپنی تلوار زمین پر پھینک دی اور جھڑپ میں نے کہا تھا اسی طرح وہ پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگ کر ہوا گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر وہ تلوار اٹھالی اور کاغذی دیوار کے سوراخ میں سے باغ میں پھینک دی اور اپنا پستول ہی جیب میں ڈال اس کے بعد میں جا پانی طریقہ سے اس کے سامنے آداب بجا لایا اور اپنی زبان میں بول کر کہا۔

میں :- جناب من آپ کا خیال قطعی غلط ہے کہ میں ایک جوڑ ہوا

آپ کی دولت چرانے کی نیت سے آپ کے گھر میں گھس آیا
 ل۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ جن حالات میں آپ مجھے یہاں
 لے رہے ہیں اس سے خواہ مخواہ یہی شبہ پیدا ہوتا ہے کہ میں چور
 ہوں۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ میں آپ کے
 گھر میں کیوں گھسا اور مسلح کیوں ہوں۔ اس کا جواب میں خود دیتا ہوں
 بری صورت سے غالباً آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں جا پانی نہیں
 ل۔ میں ہندوستانی ہوں۔ اور مجھے اس بات پر غرورناز ہے کہ مجھے
 آپ کی سونہلی بہن اور بتو سے شرفِ نیاز حاصل ہے۔
 شخص :- ممکن ہے کہ یہ بات آپ کے لئے باعثِ شرفِ ناز ہو۔ مگر
 بتو کے لئے ہرگز نہیں ہو سکتی۔

س :- خیر اس بات پر زبانی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
 بلکہ میں آپ سے اس قدر عرفی کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج مجھے اسکے
 س سے ایک پیغام موصول ہونے کی توقع تھی۔ چونکہ وہ پیغام نہیں
 پہنچا اور میں بہت دیر تک انتظار کرنا رہا اس لئے مجھ سے یہ بدوقوفی
 پیدا ہوئی۔ کہ میں اس غمزدہ حالت میں، خواندہ اور نامعلوم
 مکان کی طرح اس کے گھر میں وقار نہ گھسا چلا آیا۔ اور یہ ایک انتہائی
 مرہ ہے کہ اس وقت میرے پاس یہ والو رہتا تھا۔ مگر یہ اتفاق خوش قسمتی سے
 بہت اچھا ثابت ہوا اور نہ میں غالباً آپ کی شیر برائوں کے گھات
 نہ گیا ہوتا۔

میری باتیں سن کر وہ شخص کیفی رہتا اور بولا کہ
 شخص :- نہ بڑے خیال میں آپ اس بات کے مستحق تھے کہ آپ

اس قدر رات گئے اور اس طریقہ سے ایک غیر شخص کے مکان میں گھس آئے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کے ملک میں اس قسم کا قاعدہ ہو گا۔

میں :- ہمارے ملک میں ہی اس قسم کا کوئی قاعدہ نہیں۔ اور میں نہایت عاجزانہ طور پر آپ سے اپنے اس طاقت آمیز اور خلافت قاعدہ عمل کی معافی مانگتا ہوں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ میں ایک جوان آدمی ہوں اور میں آپ کی خدمت میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ اسے شرف قبولیت بخشیں۔ لیکن اس وقت کی عجیب و غریب اور سفحہ انگیز ملاقات کا موقع متقاضی نہیں کہ میں کچھ عرض کروں۔ اگر آپ ملے کل کسی وقت ملاقات کا موقع دیں تو میں نہایت خوشی سے حاضر ہوں گا۔

شخص :- اگر آپ کو کچھ کہنا ہے تو بس یہی موقع بہت کافی ہے۔ آپ فوراً کہہ دیجائیں۔ میں اس وقت آپ کے بس میں ہوں اور مجبور ہوں کہ جو کچھ آپ فرمائیں سنوں۔

میں اس وقت بات کرنے سے کچھ ہچکچاتا تھا۔ کچھ عرصہ تک سکوت رہا اور جب میری حالت کسی قدر درست ہو گئی تو شکے بولنے کی جرأت ہوئی۔ اس وقت کا منظر بھی عجیب و غریب تھا۔ ایک فانی کمرہ میں جو کسی قسم کے فرنیچر سے بھی عاری تھا، ہم دو آدمی آٹے مٹانے کھڑے تھے۔ ہم دونوں میں قریباً چہرہ کز کھا کا حلقہ ہو گا اور ایک کھینچا ہوا لہار قاتوس کاغذی کی روشنی ہمارے سروں پر پڑ رہی تھی۔ ایک کتا کاغذی دیوار کے رخنہ سے جس میں سے میں نے بانٹ میں وہ تلواریں

ہینکی تھی۔ میں باغ کے درختوں پر ٹنڈی ٹنڈی چاندنی چمکتے ہوئے
 دیکھتا تھا اور میں یہ بھی محسوس کرتا تھا کہ ابتر دینہ پر کسی جگہ کھڑی ہوئی
 اُردی باتیں سن رہی ہوگی۔ مگر میں اس قدر جرات نہیں کر سکتا تھا
 کہ اس طرف متوجہ ہو کر دیکھوں۔

جو کہ اس وقت میرے کورٹ کی جیب میں ہوا اور بوالہوار
 بنا۔ اس لئے مجھے اس بات کا کافی حوصلہ تھا کہ میں اس شخص سے
 اس کی بہن کے نکاح کی درخواست کروں۔ لیکن یہ اس وقت مشکل
 فہم تھا۔

۱۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس وقت میرا حوصلہ نہیں پڑتا کہ میں
 آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں۔ کیونکہ جو بات
 میں عرض کرتا چاہتا ہوں وہ ایسے دو شخصوں کے درمیان ہونا چاہیے
 جن میں مصالحت ہو۔ اور اس وقت بظاہر ہم دونوں دشمن ہیں۔
 لیکن جب ضرورت شدید لاحق ہو تو ہر اس کے سوا اور کوئی چارہ
 نہیں کہ جو کچھ دل میں ہو وہ بیان کر دیا جائے۔ میں لکھنؤ کا رہنے والا
 ہوں۔ میرا نام حسن علی ہے۔ میرا حاجی حسن دادا ایندکپنی کی کوہی کی
 لاش کا بیٹا ہوں۔ پہلے شنگھائی میں تھا مگر اب چند روز سے یا کوہا سے
 ہٹ کر آگیا ہوں۔ نام کا شریعت مسلمان ہوں۔ لڑ جوان ہوں اور
 اپنی عزت رکھتا ہوں۔

۲۔ میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس قدر
 نواہت ہم پر بھجائی۔

اس کے بعد اس نے جھگڑنے آداب عرض کیا (غالباً طنزاً)

اور میں نے ہی اس طرح جواب دیا۔

میں :- اس تفصیل میں پڑانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ کس طرح
اور کب مجھے آپ کی سوتیلی بہن کی زیارت کرنے کا خوش قسمتی سے
موقعہ مل گیا تھا۔ جس دن میری نظر اس لڑکی پر پڑی تھی وہ زندگی کا
ایک بہترین یا دو گار دن ہو گا۔ میں نے اس کے بشرہ اور اوصاف و
اطوار سے اندازہ کر لیا کہ وہ ایک شریف زادی اور مکمل عورت ہے
جس کا قدرتی نمونہ یہ ہوا کہ میں اس کے لئے اسی وقت سے ہنسا
ہوں۔ اور ہمیشہ میری محبت کی ہی حالت رہے گی۔ اس وقت میری
خواہش سچے دل سے یہ ہے کہ کسی صورت سے میں اس لڑکی سے
شادی کروں !

شخص :- اس سے معلوم ہوا کہ آپ واقعی چور ہیں۔ کیونکہ آپ
بہرا ہوا ریاکار میرے سینہ پر نزل کر مجھ سے میری بہن جبراً
طلب کرنے نثر لیتے لائے ہیں۔

میں :- (بگڑ کر) یہ خیال آپ کا قطعی غلط ہے۔ میں اس بات سے
خوب واقف ہوں کہ آپ اور آپ کے دوسرے بھائی نے یہ
ارادہ کر لیا ہے کہ اس غریب اور بے بس لڑکی کو اپنی جاہ طلبی
کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ یعنی اپنی عزت و جاہ کے
بالعوض آپ اس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی اس کو ستر سال
کی عمر میں آپ نے بازار میں لاکر گھڑا کر دیا ہے کہ جو شخص آپ کو
مطالبہ ادا کر دے وہ اس کو خریدے۔ میں ہی اسکا ایک خریدار
ہوں۔ اور میں اس کی قیمت اگر آپ منظور کریں تو پالنا اور نیا

بے کو تیار ہوں۔

یہ سنکر وہ شخص کسی قدر چونکا۔ مگر ہے حیرت کی وجہ سے
 یا ہوا ہو۔ کیونکہ جاہان میں پانسو پونڈ ایک بہت بڑی دولت
 ہے۔ چنانچہ اس کے بعد جو جواب اس نے مجھ کو دیا تو اس کا
 بے لہجہ قلعی بدل گیا تھا۔

شخص ۱۔ جناب! میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے
 اہل شریف لائیکس کا مطلب سمجھا تھا۔ اگرچہ آپ کی بات میں
 ندر سخت اور خلاف قاعدہ ہیں مگر آپ کی نیت نیک
 ہے۔ آپ نے جو مجھے ثابت دیا دلی سے کام لیکر میری بہن
 بالخصوص پانسو اشرفی پیش کی ہیں میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں
 میں یہ منظور نہیں کر سکتا۔ ہم نے ادیتو کے لئے اس سے پیشتر
 سیر تجویز کر لیا ہے۔ اور اب چند ہی روز میں اس کی شادی
 ہو جائے گی۔ بس اس بارہ میں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔

جو کچھ اس شخص نے کہا خیر وہ تو کہا ہی مگر جس طریقہ سے کہا
 اس سے میں قلعی ماہوس ہو گیا۔ میں اپنی طاقت لسانی سے پورا پورا
 کام لے چکا تھا اور اب مجھے بہت بڑی امید تھی کہ وہ میری بات
 منظور کر لے گا۔ مگر اب اس کی باتیں سن کر وہ قصر امید سرا سر
 ختم ہو گیا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ میں اسے دولت کا لالچ دے کر
 اپنے قبو میں لے آؤں گا۔ اور واقعی میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ
 دیکھو یہی دولت میرے پاس ہے وہ سب اس شخص کے قدموں میں
 الدول۔ اگر میرے پاس موجودہ دولت سے یکصد کیا بلکہ ہزار گنا

دولت ہی ہوتی تو میں اونیتو پر سے وہ بھی فرما کر دینے سے ہرگز
 دریغ نہ کرتا۔ میں خدا کا شکر ہے جو ان ہا۔ اور جب میرے قبضہ
 میں ایک ایسی نیک شریف، اور تمام اوصاف عمدہ سے متصف
 بیوی آجاتی تو میں بغیر دولت کے ہی ایک بہشتی زندگی بسر کرتا۔ بلکہ
 خوشی خوشی محنت کر کے اور زیادہ کمالات لیکن میں اسے نہ
 تک شکست کا منہ ہرگز دیکھنا نہیں چاہتا تھا جب تک میرے وسائل
 ختم نہ ہو لیں۔ اور ایک دور اندیش سپاہی کی طرح میرے پاس
 ابی چہ کار توں محفوظ تھے۔ لہذا میں نے ہمت کر کے ہر کہا۔
 میں :- اچھا تو میں اپنی پیش کردہ رقم کی مقدار ساڑھے سات
 سو پونڈ کئے دیتا ہوں اور یہ تمام رقم میں کل ہی ادا کروں گا۔
 شخص :- وعدہ کر کے بلا وجہ تو لہ دنیا اچھائی بے غرق کی بات ہے
 اس لئے میں پر آپ کی پیش کردہ رقم کو نا منظور کرنا ہوں۔
 میں :- اس کا انحصار تو وعدہ کی ذمیت پر ہے۔ آپ میرے لئے
 یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ جو وقت آپ نے اونیتو کی شادی
 کر دینے کا وعدہ کیا تھا اس وقت آپ کے دل میں سب سے بڑا
 خیال اپنی بہن کی عیش و راحت کا تھا۔
 شخص :- ہاں میں کہہ سکتا ہوں کہ بیشک ہمارے دل میں یہ
 خیال نہیں تھا۔ جب جاہانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عورت کا فرض
 اولین یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کا نہیں بلکہ کنبہ کی بھلائی کا خیال
 رکھے۔ اور اس لگی رسم و رواج کا ذمہ دار آپ قبہ کو قرار نہیں
 دے سکتے۔ لیکن ہے کہ آپ کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اس ملک میں یہ

رداج ہے کہ ایک لڑکی اپنے والدین یا کنبہ کی مالی مشکلات رفع کرنے کے لئے رنڈی یا کسی بچائے۔

ہیں:- ہاں جب میں نے جا پانی دختر دس کی استقدر عظیم الشان فریبانی کا حال سنا تو مجھے سخت صدمہ ہوا۔ میرے خیال میں کسی دوسری لڑکی اس قدر فریبانی نہیں کر سکتی۔ لیکن ادیتسو کا معاملہ دوسرا ہے۔ آپ مالی مشکلات میں ہرگز مبتلا نہیں۔ آپ ہرگز دیوانیہ نہیں ہیں۔ آپ اس غریب اور بے بس لڑکی کو محض اپنی جاہ طلبی پر قربان کر دینا چاہتے ہیں۔ آپ اگر ادیتسو سے دریافت کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ مجھ سے کس قدر رغبت کرتی ہے۔

افسوس ہے کہ سارٹسے سات سو پونڈ اور اپنی بہن کی عیش و راحت کو پسند نہیں کرتے۔ جو کچھ میرے پاس ہے وہ میں اپنی خوشی سے آپ کو دینے دیتا ہوں۔ اب میں اپنی رقم ایک ہزار پونڈ کے دیتا ہوں اور اس بات کا بھی وعدہ کرتا ہوں کہ پانچ سال کے عرصہ میں اتنی ہی رقم آپ کو ادا کر دوں گا۔ اس رجبہ جواب دینے میں جلد بازی سے کام نہ لیجئے۔ خوب سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔ کم از کم صبح تک سوچ لیجئے۔

میں اس وقت اس کی صورت دیکھ کر قطعی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس شخص کے دل میں کیا خیالات آ رہے ہیں۔ کیونکہ اُس کے سر میں کسی قسم کا تیز بندل تھا یا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن وہ ایسا شخص نہیں تھا جو اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کرے چنانچہ میں ابھی

اپنی بات ختم ہی کر چکا تھا کہ اس نے کھٹ سے جواب دیدیا۔
 شخص :- میں خوب دیکھتا ہوں کہ آپ کس قدر دریا دلی سے
 کام لے رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنی ہن کے لئے پیشتر سے۔ ر
 تلاش نہ کر چکے ہوتے تو تاہن ہتا کہ ہم آپ کی بات منظور نہ کر
 لیتے۔ مگر اب چونکہ معاملہ طے ہو چکا ہے اس لئے ہم سب سے اسکے
 اور کچھ نہیں کر سکتے۔ کہ آپ کی تجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ہم اسے
 منظور کر دیں۔ اب اگر ستر حسن علی آپ مجھے آگے چلنے کی اجازت
 دیں تو میں آپ کو اپنے گھر کا صدر دروازہ دکھائے دیتا ہوں۔
 ایک تو مالوسی دوسرے انتہائی درجہ کا عفتہ۔ میں اس وقت
 بالکل پاگل ہو رہا تھا۔ میرے دل میں آیا کہ اس شخص کی گردن
 پکڑ کر دیوار کے سوراخ میں سے باغ میں بہتک دوں۔ جہاں
 اس کی تلوار پڑی تھی۔ اور یہ نا لیکن نہ ہتا۔ کیونکہ ایک توجہ پر
 اس وقت غیر معمولی طاقت محسوس ہو رہی تھی اور دوسرے وہ کچھ
 زیادہ ہماری آدمی نہیں تھا۔ لیکن اگر میں ابا کرتا تو نوڑی دیر کیلا
 خوشی تو ضرور حاصل ہو جاتی لیکن میرے لئے اس کے نتائج و
 عواقب پسندیدہ نہ ہوتے۔ بس میں نے فقط اس قدر کیا کہ اُسے
 ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آگے چل کر لئے راستہ بتا دے۔
 عین اس وقت جبکہ اس شخص نے منہ پھیر کر دروازہ کی طرف نہا
 راستہ دکھانے کے لئے جانا شروع کیا کسی نے نہایت آہستگی سے یہ
 باتہ میں کاغذوں کا ایک سہڈل دیدیا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ کاہ
 اس عورت نے کیا ہے جسے میں نے بالائی منزل پر دیکھا تھا۔ گریو

س کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا۔ الغرض میں ایک مکان کے بیچ
 بچے اس کمرے سے اس طرح باہر نکلا گو یا کوئی نئی بات ہوئی ہی نہ تھی
 اور جب وہ شخص دروازہ کے پاس پہنچ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا تو
 اس چاہتا تھا کہ رخصت ہوئے بغیر دان سے چلا جاؤں کیونکہ اس
 وقت وہ سخت برا فروختہ ہو رہا تھا۔ اور تکلفات سے کام لینے کی
 بات ہرگز مائل نہیں تھا۔ لیکن میں راستہ پہ بٹکل ایک قدم چلا ہوا تھا
 اس شخص نے مجھے روک کر کہا۔

:- ہرمان! ذرا ایک منٹ توقف فرمائیے۔ دیکھئے آپ یہ
 میں کہ یہ معاملہ یہاں ختم ہو گیا ہے۔ اور میں آپ کی دانشمندی
 ہوں گا اگر آپ یہاں سے جانے کے قبل مجھے یہ یقین دلا دیجئے
 آپ ہی اس معاملہ کو پس میں ختم سمجھتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ
 کسی طرح کی دھمکی دوں۔ لیکن چونکہ میں ایک سرکاری ملازم ہوں
 بہت کافی اختیارات رکھتا ہوں۔ اس لئے اگر آپ نے اس معاملہ
 باہر ٹانگ اڑائی تو میں اپنے اختیارات سے کام لینے میں ہرگز
 ویش نہ کروں گا۔

جب اس شخص نے کتنا شروع کیا تو میں خاموش کھڑا ہو گیا تھا
 اب میں اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کیسے دیکھا یا۔
 چونکہ جو بات وہ چاہتا تھا اس کا میں اسے ہرگز اطمینان نہیں
 دے سکتا تھا۔ مگر یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اسے اپنے ارادوں سے
 لاکر دوں۔ اور جو ٹالنا ہی پسند نہ کرتا تھا۔ اسنے میں اس شخص
 مجھے ہر ٹوکا اور دباؤ ڈالتا کیا۔

شخص :- جواب دیکھے جناب! کیا ہم اور آپ دشمن ہی رہیں گے
 میں :- رہ ہی سکتے ہیں اور نہیں ہی دونوں بائیں ہو سکتی ہو
 لیکن مجھے اس معاملہ پر غور کرنے کے لیے وقت چاہیئے کیونکہ میرا
 اس وقت غور کرنے کے قابل نہیں ہوں اور یہ نہیں سوچ سکتا کہ
 میرے لیے کون سی بات بہتر ہوگی۔

شخص :- اچھا میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ خدا حافظ!

اس کے بعد اس شخص نے دروازہ بند کر لیا۔ اور میں وہاں
 قدم بڑھا کر سڑک پر آگیا۔ یہاں پہونچ کر مجھے یاد آیا کہ وہ دو نو
 "کروناکس" آدمی جنہیں میں اجرت پر لا رہا تھا۔ مقررہ مقام پہونچ
 میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اس لئے میں تیز قدم بڑھا کر اس
 طرف روانہ ہوا کہ انہیں رخصت کر دوں۔

الغرض آج کا دن جیسے سیری تمام سڑکوں کا مدار تھا اس
 برمی طرح سے ختم ہوا۔ لیکن بالورس میں اب بھی نہ ہوا۔ پہلی کوشش
 ضرور نا کام رہی لیکن میرا دل امیدوں سے سحر رہا۔ اور سمجھتا تھا کہ وہ
 اقدام اگر زیادہ احتیاط سے کیا گیا تو بہت ممکن ہے کہ تیسرا سیر
 ہوتا ہو گا۔

باب تیسرا ہواں

"افسانہ غم"

اس روز میں یا کو ہا مر کے واپس نہیں جاسکا تھا۔ اور اپنے

ان سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر سڑک کے کنارے جو
جنرہ زار ہے اس پر سو گیا تھا۔ کیونکہ اس رات کو ہمارے
نے مالی زمین ہی ہجرت چلی تھی۔ لیکن چونکہ آجکل گرمی کا زمانہ
رہے دن تھے۔ اس لیے کھلے میدان میں سوتا خوشگوار معلوم ہوتا تھا
۔ اگر کوئی انہیں رہتا تو صرف اس قدر کہ میں صبح تک ان
ذرات کو نہیں بڑھ سکتا تھا جو مجھے اس خادمہ نے دیے تھے۔

جب دور کے بہاروں کی چوٹیوں سے آفتاب عالم تاب
پہلی شعاعیں نمودار ہوئیں تو میں نے ان کا غذا کو پہلا
غذا تیار کیا کاغذوں کے بہت سے پرزے تھے۔ جس
پر بڑے کی کوشش کرنے لگا۔ چینی زبان میں لول اور سمجھ تو
تھا لیکن چونکہ اس میں صد ہا پیچیدہ حروف ہیں اس لئے میں
تحریر کے بدلے پر پوری طرح قادر نہیں تھا۔ یہ تو مجھے
تھے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ ادب کی تحریر میں نہیں۔ کیونکہ میں نے
کے پہلے خط سے جو میرے پاس موجود تھا ان کاغذوں کا مقابلہ
کرتا تھا۔

میں نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی مسلسل خط نہیں ہے
ت سے ٹھہر مسلسل نوٹ ہیں جو وقتاً فوقتاً باوقات مختلف
کئے گئے تھے۔ دوسری وقت یہ تھی کہ ان کاغذوں پر صفات کے
تھے۔ اس لئے میں نے ان کے مضمون کا نہایت مشغلہ سلسلہ
کی پہلا نوٹ حسب ذیل ہے۔

میں حسب شرح روزمرہ سو یا کر لکھی تھی آج رات کو نہیں سو سکتی میرا

دل سرلوں سے اس قدر معمور ہے۔ اور میرا دل غ خوشی سے اس قدر
 ہوا ہے کہ نہ تو میں اپنی آنکھیں بند کر سکتی ہوں اور نہ اپنے
 جٹائی پر خاموش لیٹ سکتی ہوں۔ صبح ہو چلی ہے فنا میں اللہ۔
 ہوئے چند دل اور اگن جہاں رہے ہیں۔ اور اپنے لغووں سے میر
 نیند اڑا سکتے دیتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ان ہو رہے ہو رہے ہوں
 کہ میرے دل کا راز معلوم ہو۔ بہت ممکن ہے کہ انہوں نے بالشر
 کے جنگل میں اپنے آشیانوں کے اندر بیٹھے ہوئے ہمارے راز دہ
 کی باتیں سن لی ہوں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس وقت رات کو
 بخش چڑھان بول رہی تھیں۔ اب اس وقت صبح کو جب یہ چڑ
 چیمبا رہی ہیں تو وہ اپنے بازو پھٹ پھٹانے ہوئے آسمان کی طرف
 جاتی ہیں اور نیکیوں آسمان میں غائب ہو جاتی ہیں۔ میں بھی فرط
 سے خاموش نہیں لیٹ سکتی۔ ہاں مجھے بھی کبھی ہوا میں نکلتا چاہ
 میں بھی دوڑوں اور کودوں۔ اور ان چڑھانوں کی طرح لغو
 کرتی ہوں ٹھنڈے پانی کے چٹھے میں کود کر تیروں۔
 میں اس غریب کا ہر لفظ شوق سے پڑھتا تھا اور میں اس کا
 کو بار بار پڑھا۔ ہر فرط شوق میں میں نے دوسرے کاغذ کو پڑھا
 مضمون حسب ذیل ہے۔

میں اس وقت دوزخ آلود بیٹھی ہوئی یہ الفاظ کاغذ پر
 رہی ہوں کیونکہ یہاں ان الفاظ کا کوئی سننے والا موجود نہیں
 میں جرات نہیں کر سکتی کہ اپنے راز کا ایک لفظ بھی کسی سے
 کر دے مگر راز اس قدر عظیم الشان ہے کہ میرے منہ سے دل میں سما

ماتا۔ شام ہونے سے پیشتر میں ان کا غزوں کے پرزے پر زے
 ڈاؤں گئی۔ اور چٹہ میں ڈال دوں گی۔ چٹہ ان کو بہا کر دریا میں
 یا لجا کر سمندر میں ڈال دے گا۔ اور اس طرح بغیر کسی نقصان کے
 یہ اکی وسیع دنیا میں ہمارا زبیل جائے گا۔

گزشتہ دس یوم کے عرصہ میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں وہ
 اس قدر عجیب و غریب اور اس قدر غیر قابل یقین ہیں کہ معلوم
 نہیں ہے کہ کوئی طاقتور دیوتا ہم غریب فانی انسانوں کو اپنے ساتھ
 پہیلیوں کی طرح بٹھا رہا ہے۔ تاکہ توڑی دیر تک اپنا دل بہلائے
 حقیقی مسرتوں یا نصیبتوں کا ایک دلچسپ ڈرامہ ہے۔ جس کا
 یہ ہو گا کہ ہماری زندگیوں میں نظر مسرتوں اور بے پایاں عیش و
 ام کے ساتھ گزرے گی یا ہماری موت کا زمانہ قریب ہو گا۔

ہر واقعہ عجیب اور غیر معمولی رونما ہوا ہے ممکن ہے میں ان کو
 غریب گر دلچسپ مخلوق معلوم ہوئی ہوں۔ اور انہوں نے مجھے
 قابل سمجھا ہو کہ توڑی دیر میرے ساتھ نہیں بول کر دل بہلاؤں
 ہمیشہ کے لیے بول جائیں۔ اور مجھے ہی وہ ایک غیر ملکی اجنبی
 مرم ہوئے ہوں جن کی طرف سے میں اپنا فوراً منہ پھیر لوں گی
 میں درحقیقت سمندری میلہ جس جو چیل چیل دریا پر تھی اس میں نے
 یہ کہ ایک مرد مجھے شکلی مانند ہے گور رہا ہے۔ مجھے غصہ آگیا۔

شخص پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر کیونکہ اس کی نظر دنیا پر عجیب و غریب
 ہوا تھا۔ مجھے غموس ہوتا تھا کہ عرصہ بہت ہی بڑا عرصہ تھی میری
 وہ دنیا میں زندگی سے ہی بہت پہلے تھی، آنکھیں مجھے سخت دکھانے

نظروں سے دیکھ چکی ہیں اور میں اسوقت ان نظروں کے سامنے رہا
 کے بابا بابا پانی میں ضرور دوزخ ہو جاتی مگر میں نے بشکل نسام
 اپنے آپ کو سنبھالا۔

”میں اسوقت خوفزدہ ہو گئی تھی اور اسی خوف و دہشت کی
 حالت میں میں نے اپنے ساتھیوں کو ترغیب دی کہ وہ وہاں سے ہٹ
 کشتی کو ہٹا لیں۔ اور دریا کی بیشمار کشتیوں میں غائب ہو جائیں
 تاکہ میں ان نظروں سے قائب ہو جاؤں۔“

”میں اگرچہ بظاہر مہنس بول رہی تھی اور میلہ کی رونق سے
 لطف اندوز ہو رہی تھی مگر بیچ رہے کہ میرا دل بیقرار تھا اور پھر جب
 میں اپنے گھر واپس آئی تو تھائی اور گھر کے سکوت میں میرے خیالات
 بچے سنانے لگے۔ میرا دم گھٹنے لگا۔ اور میں کہلی ہوا میں آنے پر مجبور ہوئی
 میں نے کھڑکی کا پردہ ہٹایا۔ مگر کیا دیکھتی ہوں کہ وہی اجنبی برے
 سامنے کھڑا ہے۔ اور وہ سرک پر کھڑا ہوا میری طرف دیکھ رہا تھا۔
 اور ہماری آنکھیں ایک دوسرے سے چا رہی تھیں۔“

”صبح ہونے سے پیشتر میرے دل میں سبکدوش مرتبہ سوال پیدا
 ہوا کہ یہ اجنبی برے پیچھے پیچھے کیوں آیا۔“

دوسرا دن بڑھتی گزر گیا اور میرے دل کی مراد حاصل نہ ہوئی
 میں ہنسنے تک کھڑکی میں کھڑی انتظار کرتی رہی۔ مگر پردہ اجنبی نظر نہ
 ”میں اسوقت خود کو سب سے زیادہ بیوقوف و عورت سمجھ رہی
 تھی۔ اور میں نے ارادہ کر لیا کہ اپنے غم کو زیادہ بننے کے لیے کہہ جائیوں
 یہی کردوں۔“

”دوسرے روز صبح کو مجھے ایک بات یاد آئی جو میرے بہترین
 سندر کے بڑے نفیر کہواری کے متعلق تھی اور میں جلدی
 می اپنے گھر سے نکلی اور بجٹ کر بے زینہ پر چڑھ کر پہاڑی ڈلے
 در تک پہنچی تاکہ بڑے نفیر کو سلام کر دوں۔ لیکن جب میں باغ
 داخل ہوئی تو کرا دیکھتی ہوں کہ وہاں وہی انہی موجود ہے۔ اور
 ی کے تختہ میں کھڑا کہواری سے باتیں کر رہا ہے۔ اور اس قدر
 سہانہ باتیں ہو رہی ہیں کہ ان کی بہت پرانی ملاقات ہے۔
 اس وقت سخت گھبراہٹ لیکن میں نے ضبط سے کام لیا اور اپنی
 دست ظاہر نہ ہونے دی۔ میں نے دو چار لمحے بے ہوشی تمام بڑے
 سے باتیں کیں۔ اور پھر وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر پالی۔
 لیکن میں یہ دیکھ چکی تھی کہ وہ اجنبی مجھے بہت ہی محبت بھری
 دن سے دیکھ رہا ہے۔ حالانکہ میں صورت باسٹیر دونوں میں
 قابل نہیں ہوں۔ بہر حال میں نے اپنے دل میں اسکی میٹھی
 روں کا شکر ادا کیا اور اسوقت سے میری ہی طبیعت اسکی
 پت مال ہو گئی۔“

”اس میرے دل میں پہلی مرتبہ عشق و محبت کا جذبہ پیدا
 ہوا اور روز بروز بڑھتا گیا۔ اور اس جذبہ میں مزید اشتعال
 کا طرح پیدا ہونا رہا۔ کہ میں روز مرفہ بڑے کہواری سے اس اجنبی
 تفریق شستی رہی۔“

”اس کے بعد وہ دن آیا کہ ہم دونوں کی ملاقات سندر کے
 ہوئی۔ اس وقت میں محسوس کر رہی تھی کہ میں قطعی قبضہ سے باہر

ہوتی جاتی ہوں۔ مجھے اس فرض کا بھی احساس نہ رہا جو مجھ پر
میرے یہاں بچوں کی طرف سے عائد ہوتا ہے۔ اور نہ مجھے اپنی
آئندہ ہونے والی شادی کا خیال رہا۔ میں ایک سہ پا بان گڑ
میں گرہی جا رہی تھی جس کی تہاہر مجھے قطعی معلوم نہ تھی۔ اسکے
میں نے ضرورت سے زیادہ ضبط سے کام لیا۔ اور میں۔
ایک الوداعی خط اس اجنبی کے پاس پہنچا دیا۔

”میں جانتی ہوں کہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ کام اپنی
طافلت سے زیادہ کیا ہے۔ یعنی میں نے اپنی محنت اور اپنی
زندگی خاندان کی اطاعت و فرمانبرداری پر قربان کر دی تھی
لیکن پانچواں اجنبی نے میرا بیہوش ہونا اور وہ یہاں سے
گیا۔ میں اس کے نزدیک ایسی سہوئی چیز نہ تھی جس سے وہ ہمارے
دستبردار ہو جاتا۔ اور آج ہم دونوں ایک ایسی مسرت و شاد
میں شامل ہوتے ہیں جو ہرگز حدود و دامن و مکاں سے محدود
نہیں۔ اس بات پر قہر تھی جو رات کی تاریکی نے سرد
تھا میں پھرتی ہوئی لائٹوں کے اس جنگل میں پہونچی جو مجھے زندہ
یاد رہیگا۔ آج کی رات وہ رات ہو گئی کہ ایک شخص وہاں
ہوا میرا انتظار کرے گا تاکہ میں اس کے پاس پہونچوں اور
مجھے اپنے ساتھ بے پایاں شہرتوں میں شامل کرے۔ اس کے
لے جائے۔ اور پھر وہ جنگل مجھے دیکھنا کہیں نصیب نہ ہو گا
جلدی جلدی بارش کے نرم اور ہرے پودوں پر دیوتا
کے لئے پیغام فرستے گا۔ اتنا کہ اب جوں جوں وہ بڑھے

حادث بھی بڑا ہیں گے۔ اور جب تک وہ ہانس کا جنگل قائم
 رہا اس وقت تک وہاں میری یاد بگڑ باقی رہے گی۔
 اس کے بعد میں بچہ مسرت و نشاط دانی سے ہر سی ہر اپنے
 ترکہ واپس آئی۔ اور میں اپنے بچپن کے گیت گاتی جاتی تھی۔
 بھورت اور دلفریب تکیاں جو ایک پول سے دوسرے پول
 پر رہی تھیں اور روشن فضا میں ایک خاموش رنگینی پیدا کر رہی
 تھی وہ مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ آئندہ وہ زمانہ آجوا ہے کہ میری
 گی اس دنیا میں ایک جنتی زندگی ہو گی اور ہمارے دل عشق و
 محبت کی رنگین شعاعوں سے منور ہوں گے۔

”میں اسی خاموشی اور اسی ادا سے گھر میں داخل ہوئی جیسے
 ری کے پولوں کی پتیاں ہوا میں اڑ کر پروں کی طرح زمین پر
 تکی ہیں۔ مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ کس قسم کے آلام و مصائب میرے
 گھر میں ہیں۔ افسوس کہ مکان کی ڈیوڑھی میں قدم رکھتے ہی میرے
 پید ایک زیر دست چوٹ لگی۔ اور جن روشن خیالات میں میں
 تھی وہ سب خاک میں مل گئے۔ جس طرح ایک بدن کا تودہ
 رکی جوڑیوں سے ڈٹ کر شکستہ وادی میں گرنا ہے اسی طرح اس
 زمانہ میں آتی ہے اسے تباہ و برباد کرتا چلا جاتا ہے اسی طرح
 میں دنیا ایک کوہِ غم ڈٹ پڑا جس نے میرے دل کی تمام خیالی
 قوت کو خاک میں ملا دیا۔“

میرے دونوں بھائی بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے تھے۔
 ماما نے مجھے بچہ سی سے لے کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا۔

مجھے انہوں نے نہایت سنجیدگی سے اطلاع دی کہ میری شادی
 رفتے آج ہی جاری کر دیے جائیں گے۔ میں نہیں جانتی یہ کون
 مجھے کیا ہو گیا لیکن میری حالت کچھ اس قدر متبصر ہوئی کہ میں ایک
 مختلف لڑکی بن گئی۔ اب میں دلیر نہ اور بیباک نہ ان سے اگلا
 میں آگے ملا کر دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ اس سے پیشتر میں نے کبھی
 ایسا نہیں کیا تھا۔ میں نے اس وقت غضب کی جرأت کی اور
 غظلوں میں ان سے صاف کہہ دیا کہ جس شادی کی وہ فکر میں
 وہ ہرگز مجھے منظور نہیں۔ الغرض میں نے ان کا دلیرانہ مقابلہ کیا
 میں خوب جانتی تھی کہ میرے دونوں بھائی حد درجہ کے بے
 اور صفا آدمی ہیں۔ انہیں مجھ سے قطعی محبت نہیں ہے
 اس لیے مجھے اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا۔ اس وقت میں
 خاص کمرہ میں قید ہوں اور ایک آدمی کمرہ کے دروازہ پر
 رہنے کے لیے تعینات کر دیا گیا ہے۔ ہر حال غروب آفتاب
 میں یہاں سے بھاگ نکلنے کی کوئی نہ کوئی صورت نکالوں گی۔
 اس چوڑے مندر میں جو بالٹوں کے جھنڈے ہیں۔ اب
 محبوب سے جا ملوں گی۔ وہ بڑی خوشی سے میرا گھنٹوں اتار
 کر رکھا۔ میں اس جہت پر سے ہو کر انہوں کی جو میری کمرہ
 پہنچے ہے۔ اور دیوار کے کھجور پر سے پھسل کر بچے ہوئے جاؤں
 اگر دیوتاؤں نے چاہا تو میں ضرور مقام مقررہ پر آ کر آپ
 ملوں گی۔

اس وقت میری خادمہ میرے لئے کہا تھا ہے۔ اے

یہ کاں میں کہا کہ میں ایک مسلمان اور دیران کو ہستانی
 نہ میں بھی جا رہی ہوں جاں ہماری کچھ جائداد ہے۔ اس نے
 چند کسٹنس کی کہ اسے ہی میرے ساتھ بھیجا جائے لیکن میرے
 بچوں نے اس کی درخواست مسترد کر دی۔ صرف میرا چھوٹا
 بھائی میرے ساتھ جائے گا۔ اور ہم اب سے ایک گھنٹہ میں اس سفر
 روانہ ہو جائیں گے۔ بس اس سے زیادہ وہ عورت مجھے کچھ
 نہ کر سکی۔ وہ چاہتے ہیں کہ مجھے تکلیف اور اذیت پہنچا کر میری
 زندگی میں درد مجھے قید تنہائی میں رکھیں گے۔ لیکن انہیں کیا معلوم
 ہے کہ میں ایک طاقتور شخصیت ہوں جس سے خوف اور کمزور آدمی بھی
 نہیں بچتا ہے۔ اور عاتقوں کے دل میں خداوند تعالیٰ حد درجہ
 عزت اور دلیری پیدا کر دیتا ہے۔ اور انہیں یہ معلوم ہے
 کہ ایک شخص سے وعدہ کر کے اس کی بیوی بچے چلی ہوں
 یہ وعدہ ہے جو ہرگز ٹوٹ نہیں سکتا۔

جب انتظار میں رہاں کے کہتوں میں سفر کرتی ہوئی جا رہی
 تھی کہ سبب بانس کے جنگل میں بیٹھا ہوا ہیرا منتظر رہا ہوا
 اس کے نسب نازک کو کس قدر صدمہ ہو گا جب میں دست
 چار اس سے نہیں ملوں گی۔ گرنے لگے ہیں کہ میری طرف سے
 ی شک و شبہ کو اپنے دل میں رواہ نہ دے گا۔ اسکا دین و
 بہت کامل ہے۔ اگرچہ اس بات کا یقین نہ ہونا تو میں خود کو
 وقت ہلاک کر دیتی اور میری روح تڑپ کر اسکے قدموں
 جا بڑھتی۔ اور میں دوسری دنیا میں پہنچ کر اپنے محبوب کو اپنی

وفا داری کا اطمینان دلا دیتی۔ کیا میرے محبوب کو ایک ہیر
 جیسی دھیری حاصل نہیں ہے؟ کیا وہ دیوتاؤں جیسا عزم نہیں
 نہیں رکھتا؟ کیا وہ دنیا کی کسی طاقت سے مرعوب ہو سکتا ہے
 کیا وہ میری طرف سے، یوس ہو سکتا ہے؟ نہیں نہیں؛ ہرگز نہیں
 پھر میں ہمت کیوں ہار دوں۔ میں کیوں دل شکستہ ہوں۔ میرے
 بہائی اگر مجھے کہی: "معلوم ہے۔ بد قمار کو ذکر بھی چھپا دیں گے نہ
 ہی وہ مجھے نہ چھوڑے گا۔ دو ضرور تجھے وہاں سے کہو دیکھتے گئے
 اور مجھے اس قید ظلم و ستم سے نجات دے گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ
 ان دشمنوں کی طاقت ہم دونوں عاشق و معشوق کو ایک دور
 سے ہفتوں یا مہینوں جدا کر سکے۔ لیکن ہمارے محبت کا اتنا ہے
 اور اسی محبت سے ہی وقت حاصل کر کے ہم وقت بسر و برائے
 دشمنوں کو مغلوب کر لیں گے۔"

"رخصت! اے میرے محبوب رخصت! اب وقت
 ہے۔ ایک گھڑی ہیں لے جانے کے لئے سڑک پر کھڑی ہوؤ
 اور مجھے ان ظالموں نے حکم دیا ہے کہ میں چند منٹ کے اندر
 اپنے چلنے کی تیار رہاں کر دوں۔ مگر میں کیا تیار کر دوں۔ میں
 آخری وقت تک اپنے قلم سے کام لینے کا ارادہ رکھتی ہوں۔
 اب میں نے ان کاغذوں کو پہاڑوں کی طرح دریا میں ڈال دینے کا ار
 بدل دیا ہے کیونکہ جو وقت وہ ارادہ کیا گیا تھا اُس وقت میرا
 انتہائی مسرت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اب میں یہ کاغذ
 اپنی مستخدم خادمہ کے پاس چھوڑ جائوں گی۔ اور ہر ایت کر جائی

بطرح ممکن ہو سکے وہ میرے محبوب تک ان کا غذا کو
 بچا دے۔ تاکہ اس کو بھی میرے دلی جذبات اور نیالات
 آگاہی ہو جائے۔ اے میرے پیارے ان کا غذا کو
 بکر آپ پر بخوبی روشن ہو جائے گا کہ میرے دلی جذبات کیا
 اور بھیر کیا مصیبت نازل ہوئی۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میں
 اس لئے زندہ ہوں کہ میں عنایت شفقت اور جس ہر بانی
 بہت کا آپ نے میرے لیے اظہار کیا ہے اس کا کچھ آپ کو
 دیکھوں گا۔

”میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو اور بہت سی باتیں لکھوں
 جو ہوں۔ اس دلت نہیں لکھ سکتی کیونکہ میری آنکھوں میں
 آن کے دل بادل اٹھ رہے ہیں۔ اور میری آنکھوں نے
 اسے اشک ٹپک ٹپک کر فوں کی سبب اس پیلا رہے ہیں۔
 اگر میں اور زیادہ لکھنے کی کوشش کر دوں گی تو آپ کو دہتیوں
 سوائے اور کچھ نظر نہ آئے گا۔“

”اب بگے یہاں سے بہت جلد چلا جاتا چاہیے۔ کیونکہ وہ
 باہر کھڑے ہوئے خود بخود چلا رہے ہیں اور مجھے بلا ہے جس
 میں جان: آپ اپنے دل کو کسی دلت بھی منور نہ ہونے دیتا۔
 دیر خیال کر کے کہیں غم میں مبتلا نہ ہوتا۔ میں ایک حقیر و تاچیز
 ہوں، لیکن آپ کی ہر حالت میں کنیز ہوں۔ آپ نے
 مجھ پر میرے دل کا جو غم دیا ہے وہ اس قدر بیش بہا ہے
 میں ہرگز اس کے قابل نہ ہوں۔ مجھ میں ہرگز اس قدر طاقت نہیں

کہ میں آپ کی محبت اور عنایت کا لہنگی بھر ہی عوض
سکوں ؟

اگر دیوتا نا خوش ہوئے اور تقدیر سامنے نہ ہوئی
مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ نہ ملا تو کبھی لیجئے
میں قبر میں ہو چکا آپ سے ملوں گی ؟

”ان چند دہائیوں سے لفظوں کا بیج مطلب یہ ہے کہ
آپ کی جائز بیوی ہوں۔ اور تبتو بیرا نام ہے۔ میں اس
میں بھی جہاں دن کو آفتاب کی گرمی نہ رہے۔ شب کو چاند۔ دن کو
کی ہنڈی شاعریں دنیا کو منور کرتی ہیں۔ آپ کی بیوی اور
بھول اور وہاں ہی آپ کی ہیں۔ یہ تو ساری ہی جہتوں کی ہنڈی
بامردوں کی دنیا تھی میں۔“

آخری صفحہ پر ہندو جگہ پہنچتے تھے جن سے ظاہر ہوتا ہے
یہ تقریر اور تبتو بیرا بارہ گریاں کہیں ہے۔ اور درجہ گریہ سے
نظر ہائے اشک سے قریب اس پر چنگ پڑے ہیں۔ اسی تہ کے
میں دیگر صفحہ پر بھی نمایاں ہے۔

دشکین نامہ مصائب کی مشابہت اور اس میں میرے
تو اس وقت میں سے خود کو دیکھ کر غصہ کرتے ہیں کہ میں نے
مجھ پر کوئی فلسفہ خود پسند سے خود کو کرنا نہیں سکے باعث وہ
کی چاہ میں۔ بہتر خود اظہار اور یہ کہ تو فیہ ان کے فہم سے
انہی پر فوٹا ہے وہ فہم میں مبتلا ہو گئی۔

مگر اس پر پڑتا ہے کہ کیا ہو سکتا ہے جو کچھ دیوتا دہا

چکا تھا۔ اب آئندہ کی فکر کرنا لازم تھی اس لیے میں نے اپنے جملہ
بنیالات آئندہ کے انتظامات پر مرکوز کر دیئے۔

اس وقت میں کھلی اور ناز و ہوا میں تھا جس سے مجھ
میں کافی طاقت اور میرے دل میں کافی جرأت پیدا ہو گئی۔
صبح کی تازہ ہوا میں یہ خاص اثر ہے کہ وہ طبیعت کی افسردگی
کو مٹاتی زائل کر دیتی ہے۔

اس وقت صبح کے آفتاب کی روشنی میں پتے، پھول،
گن سس، تنائیاں وغیرہ غرض تمام چیزیں خوشنما معلوم ہونے لگی
تھیں۔ اور جہاں جمال ہے وہاں مسرت ہے۔ ضرور ہونا چاہیے
کیونکہ یہ دونوں چیزیں تو امر ہیں۔ کثیر لائق کہا جیسے ہیں کہ
قدرت بالکل ہر رحم اور ناپسندیدہ سے کریم اسکا ہر گز
قائل نہیں۔ یہ بے فکر و بیکار خوشنما ہے۔ اور زمین و جمال
ہی کہ نہ ہر چیز سے۔ اور جو آلام و مصائب انسان پر نازل
ہوتے ہیں وہ سب انسان ہی کے نزدیک ہوتے ہیں۔

اس وقت میرے دل میں یہ بات تھی کہ انسان پر جاننے والے
انسانی کے اوصاف کہ پہچان ہر گز نہ ہو سکتا ہے۔ اور حقیقت میں ممکن
ہو سکتے اسے پہچاننے کی قید سے بہت دور ہے۔

عراقیت بہت بڑی یہ تھی کہ ادنیٰ قدر کی خرابیوں سے
بے نیاز نہیں جانتا کہ وہ کون سے عداوتیں ہیں جسے جانی بنا رہی
تھیں۔ اور وہاں کس موافق میں نہ گئی جاسکے گی۔ لیکن خیال آیا
کہ ممکن ہے اس کا دوسرا کچھ جان سمجھ رہے ہو جسے یہ کاغذات

نئے دیے تھے۔ اور ممکن ہے وہ اس معاملہ میں میری کچھ مدد کرے۔ اسی اثنا میں مجھے یاد آیا کہ وہ عورت جہنمی زبان پر جانتی۔ اور میں جاہانی زبان نہیں جانتا۔ اس لئے کسی ترجمان کے ذریعہ سے بات چیت کرنا پڑے گا۔ اس کام کے لئے میرے دوست کیو تھی کے سوا اسے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ یہ معلوم کرنے کے منتظر ہیں تو لگا کہ پھر کیا واقعہ گذرا۔ اس پتے میں فوراً پہاڑی واسے مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابھی بہت سویرا تھا۔ یعنی اس قدر سویرے میں اس کے پاس پہلے کہی نہیں گیا تھا۔ لیکن میں نے کوئی بدوانہ کی اور چل پڑا ہوا اور دل میں سوچ لیا کہ اگر جانتا ہی ہوتا ہے تو قاتل نہ ہو سکی تو توڑ میں دیر کے لئے بعد پر جا کے گئی۔ علاوہ انہوں میں سے یہ بھی سوچا کہ اس وقت مندر کے باغ سے بہتر ٹھکانہ کیا کوئی ہو سکتا تھا۔ نہ ہو گا۔ کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سب سے پہلے میری اونٹنی سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ مندر اور وہ باغ میرے دل میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

باب چودہواں

رتھ جاتا

میں پہاڑی واسے مندر میں بہت سویرے پہونچ گیا تھا۔

بات کا خیال پہلے ہی تھا مگر میں نے اسکی کچھ پروا نہ کی۔ اور چونکہ اس سے پہلے روز میں نے کچھ نہیں کیا تھا اسلئے وقت مجھے بہت استغما معلوم ہو رہی تھی۔ میں مندر کے باغ۔ بکھرے معمول اسی بیچ پر بیٹھ گیا جہاں ہمیشہ بیٹھا کرتا تھا۔ بڑے نفیر کا انتظار کرنے لگا۔

سب سے پہلے میری نظر چیرمی کے نقشہ پر پڑی کیونکہ ان کی جھوڑی میں مجھے اپنی محبوبہ کا حسن و جمال نظر آتا تھا۔ لیکن آج دیکھتا ہوں کہ جس طرح اوتیسو غائب ہو گئی ہے اسی طرح ان کے کبھی تہہ بول جھڑ گئے ہیں۔ میں اس بکا بک نفیر پر سخت براں ہوا۔ اربا معلوم ہوتا تھا گو یا ان درختوں کو بھی معلوم تھا۔ اوتیسو پر کسی قدر سخت افتاد پڑی ہے۔ اور اسی کے رنج و غم کا ثبوت یہ بھی افسردہ ہو گئے ہیں۔

میں جانتا تھا کہ کل اپنی انتہائی سرست کے وقت مجھے باغ کے پھولوں، جڑیوں، اور دیگر بہت سی چیزیں دیکھیں جس قدر لطف آیا تھا لیکن آج وہ دن تھا کہ مجھے کوئی بھی چیز پس نہ معلوم ہوتی تھی۔ میں ان سب واقعات سے واقف تھا۔ لیکن اب مجھے محسوس ہوتا تھا کہ ان بے زبان اور بے زبان مخلوق کو بھی شاید اور احساس کی قوتیں حاصل ہیں۔ اگرچہ ان کے آنکھیں ہیں نہ دماغ۔

ابھی مجھے یقین نہیں تھا کہ کہو اسی اس قدر جلد نمودار ہو جائیگا۔ وہ باغ میں آگیا اور رشتے اپنا منتظر دیکھ جلدی جلدی قدم بڑھ کر

میرے پاس پہنچا۔ میرے خیال میں اس نے پہلی نظر میں یہ
 معلوم کر لیا ہو گا کہ کیا واقعات مجھ پر گزر رہے ہیں۔ اور نا لیا
 اب مجھے کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ وہ سب سے
 پہلے تو جا کر ناشتہ لایا اور میرے سامنے بیچ پر رکھ کر کھانے پر اصرار
 کیا۔ اگرچہ ہم دونوں نے لکھنا شروع کیا لیکن اس شہسے فیر کی وجہ
 میری آنکھوں نے ناشتہ سے زیادہ میری خدمت کی۔ اور جب
 میرا قصہ سننے کے لئے تیار ہوا تو اس وقت میری حالت بہت کچھ
 درست ہو گئی تھی۔ اس وقت میں اپنے آپ کو بہت کچھ قابو میں
 لاکھتا تھا۔ اور مجھے اپنا مستقبل زیادہ تاریک نہیں معلوم ہوتا تھا۔
 جو کچھ واقعات گزرے تھے وہ میں نے اس سے من و عن
 بیان کئے۔ اور بالکل اس طرح سے مجھے کوئی اپنے ہر دن اور ہر
 روزگ سے بیان کرتا ہے۔ لیکن میں نے اسے اور تھوڑا کچھ نہیں
 دیکھا یا۔ کہ میرا دل گواہ نہیں کرتا تھا کہ اس پر کسی غیر کی نظر
 پڑے۔ میں نے چھرت چند واقعات بیان کر دیئے جو کہ
 میں لکھ رہا تھا۔ وہ شخص میری تھوڑی سی چاب مستی
 میں اپنا تمام بیان ختم کر دیا۔ لیکن یہ معلوم نہ کہ وہ میر
 بات پر پڑے ہوئے ہے۔

پہلے فقیر نے مجھے صبر و استقامت کی نصیحت کی اور بتایا
 کہ امیر رکھو کہ تم اپنی کمزوری سے بھائیوں کو غرور و تکبر دے
 اور ان کے تمام مشورے کو خاک میں ملا دو گے۔ میں نے اس سے
 درخواست ہی نہیں کی تھی کہ اس لئے مجھے خود بخود اس بات کو

ہا کہ وہ حتی الامکان بلا تاخیر ادبیت کی خادمہ سے اس جگہ کا پتہ
 نوم کر دے گا جہاں اس مظلوم کو بھیج کر قید کیا گیا ہے۔ اور یہی وہ
 ہم ترین بات تھی جو میں معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ہر کام بڑھے پھر کے
 نے بہت آسان تھا کیونکہ وہ عورت اس کے مندر میں اکثر آیا کرتی
 تھی۔ اور چونکہ اس گھر میں گزشتہ رات کو عجیب غریب اوقات
 گزرے تھے اس لیے ضرور ہے کہ وہ عورت آج مندر میں
 ملے۔ بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو۔

اب یہ بات رہی کہ میں دن بھر کیونکر اور کہاں کا ٹون تو
 میں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ قریب کے ایک محلہ میں آج ایک
 عامی میلہ ہوگا۔ اور چونکہ میں گئے اب تک اس قسم کے میلے ٹھیلے نہ
 دیکھے تھے اس لیے اس نے مجھ پر زور دیا کہ میں وہاں جا کر دل بہلاؤں
 راول نہیں جانتا نا کہ کہیں بھاؤں کیونکہ کسی جگہ یا گوشہ تنہائی
 میں بیٹھ کر اپنی فجو بہ کے خیال سے لطف اٹھانا میں زیادہ اچھا سمجھتا تھا
 ریلوے کے خیال دوسرا تھا۔ اور اس نے مجھے اس قدر ترغیب اس
 محلہ میں چلنے کی دلائی کہ میں نے بادل نا خواستہ منظور کر لیا۔
 ہر حال اس وقت میری طبیعت بہت زیادہ ہلکی ہو گئی تھی اور
 اس سے رخصت ہو کر روانہ ہوا۔ میں ابھی مندر کے زمینہ کی بیشمار
 سیڑھیوں سے اترنے ہی نہ پایا تھا اور ابھی تقریباً چوتھ سات سیڑھیوں
 پر تھی کہ میں نے اپنے پیچھے جھاڑیوں میں کسی چیز کے حرکت
 کرنے کی آواز سنی اور جیب میں وہاں سے گزرا تو مجھے معلوم ہوا کہ
 جھاڑیوں میں کوئی شخص چسپا بیٹھا تھا۔ اور اس کی نظر میں مجھ پر پڑی

تھیں۔ بہر حال میں وہاں ٹرک نہیں درستی معمولی۔ فٹار سے بڑا
 چلا گیا۔ لیکن میں بہ ضرورت کوں گیا کہ اس واقعہ سے مجھے کسی قدر بہرہ
 فہم در پیدا ہوئی۔ مجھے وہ اتفاق یاد تھے جو ادیتو کے ہائی نے چیتے دے
 کئے تھے۔ اور نہ میں ان نظروں کو بولا تھا جن سے اس سے مجھے سوت
 دیکھا تھا جہاں وہ میرے رخصت ہونے کے بعد اپنے مکان میں دف
 ہوا تھا۔ اب مجھے خیال گذر کہ شاید وہ لوگ میرے حالات کوئی نہ
 گاتھہ رہے ہیں۔ کیونکہ میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا
 جب میں وہاں سے سڑک پر پونچر جانے لگا تو میں نے کو
 مرتہ سڑک دیکھا کہ کہیں میرے پیچھے تو کوئی شخص نہیں لگا ہوا ہے
 اور ایک مرتبہ میں نے کسی شخص کو نقل و حرکت کرتے ہوئے م
 رکھا۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ کوئی آدمی تھا یا جانور۔ لیکن مجھے شبہ ضر
 پیدا ہوا۔ اور اب میں نے ارادہ کر لیا کہ جلد جلد قدم بڑھا کر شہ
 زیادہ آباد اور گنجان حصہ میں پہنچ جاؤں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص
 پیچھے لگا ہوا ہے تو ان بازاروں اور گلیوں میں جہاں آدمیوں
 کثرت ہوگی نظروں سے اوجھل ہو جانا چند اں مشکل نہ ہوگا۔
 اور یہی صورت میرے پیکر نکل جانے کی تھی۔ بس میں اپنے دل سے
 تبدیل ہڈیے فقیر کا فکر یہ ادا کرنا ہوا اس طرف روانہ ہو
 جس طرف اس نے مجھے پہلے کا پسہ بتایا تھا۔ اور میں نے پھر
 سرگرد نہ دیکھا۔

نقریہ پانچ گنشتہ تک تیز روی کے ساتھ چکر میں پک پک
 جہاں تک میٹر کی توفیق تھی۔ اور توڑی دیر بعد تو اس قدر آواز نہ

کہ وہ بیوی کی وجہ سے آگے بڑھنا مشکل تھا۔ میں کئی سڑک سے
 رازہ اُدھر آ گیا۔ اور غائب ہو جانے کی میں نے ہر ممکن تدبیر اختیار
 کی۔ جب میں نے سمجھ لیا کہ اب میں تعاقب کر بنوائوں کی رسائی
 ہے یا ہر ہوں تو میں کہتا کہ انہوں نے ایک دکان میں گھس گیا۔ کیونکہ اب
 پھر کچھ وقت ہو گیا تھا۔ اور وہاں بٹھو کر میں نے خوب سیر ہو کر
 ناگہا کیا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آئندہ کوئی ناگہانی واقعہ کس وقت پیش
 پائے گا۔ اس لیے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ گھانا گھانا کر اپنی طاقت
 دل کر لیا ہے۔

میں اس دوکان میں بہت عرصہ تک بیٹھا رہا۔ اور اس مجمع کو
 میرے سامنے سے گزر رہا تھا خوب دلچسپی کے ساتھ دیکھتا رہا۔ اس
 مجمع کا ہر شخص خواہ وہ بچہ ہو یا بوڑھا۔ مرد ہو یا عورت اپنے بہترین
 لباس میں نظر آ رہا تھا۔ ہر شخص کا لباس رنگین اور ہر کردار تھا۔ اور
 سلف رنگوں کے ملانے میں خوب سلیفہ شکاری۔ یہ کام لیا گیا
 ۔۔۔ سب سے زیادہ خوشن لباس نوجوان تانکھڑا لڑکیوں کا تھا۔
 پچھلے واقع کے لیے لڑکیوں کے والدین اپنی آمدنی کا ایک بہت بڑا
 حصہ لباس پر خرچ کر دیتے ہیں۔ الغرض جمالیاتی لحاظ سے یہ مہلہ
 دوسرے نظر ہو رہا تھا۔

عرصہ دراز ہوا کہ جا پانیوں نے یہ نظریہ قائم کیا تھا کہ لڑکی
 ہر دیش پہرہ بدلتی ہے کی نظر نہیں ہے اسبق قدر خوشن اور ہونا چاہیے
 تھو کہ وہ خود انساؤں کی نظروں میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے
 ہر میلے پٹیلے زکریا شریب اور ہنسی خوشی میں گزر رہے ہیں۔ اور

ہر سال کسی بڑے یا نہ بھی قریب کی بنا پر منعقد ہوتا ہے۔ اور ایسے
 موقع پر جیسا کہ اب تھا یعنی جبکہ دیوناؤں کی سورتیاں جلوس کے
 ساتھ بازاروں میں لے لی جاتی ہیں تو میلہ کھارینوال کی صورت
 اختیار کر لیتا ہے اور تمام بازاروں سے کھجوریں بھر جاتے ہیں۔
 آج کل کا نام بھی اسی قدر صاف ستھرا ہے اور آراستہ
 چراغوں سے ہیں ٹرن ٹاشاٹی۔ الیہا سلام ہوتا تھا کہ ان کے لوگ
 ایک ایک کچہرے سے مکانات کی تزیین دیکھنا شروع میں مصرعے
 بہت سے دیوناؤں کی چٹوں پر چبوترے بنائے گئے تھے جن پر
 بیٹکار لوگ ٹاشا دیکھتے تھے۔ اور ہر مکان کے گوشوں میں سفید
 سرخ رنگ کی کھنڈی تیندلیں آویزاں تھیں۔ جس راستہ سے
 جلوس گزرتا تھا اس راستہ کے دو طرف مکانات منظر عام کے
 آہوں دیئے گئے تھے۔ اور اکثر دیوناؤں کی پشت پر قیمتی سنہرے پرش
 نصب کئے گئے تھے۔ جن کے سامنے حسین و جمیل لہڑیاں ہزاروں
 وضع کے سنگار کئے بیٹھی تھیں۔ بہت سے پردوں پر اس قدر
 کام بنایا گیا تھا کہ انسان دیکھ کر حیران ہو جاتا تھا۔ درود لیا اور
 یگین چلنیں اور پردے آویزاں کر کے ہر مکان کو دہن بنادیا
 گیا تھا۔ تمام مکانات آدمیوں سے کھجوریں بھرے ہوئے تھے کیونکہ
 ایسے مواقع پر مکان داروں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان تمام چیزوں
 و اقارب کو جو شہر کے دوسرے حصوں میں رہتے ہیں
 توڑی دیر بعد بچے خیال آیا کہ جس جگہ میں بیٹھا ہوا ہوں دہا
 ایک دوسرا گھر نہ راہر د بیٹھا چاہتا ہے۔ اس لئے میں مجبور ہو

بن سے اٹھا اور سڑک پر چلا آیا۔ جا پانوں کا مجمع ایسا بد تمیز نہیں
 رہتا جیسا کہ ہندوستانیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ یہاں ہر شخص بدرجہ
 امت خلق و سرودت سے پیش آتا ہے۔ دھکم دھکا نام کو بھی نہیں
 لایا جاتا۔ اسلئے جی چاہتا ہے کہ مجمع کے ساتھ ہو کر گزرے۔ اور
 ہر روز اتفاق سے لوگوں کی مسرت و شادمانی اس قدر عام تھی کہ
 ہر شخص کا پتہ بھی پتہ ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ اور ان کے شکستہ
 ہنر چہروں کو دیکھ کر ہر شخص کو منہ پر ہنسی پڑتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد شور و غل کی آواز میں سستانی دینے لگیں جس سے
 فوج ہوا کہ وہ شاندار جلوس آ رہا ہے۔ میں بھی دیگر لوگوں کی
 طرح سڑک کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس وقت ہر شخص چشم
 انتظار بنا ہوا تھا۔

سب سے پہلے کچھ دُور فاصلہ پر تیس تیس فٹ لمبے بانٹوں
 جھنڈے دکھائی دیئے۔ جن پر سفید سوئی کپڑے کے پرچم لہرا رہے
 تھے اور ہر جھنڈے پر اس دیوتا کا نام لکھا ہوا تھا جس کا وہ جھنڈا
 ہے۔ یہ گویا جلوس کا مقدمہ تشکیل دیتا تھا۔ اس کے بعد دو بہت ہی بڑے
 بے ڈھول نو دار بھڑے۔ ہر ڈھول کو گھارہ گھارہ آدمی اٹھائے
 تھے۔ ان کے پیچھے اور آدمی تھے جو نے نوازی کرتے آ رہے
 تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے کچھ لوگ ابلے تھے جو حق جنتی بجاتے
 چلتے تھے۔

ایک شخص نے جو میرے قریب کھڑا تھا مجھ سے جا پانی زبان
 ن اس جلوس کے متعلق کچھ کہا۔ لیکن میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ لیکن جب

میں نے چینی زبان میں بات کی تب مجھے معلوم ہوا کہ وہ شخص چینی زبان ہی جانتا ہے۔ اور اس نے ازراہ عنایت گزرنے پر جلوس کی تمام تفصیلات مجھ سے بیان کیں۔

اس کے بعد ایک عظیم الجثہ کتے کی ہیبت انگیز مو رتی نمودار ہوئی۔ یہ کتا دیوتا کا لگتا تھا۔ جسے ایک درجن آدمی اٹھائے ہوئے تھے۔ میرے دوست نے مجھے یہ تمام باتیں بتائیں۔ اس کتے کے بعد تین بلیے بلیے پرچے دکھائی دیے۔ یہ پرچے کھائے اس قدر بلیے اٹھن تھیں کہ ایک ایک پرچے کو تیس تیس سے زیادہ آدمیوں کی جماعت اٹھائے ہوئے تھی۔ ان کے ساتھ ساتھ شہر مذہب کے چند فقیر بھی سواریوں میں بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے۔ اس کے بعد سب سے پہلی قدمیں متحرک رہتے نمودار ہوئی جس میں چار کھڑکیاں تھیں۔ یہ گویا ایک عظیم الشان چوبی تھا جس کے نیچے پیتے لگے ہوئے بستے تھے۔ اور اسے پچاس دردی دار نفر کھینچ رہے تھے۔ یہ رتہ سیاہ رنگ کی جھریلوں کا بنا ہوا تھا۔ جس پر بہت لٹا سٹنہرا کام ہی پٹا ہوا تھا۔ اس رتہ کے کھرو پر ایک طلائی نقش نصب تھا جس کے دونوں بازو پہلے ہوئے تھے۔ رتہ کے اندر کسی قدر تاریکی تھی اور اسی تاریکی میں ایک دیوتا کی مو رتی دکھائی ہوئی تھی۔ اس رتہ کے پیچھے دیوتا کے کھانے کی میز اور طلائی ظروف بھی تھے۔ جنہیں حمال سروں پر اٹھائے ہوئے تھے۔

لیکن جلوس کا وہ حصہ جہاں تمام مجمع بڑے شوق سے انتظار

کر رہا تھا اور جس کے لیے ہر شخص کی آنکھ چشم انتظار بنی ہوئی تھی
 وہ یہ رہتا نہیں تھا۔ نہ مقدس گھوڑے تھے، نہ مقدس مہنت تھا۔
 بڑی شان کے ساتھ اپنے رہنے میں سوار آ رہا تھا۔ اور نہ وہ
 یہی باشتو بکاری تھے جن کی تعداد کثیر آ رہی تھی۔ نہ وہ برچھا
 دار تھے، نہ اعلیٰ درجہ کے لباس پہنے ہوئے راکیاں تھیں جو ادب کی
 بالکیوں میں سوار آ رہی تھیں۔ یہ سب جلوس کے چشم و خدمت تھے۔
 جن جس کا انتظار ہر شخص کر رہا تھا وہ غالباً جو بنی مکانات تھے جنکے
 بچے پیٹے لٹب تھے۔ ان میں دیوتاؤں کی مور پٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔
 اور ان دیوتاؤں کو اس قدر مقدس اور جلیل القدر خیال کیا جاتا
 تھا کہ جن اوزاروں سے اس علاقہ میں کام لیا جاتا تھا وہ بھی ان
 دنوں میں احترام کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ ایک رہنہ بنش کے
 نئے مخصوص تھا جو شادی بیاہ کی دیوی ہے۔ دوسرا رہنہ دولت کی
 دیوی کا تھا جس کے چادر میں سات دیوتا رہتے تھے۔ ایک رہنہ
 بن جنگو سوار تھی جو فتح و ظفر کی لکھ ہے۔ اور پیشہ دروہ کے
 وزاروں میں ایک ہتوڑا۔ ایک آری اور ایک کلھاڑی رکھے

ہوئے تھے۔

ان عالیشان رہنوں کے نیچے خوبصورت پیٹے لٹب تھے جنہر
 نمایت عمدہ گھدائی کا کام بنایا گیا تھا۔ رہنوں کو ہر طرف خوبصورت
 ہر دوں سے جن پر اعلیٰ درجہ کا زرد و زکام تھا سپایا گیا تھا۔ ہر طرف
 چاندی اور سونے کے پھولوں کے بار لٹک رہے تھے۔ ہر رہنہ پر
 یک زرد و زکام تھا ہوا تھا۔ شاہیانہ زمین سے پندرہ فٹ

اونچا ہوتا تھا۔ اور ہر رات کے گرد ایک وسیع چوڑی چوڑی چوڑی ہوتا
 جیسر پچاس یا اس سے بھی زیادہ آدمی مختلف قسم کے تاشے کو
 چلے آتے تھے۔ ان میں زیادہ تر گانے بجانے والے لوگ تھے
 اور ایکڑ تھے۔ رات کے وسط سے ایک بہت لمبی کئی چوڑی پر
 اس طرح کئی ہوئی تھی جیسے کسی جہاز کا مستول ہوتا ہے۔ اور
 مستول کی ہوتی پر اس دیتا تھا کہ بت یا اسکا نشان نصب ہوتا
 چکے نام کا وہ رات سمجھا جاتا ہے۔

ان عجیب غریب راتوں کو سبیا رنگ کے بیل کہتے ہیں
 سفید اور سرخ رنگ کی جو لیں بڑی ہوتی ہیں۔ عام وہ بیلوں
 ان کے کہتے ہیں عجیب غریب قسم کے لباس پہنے ہوئے بہت
 آدمی ہی لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو رات کو کہتے ہوئے جا پانی ز
 میں دیوتاؤں کے بہن گانے چلتے ہیں۔ اور ایک خاص قسم کے
 نہ ہی نعرے لگاتے ہیں۔ جو رنگ بہت بہت ہمارے ہونے
 اسلئے ان کی ریتا بہت سنست ہوتی ہے۔ اور وہ جو
 کڑے ہوتے چلتے ہیں۔ جنہاں رات کڑے ہو جاتے ہیں اور
 سازندے، ایکڑ، رقاہ اور گوتے جو بڑے کد اور قیمتی لباس
 میں ہوتے ہیں اپنا اپنا کام تاشا بوں کو دکھانے لگتے ہیں
 بعض راتوں کے چوڑے بہت سی "جیتا" رجا پانی طوائفیں
 عورتیں ہی جمع ہوتیں۔ جن کے لباس بھی عجیب و غریب اور ہاذہ
 نظر آتے۔ جب یہ عورتیں اپنا ناچ گانا دکھاتی ہیں تو ہر طرف سے
 واہ واہ کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ ان عورتوں کی شہرت دور دور کا

بچ گئی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کو نہایت ہی
 پاپا کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ جب وہ بالکل پختہ ہوتی ہیں
 تو ان کو تعلیم کے لیے ایک خاص مکان میں رکھا جاتا ہے۔ اور ان کے
 اوصاف، آوازوں، اور ذاتی خصوصیات کو زہد اور نیکوئی میں کوئی
 متہ فراغت نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد جب وہ اپنے پیشہ
 بخوبی ماہر ہو جاتی ہیں تو وہ نہ صرف دیہاتوں کی طرح تابع سلطنت
 بلکہ وہ اس قدر دلکش آواز سے گاتی ہیں اور اس قدر خوبی سے
 تار و باب بجاتی ہیں کہ فرشتے ہی وجد میں آ جاتے ہیں۔
 وہ انہیں وہ اعلیٰ درجہ کی حاضر جواب اور خوش مزاج ہوتی
 ہیں۔ وہ اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ہوتی ہیں۔ اور جاپان کا قومی کھیل
 بن "تو وہ اس عمدگی اور ہنرمندی سے کھیلتی ہیں کہ دل بہا لیتی
 ہیں۔ انہیں ان حسن و شوں کی دلی خواہش ہے ہوتی ہے کہ انہیں کوئی
 چاہنے والا مل جائے جو ان کے مالکوں کو ان کے بالخصوص مقبول
 ست دیکر انہیں اپنی بیوی بنائے۔ وہ درحقیقت اس حسن و نشانہ
 رگی سے تنگ آ جاتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ گھر باری ہو کر عزت
 ساتھ زندگی بسر کریں۔

جب تمام کھیل تماشے ختم ہو چکے اور آخری ہمارے ہر دار جو جلوس
 پہنچے تھے وہاں چکے۔ تو میں اپنے ساتھی کی طرف منوجہ ہوا جس نے مجھ سے
 میں نے تمام تفصیلات بیان کی تھیں۔ اور اس سے درخواست کی کہ
 میرے ساتھ کسی دسڑان میں چل کر کھانا کھائے۔ میری دعوت اس نے
 ٹھکر لی۔ ایک دوکان میں جا کر ہم دونوں نے کھانا کھایا اور قریب

دو گنٹہ تک ہاتھ کرتے رہے۔ میری عین خواہش یہ تھی کہ کوئی شخص ایسا لے جس کی صحبت میں کچھ دیر تک دل بیٹے۔ اور اسکو اس بات کی خوشی تھی کہ وہ ایک مہندہ ستانی سے اپنا تہادہ منانات کو لے رہا تھا۔ الفرض ہم دونوں عرصہ دراز تک اہم کر کے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے مگر مجھے یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کون ہے۔ یا اسکا کیا نام ہے۔

اب چونکہ وقت زیادہ گزر گیا تھا تو میں نے چاہا کہ بڑے فیر کیوڑی سے ہا کو ملوں اور اس سے معلوم کروں کہ دن میں اُسے ادیتو کی نسبت کچھ معلوم ہوا ہے یا نہیں۔ یہ معلوم کرنے کے بعد میرا ارادہ یا کو ہاتھ مارے گا نہیں تاکہ میں اپنی بیماری کا علاج کر کے لو کیو آتا تھا۔ میں نے آج ہی کئے آسان کے پنجے شب بسر کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ کیونکہ فی الحال میں اپنی خبریت اسی میں سمجھتا تھا کہ کسی شخص کو میرا پتہ نشان معلوم نہ ہو سکا پہلی شب کو صرف پھر دوں کی وجہ سے کسی قدر تکلیف ہوئی تھی۔

اب میں بہان سے روانہ ہوا تو راستہ پر لکڑا اور کسی طرف چلا گیا۔ اور جب میں سڑک پر پہنچا تو دن چہپ کہ کافی اندھیرا ہو گیا تھا لیکن میں دیرانہ آگے بڑھا۔ صبح کے وقت جو کھانا پیچھے پیدا ہوا تھا اٹھ نہیں تھا۔

جب میں سڑک کے درمیان میں اس جگہ پہنچا بہان دو طرفہ دیو دار کے درختوں کا جنگل شروع ہوتا تھا اور میرے چاروں طرف پتوں کی وجہ سے تاریکی چھا گئی تو میں نے اپنی رشتہ

قدرت رکھنے والی کہ دڑنے کے قریب ہو گیا۔ میں چاہتا تھا کہ
 تاجلہ ان درختوں کے نیچے سے گزر جاؤں۔
 لیکن ماویہ و تاریکی شے ہی میں نے دیکھا کہ چند آدمی سڑک کے
 دونوں طرف سے میری طرف دڑے۔ اگرچہ میں کو دکر آگے بڑھ
 جیسے کہ شکاری کتوں میں ہنس کر ہرن چوڑی برتا ہے۔ لیکن
 تاجلہ سود ثابت ہوا کہو کہ مجھے فوراً بھٹ کر رہیں کے قریب
 آکر لپٹ گئے۔ جن کی گرفت انتہا درجہ کی آہنی واقع ہوئی
 میں نے اپنی بوری طاقت سے جدوجہد کی اور چوسنے کے لئے
 کچھ ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر ایک ہی پیش نہ گئی۔ اس وقت
 جو بہت زیادہ جذبہ آقا تو میں نے ایک طرف کے آدمیوں کو
 دبا۔ مگر عین سیونٹ ایک شخص نے "جیو جینو" کے ہنر سے
 ی مشکلیں کس لیں۔

میری جیب میں جو پتوں تھا اس میں سے میں نے کارڈس
 لیے تھے۔ اس لیے وہ اسونٹ بیکار تھا۔ باہمہ مجھے یقین تھا کہ
 اپنی خدا داد طاقت سے کام لیکر ان سب کو مار بیٹھاؤں گا۔
 اسی اثنا میں ایک شخص نے جو مقابلہ اوروں کے کسی قدر زیادہ
 شہار تھا پیچھے سے آکر میری گردن میں پالشی ڈال دی اور چٹکا دیا
 ری آئیں! ہر نکل آئیں۔ اور میں پیچھے کی طرف گرا۔ اور بے بس
 جب زمین پر گرا تو مجھے اس قدر نو معلوم ہے کہ چند آدمی میرا
 پتہ گھٹنوں سے دبائے پھر بیٹھے تھے۔ مگر اسکے بعد میں قطعی ہوش
 ماور مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوا اور وہ کون کون تھے۔

باب پندرہواں

قیدی

اس واقعہ کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک تاریک مکان میں جو غالباً تنہا نہ تھا ایک چٹائی پر تنہا پڑا ہوں۔ یہ مکان کسی قید خانہ کا تھا نہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن تاریکی کی وجہ سے میں پوری طرح کچھ نہ معلوم کر سکا میں آنکھیں کھولے تو بڑی دیر تک یوں ہی پڑا رہا اور مجھے کچھ خیال نہیں تھا کہ مجھے کیا واقعہ گزرا۔

جب میرا دماغ کس قدر صبح ہو گیا تو اس وقت مجھے کچھ خیال آیا کہ مجھے کس طرح نصف درجن آدمیوں نے سڑک کے نیچے میں حملہ کیا تھا۔ اور مجھے کس طرح پالنی ڈال کر گرفتار کیا گیا۔ مگر اب بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ باہر واقعہ بہت مدت کا ہے۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ مجھ سے کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ اس جگہ سے کاسب کیا تھا۔

سب سے پہلے مجھے اپنے اختیار کی طور پر اذیتوں کے دیے ہوئے نوپے کا خیال آیا۔ مگر وہ میں نے بدستور اپنے پاس مسینہ پر لٹکا پایا۔ اسے کسی نے نہیں جھوا تھا۔ میں سخت حیران ہو رہا تھا کہ میں کہاں ہوں۔ پہلے میں نے احتیاط کے ساتھ اپنا دہنا ہاتھ دھوا۔ اور ٹوال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ میں ایک موٹی چٹائی پر پڑا ہوا

ان۔ اور وہ چٹائی پتھر کے فرش پر بھی ہوئی ہے۔ اسکے بعد
 نے اپنا باباں ہاتھ پھیلا کر ٹوٹا تو میرا ہاتھ ایک سنگین دیوار
 لگا۔ چوٹک سنگین دیوار میں اور فرش جا پان میں ایک پٹر موٹی
 زبیں ہیں اس لئے میں سمجھ گیا کہ اس وقت میں کسی قید خانہ
 میں ہوں۔ اور چوٹک کوٹری میں سے ایک خاص قسم کی بدبو آ رہی
 ہے۔ اس بے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ جس کوٹری میں مجھے قید کیا
 وہ زمین کے نیچے ایک تنہا ہے۔

جب میں نے جب میں ہاتھ ڈاکر اپنا پستول تلاش کیا تو وہ
 نہ تھا۔ لیکن جو رقم اور جو کا غذا اس میری جیب میں تھے وہ
 متور تھے۔ علاوہ ازیں میری گٹری اور میرا چاقو بھی موجود تھے
 تیرہ تک اس کمرہ میں تاریکی پھائی رہی اور اس اثنا میں میں
 بہ حالت اور اپنی پونڈیشن پر نوکرتا رہا۔ اپنی حالت کا اندازہ
 نے بہت آسانی سے ہو گیا۔ میرے سر میں درد تھا اور گڈی میں
 درد بھی تھا۔ لیکن کیجگہ کوئی ضرر نہ پہنچا ہوا تھا۔ اب
 پونڈیشن کا حال تو اب وہ کوئی راز کی بات نہیں رہی تھی۔
 صاف معلوم ہو گیا کہ اوپنٹو کے ہائیوں کو اس قدر اختیار است
 سل ہیں کہ انہوں نے مجھے گرفتار کیا ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ
 انہوں میں یہ کارروائی کی گئی ہے۔ ہر حال خواہ کوئی عذر
 لیکن اس گرفتاری سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جب تک وہ جبر
 نہ دیا و غیب و تخریص سے اپنی بہن کی شادی نہ کر لیں اس وقت
 وہ مجھے قید میں رکھیں۔ اور اگر ان دونوں ہائیوں کو اس قسم کے

اختیارات حاصل نہیں ہیں تو ضرور ان کی مدد اس کام میں اس
 رقیب و دشمنیہ نے کی ہوگی جس سے انہوں نے اوتھتو کی
 شادی کرنا توڑ کیا ہے۔ الغرض خود انہوں نے ان کے بنوئی
 نے گرفتار کر کے مجھے اس قید خانہ میں ڈالا ہے۔

اب رفتہ رفتہ کمرہ کی تاریکی کیقدر بگنی ہوئی۔ اور میں رفتہ
 رفتہ اپنے قید خانہ کے حدود معلوم کرنے کے قابل ہوا۔ یہ کمرہ
 چنداں بڑا نہیں تھا۔ جہانک میں اندازہ کر سکا اس کا طول دس
 فٹ اور عرض زیادہ سے زیادہ چھ فٹ ہوگا۔ کمرہ کی پست مچال
 تھی۔ اور اس قدر پچی کہ میں صرف کمرہ کے وسط میں سیدھا کھڑا
 ہو سکتا تھا۔ لیکن کمرہ کے دوسرے سرے پر جگہ کسی قدر کشادہ تھی اور
 وہاں کی پردہ کی دیوار ہی تقریباً سولہ فٹ بلند تھی۔ اس دیوار
 میں ایک کمرہ کی تھی جس میں لوہے کی سلاخیں نصب تھیں۔ یہی وہ
 جگہ تھی جہاں سے روشنی اور ہوا اس کمرہ میں آ سکتی تھی۔
 صبح کی روشنی میں جو نہی مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میرے غمگین
 دل نے خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ میرے نزدیک یہاں سے فرار
 ہونے کا ذریعہ بھی ایک کھڑکی تھی۔ سب سے پہلا کام جو میں نے
 کیا وہ یہ تھا کہ اپنی چٹائی کو اُدھیرا۔ اور اس رخسہ میں میں نے
 پٹا بچا تو اور نقدی اور وہ دونوں خط جو دینا میں مجھے سب سے
 زیادہ عزیز تھے۔ سٹیشن دیئے۔ اسکے بعد جب اسطرت سے مجھے
 طمیان ملی جو گیس میں نے کر دیا تھی اور سو گیا کیونکہ مجھے
 سو قوت نیند کی ضرورت تھی۔

چند گھنٹہ بعد آہنی دروازہ کے کھلنے سے جو کیتھدر شور پیدا ہوا
 ہری آنکھ کھل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اس دروازہ کے
 - بن حصہ میں ایک سٹکن ہی لگی ہوئی ہے اور اس سٹکن کے
 نے سے دروازہ میں ایک چوٹی سی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ اسی
 ٹی سی کھڑکی میں سے کسی شخص نے کھانے کی ایک ہالی اندر
 نکل کی۔ اس میں دو نوکدار لکڑیاں ہی رکھی ہوئی تھیں جن سے
 رو جا پاتی کھانا کھاتے ہیں۔ کھانے میں صرف چاول تھے۔ اور
 قدر لذیذ ہی تھے۔ اور چونکہ اس وقت مجھے اشتہا ہی خوب معلوم
 ہی تھی۔ اس لیے میں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور بہت
 ی وہ برتن خالی کر دیا۔ جا پان کے لوگ عموماً کم خور ہوتے ہیں
 ۔ لیے میرا کھانا بھی نا کافی تھا اگر قید خانہ میں رہ کر میں اس سے
 و نفع ہی نہ دیکھ سکتا تھا۔

گیارہ بجے دن کے قید خانہ کا دروازہ کھلا اور دو داروڑ اندر
 ل ہوئے ان میں ایک شخص نے جا پانی زبان میں بھرے
 ات کی جے میں بکھ نہ سکا۔ اس لیے اس نے مجھے اشارہ سے
 ساتھ چھنے کو کہا۔ میں نے تمیل کی۔ ایک طویل چھتہ جسے گزر کر
 میں ایک طرف اسی قسم کی کھڑکیاں بنی ہوئی تھیں۔
 میں نے قید کیا گیا تھا۔ ہم ایک سنگین زمین سے نیچے آئے۔
 میں ایک آہنی دروازہ لگا ہوا تھا۔ یہ بھی کھولا گیا۔ اور ہم باہر
 اسکے بعد چند دیگر تنگ راستوں سے گزر کر مجھے ایک جگہ لایا گیا
 معلوم ہوتا تھا یہاں ایک بلند چوڑا ہر تین ابراہیم بنے ہوئے تھے۔

وہ شخص نہج میں بیٹھا تھا وہ قایما ان کا افسر تھا۔ وہ ہم پر تو
 کے بغیر بیٹھا لکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے وقتاً اپنا سر اٹھایا اور
 طرف دیکھ کر چینی زبان میں دریافت کیا کہ :-
 افسر :- آپ ہی کا نام حسن علی ہے :-

میں :- جی ہاں ! میں چاہتا ہوں کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ اس قدر
 دہریزی کے ساتھ مجھے کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اور مقدمہ
 چلانے بغیر مجھے قید خانہ میں کیوں ڈال دیا گیا۔

افسر نے میرے ان سوالات کا جواب دینے سے پہلے
 اپنے کاغذات دیکھے اور تھوڑی دیر تک ورق گردانی کرتا رہا
 جو وقت وہ افسر کام میں مصروف تھا اس وقت میں نے ابراہیم
 دیکھا۔ میرے اچھے ہی کچھ آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے
 ایک شخص میری طرف ٹھہری نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اسے
 دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ وہ اوتیسویں کا وہی بھائی ہے جس سے
 رات کو میرا مقابلہ ہوا تھا۔ جب میں نے اس شخص کی طرف دیکھا تو
 اس نے منہ چپانے کی کوشش کی۔ اس کی نگاہ میں شرارت آمیز
 کامیابی کی جو جھلک نظر آتی تھی اس سے میں فوراً سمجھ گیا کہ جو کچھ
 خیال کیا تھا وہ صحیح ہے۔ یعنی اسی شخص کی وجہ سے میں گرفتار
 قید خانہ میں ڈالا گیا تھا۔

اس وقت نہ میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں نہ پاؤں میں
 پیریاں۔ اور نہ کوئی سپاہی مجھے پکڑے ہوئے تھا۔ اگر میں چاہا
 تو جیسٹ کو اس مرد کا منہ زنجیر لٹا سکتا لیکن اس دور میں اور مصلحت

نے سمجھایا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہو گا اور تمہیں ضرورت ہے فوراً
 اہم کرنے کی۔ اس سے میں نے اس طرف سے منہ پھیر لیا اور اس افسر
 کی طرف دیکھنے لگا جس نے میرا نام دریافت کیا تھا۔ اس افسر نے
 بی کاشدات دیکھ کر میری طرف نظر اٹھائی اور کہا:-

فسر:- ابھی تک ہم نے آپ پر کوئی الزام عائد نہیں کیا۔ ہم کو صرف
 اس قدر معلوم ہوا ہے کہ کچھ دنوں سے آپ کی نقل و حرکت کسی قدر
 متبہ ہے۔ اور آپ کا معاملہ ہنوز زیر تفتیش ہے۔ تا وقتیکہ تفتیش ختم
 ہو جائے اس وقت تک ہم آپ کو زیر حراست رکھنے پر مجبور ہیں
 اور آپ چند باتوں کا سچا سچ جواب دیکر ہم پر احسان کریں تو آپ کو
 بہت جلد رہائی مل جائے گی۔

میں:- جناب چونکہ مجھ کو اپنی آزادی بھی عزیز ہے اس لیے میں
 خواست کرتا ہوں کہ جو کچھ دریافت کرتا ہو وہ مجھ سے آپ بہت
 دور یاقت کر لیں میں سچا سچ بتاؤں گا۔

فسر:- آپ یا کہ ہاتھ سے ٹوکیتو روز درہ کیوں آتے ہیں؟
 میں:- آپ کے خوبصورت ہاتھ پر قند کے جھانبات دیکھنے اور یہ
 خوبصورت اور عجیب و غریب شہر ہے کہ اگر میں یہاں دس برس
 رہا ہوں روز درہ آتا رہوں تب بھی نصرت عجا بہات کی سیر
 نہ کر سکتا ہوں۔

افسر نے لفظ بلفظ میرا جواب قبلہ کر لیا۔

مرو:- جب آپ کو گرفتار کیا گیا تو آپ کے پاس سے ایک خودکار
 نول آیا۔ کار تو اس پر آدہ ہو گئی تھی۔ آپ کو ایسے ہتھیار کی کیا

ضرورت ہے؟

میں :- ضرورت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص بچپن سے طرز
تو میں مخالفت خود اختیاری میں اس ہستوں سے کام لوں۔ ابھی
ہی دن گذرے کہ ایک شخص نے مجھے تلوار سے ڈرایا تھا اس وقت
ہستوں نے میری جان بچائی۔

افسر :- آپ کا دشمن کون تھا؟

میں :- میں اس شخص کا نام تو جانتا نہیں۔ لیکن وہ شخص کسی
ایسے خاں ہے۔ اس کا رنگ زرد اور ایک آنکھ میں پاؤں ہے
جو وقت میں یہ کہہ رہا تھا تو میری آنکھیں اوٹھنے لگیں
ہوئی تھیں۔ جو پگھلے میں نے کہا وہ اس قدر سخت بنا کہ اوٹھنے کا
ایسے سن نہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ غصہ ناک ہو کر بولا
شخص :- تم جوتے بیٹے ہو۔

اس کے یہ کہنے ہی سب کی آنکھیں اس کی طرف اٹھ گئیں
ہر شخص حیرت کے ساتھ اس کی طرف دیکھنے لگا۔
میں :- اس شخص کو میرے بھالائے کا کسی قدر علم ہے۔ اس نے
میں کو میری نسبت مثالیہ معلومات ہم پہنچائے تھے۔ اور
امید کرتا ہوں کہ آپ بلند ہیری رہائی کا حکم دیں گے۔
برخاستگی کے ساتھ اس کے حکم کا انتقام کرنے گئے۔ اور
فرط غصہ سے انتقام کا بہائی جو مختلف رنگ بدل رہا تھا اس
خوب لطف ماحول ہو رہا تھا۔

شخص :- مجھے اس شخص کے حالات کا کوئی علم نہیں۔ اس وقت

خیال میرے دل میں آیا تھا وہ زبان سے نکل گیا۔ حضور اس شخص کا بیان قلمبند کر لیں۔

یہ کہہ کر وہ شخص سر پر پاؤں رکھ کر کہہ سے نکل گیا اس کے بعد افسر نے مجھے بعض غیر متعلق سوالات کیے جن کا میں نہایت اخلاق اور شگفتہ پیشانی سے جواب دیا۔ میں جانتا تھا کہ یہ سب کارروائی اور مناظرہ ہی میں شخص دکھانے کے لئے ہے میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی اور شخص ہی ناما ملے ہو۔ جب میرے بیانات قلمبند ہو چکے تو مجھے پر قید خانہ کی اسی ٹری میں پہنچا دیا گیا۔ اور دروازہ احتیاط کے ساتھ بند کر کے در چلے گئے۔

اس کے بعد میں دن بھر اپنی چٹائی پر لیٹا رہا اور جب قدر مجھے لگیا افسر سوا۔ کیونکہ میرا ارادہ رات کے وقت کچھ سخت کام کرنے کا تھا۔

دروازہ کی کھڑکی دو مرتبہ اور کھلی اور اسی قسم کا کھانا کھڑکی سے پہنچا دیا گیا۔ مگر اس کے بعد کوئی شخص اندر داخل نہیں ہوا۔ اور شام ہوئی تو خیال ہوا کہ پہاڑ سادہ دن گنبد رات کے ہوتے ہی بے جوش اور قوت مل میں خوب اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ میں نے تم ارادہ کر لیا تھا کہ رط کا ہوتے ہی میں میدان آزاد می کی طرف قدم اٹھاؤں گا۔

سپیدہ صبح کا میں نے کس قدر بصیری کے ساتھ انتظار کیا بیان میری قوت اظہار سے باہر ہے۔ بعض اوقات میں مایوس

ہو کر خیال کرتا تھا کہ اب صبح کبھی نہ ہو گی اور دنیا میں ہمیشہ ظلم
شب کا دور دورہ رہیگا۔ لیکن وقت وہ چیز ہے کہ کسی نہ کسی طرح
قید خانہ میں ہی کٹ ہی جاتا ہے۔ چنانچہ وہ پہاڑی رات میں کٹ
گئی۔ صبح صادق ہوئی اور کوٹری کی تاریکی کس قدر کم ہوئی
واقعی۔ ص

صبح کرنا شام کا لانا تھا جسے شیر کا

لیکن دن بھگتے سے پہلے ہی میں نے اس پوشیدہ جگہ سے اٹھ
جا تو رکھالا اور اس چٹائی کو طول کی طرف سے سختی کے ساتھ پیٹا
اس کے دونوں سرے میں نے اپنے جوتوں کے مضبوط پا
دیے۔ اس کے بعد میں نے اس پیٹی ہوئی چٹائی کو جھنگل وار کھڑکی سے
نیچے دیوار سے لٹکا کر کھڑا کیا۔ بعد ازاں میں دو چار مرتبہ اچھلا اور اٹھا
دفعہ اس چٹائی کے اوپر دالے سرے پر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے
دھڑا کر دیکھا کہ میرا ہاتھ کھڑکی کے جھنگل تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ پو
دو سلاخیں ہاتھ سے مضبوط پکڑ لیں۔ اور ان کے سہارے سے اوپر
کھڑکی میں سے باہر کی طرف خوب دیکھ بھال کی۔

اول اول تو مجھے کچھ اطمینان نہ ہوا اور میری امید بالخصوص سے بڑھ
کیونکہ میرے پیچھے نفرتیٹا میں ٹنٹ کے فاصلہ پر پانی سے بھرینہ ایک
گہری کھائی تھی۔ جو اندازاً چالیس ٹنٹ کے قریب ہو گئی ہو گی۔ اسکے آ
گاتھ کھائی کا دوسرا بلند کنارہ بنا یا کوئی دیوار۔ جو سطح آب سے تین
ٹنٹ بلند تھی۔ اور اس میں چڑھنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ اور میرے چنا
میں آگاہ میرے اوپر یقیناً پشت پر ستر بول کا پیرہ ہی ہو گا۔ جو کھائی

بہاچی طرح دیکھ سکتے ہوں گے۔ اسے اگر کوئی شخص خندق کے
 سی طرفت چڑھنے کی کوشش کرے گا خصوصاً دن کے وقت
 ورنہ روز پانچروں ان سنترلوں کو دکھائی دے جائے گا۔
 بہت آسانی سے اسے بندوبست کا نشانہ بنا سکیں گے۔

غرض اس قدر معائنہ کرنے کے بعد خیال گذرا کہ قید خانہ سے فرار
 نہ کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ اس خیال کے آتے ہی میرا تمام
 سر پر اٹھ گیا۔ کیونکہ اگر یہ ممکن ہی ہو سکتا کہ میں کھڑکی کی
 ن سلاخیں دور کر کے خندق میں کود پڑوں تو سامنے
 وار پر چڑھنا قطعی ناممکن تھا۔ بغیر دوسرے یہ کام انسان کیلئے
 ناممکن تھا۔ لیکن اب اس کے سوا اسے اور کوئی صورت
 آزادی حاصل کرنے کی نہیں ہو سکتی تھی۔

دوسرا خیال میرے دل میں آیا کہ اگر وہ دونوں وارڈز پر
 شانہ میں آئے تو ان کو اپنی طاقت سے مغلوب کر کے نکل
 آ جائیں۔ لیکن یہ خیال اسوجہ سے ناممکن العمل تھا کہ اگر وارڈز دن
 و شب کر لبتا ممکن ہی ہوا تو قلعہ والوں سے بچکر کیونکر نکلا جاسکتا ہے۔
 نہ جاپانی ہوتا اور بھیس بدل کر نکلتا تو اسکا کسی قدر بچیدار مکان ہو ہی
 تھا۔ لیکن ایک چھ فٹ کا بندہ دستیابی نظر بچا کر ہرگز نہیں
 سکتا۔

غرض اب فرار کی کوئی دوسری صورت نہیں تھی۔ اگر ہی تو یہی
 پور کی کھڑکی کا جھلک توڑ کر خندق میں کودا جائے اور باقی تمام
 خدہ کی مرضی پر چوڑھا جائے۔

کھڑکی میں کل چٹہ سلاخیں ہیں جو پتھر میں سو رخ کر کے چھنا
 نہیں۔ اور چونکہ یہ سلاخیں ایک ایک کے قریب مولا ہیں اس لیے
 سوڑ کر ڈھاتا غنٹ بشری سے ابرہتا۔ پس اب نقطہ ہی مذکور
 ہر ملاح کے بننے سے بذریعہ چاقو پتھر کاٹ دیا جائے۔ اور یہ کار
 کھڑکی سے لٹک کر رہ جائے گا۔

آخر میں میں نے بسم شکر کے چاقو نکالا اور پتھر توڑنے کا کار
 شروع کر دیا۔ خوش قسمتی سے پتھر کسی قدر بوسیدہ ہو گیا تھا کیونکہ
 یہ عمارت کتنی مدت کی بنی ہوئی تھی۔ اور وہ اب اور پارش
 پاز سے سپریم سے پیمادہی مل کر تاشروٹ کیا تھا۔ اس لیے مجھے
 مقصد حاصل کرنے میں بہت کچھ آسانی ہوئی۔

پھر بھی وہ کام بہت مشکل تھا کیونکہ ایک ہاتھ سے سلاخی پکڑ کر
 دیکھتے ہوئے کام کرتا انسان کام نہیں ہو سکتا جس کے وزن کی وجہ سے
 بہت جلد ہاتھ مشکل ہو جاتا تھا اس لئے در فون ہاتھ تھوڑا بہت
 تھمے۔ یہی دسے ہاتھ سے ڈکھانا اور کسی بائیں ہاتھ سے مگر میں دسے
 اس مقصد کے ساتھ اپنا کام کرتا رہا۔

نثر بٹا ایک کھاتہ ایک مسلسل کام کرنے کے بعد میں بالکل تھک گیا
 اور بنی چٹائی کے سرے پر جو اس وقت ستون کی طرح کھڑی ہوئی تھی
 جبکہ دیر تک بیٹھ رہا ہوا۔ اسی طرح میں بار بار ٹٹ اور کام کرتا
 اس قدر اس مقصد کے ساتھ کام کیا کہ میرا چاقو بھی اس گیا۔ مگر چونکہ میرا
 ہر سلاخی کی جھڑ میں بارہا کام کیا تھا اس لیے پانچ بیسے شیعہ کھ
 میں پانچ کی چاروں سلاخیں اٹھا کر دینے میں کامیاب ہو گیا۔

گرمی میں چاہتا تو اسوقت ایک زبردست جھٹکا دیکر ان چاروں
 نوجوانوں کو اکٹھا ڈسکنا تھا۔ مگر میں نے یہ کام دوسری شب پر ملتوی
 کیا۔ اسوقت میں کام کرتے کرتے اسقدر تھک گیا تھا کہ فوراً ٹیبلٹ
 پینے اور سو رہنے کو دل چاہتا تھا مگر ابھی وہ کام باقی ہے جسکا ختم
 ناسخت ضروری تھا۔ اپنی فرس پر سے پتھروں کے ٹکڑے صاف کرنا اور
 فی کمال کر پھانا۔ اسلئے میں نے جلد جلد یہ کام بھی ختم کیا اور پڑ کر سو گیا۔

باب سو و طو ال

”فرار“

مجھے معلوم نہیں کہ لوگ میرا کھانا کھڑکی میں سے کب چھو چکے تھے۔
 ان جب میری آنکھ کھلی تو مارہ بیٹھے ہیں کچھ منٹ باقی تھے۔ یعنی
 پھر کا کھانا آتے سے کچھ دیر قبل ہیں بیدار ہوا۔ اسلئے میں نے
 بیدار وہ کھانا کھا کر برتن خالی کر دیے اور جب وہ پھر کا کھانا آیا تو
 نیوالے کو خالی برتن دیدئے جس سے کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہو۔
 مجھے خیال تھا کہ آج کا دن کوٹری ہی میں گزار جائے گا۔ اور کوئی شخص
 مجھے ہڈتے نہیں آئے گا۔ اور یہی بات میری خواہش کے مشابہت تھی کہ دن کے
 دن کا نہ مادہ حصہ سونے میں صرف کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ جو کام میں رہا
 نہ کر رہا ہو اسلئے کافی تیار ہو جاؤں۔

مگر میرا خیال غلط ثابت ہوا اور میرے پھر کو میری کوٹری کا دروازہ
 پھر کھلا اور وہی دو ذرا دار در پر کمرہ میں داخل ہوئے۔

۱۱۶
بد و سر جھکا یا اور عرض کیا:-

ٹا بہائی :- بجا اور درست ! آپ ہی فرمائیں۔

بھائی :- میری طرف مخاطب ہو کر اداں جناب ہم آجکوار اس
انہ میں بیش برس تک قید رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ نے ہمارا
مانا اور یہی ستر دانہ ڈھنگ رکھا تو ہم ضرور ایسا ہی کریں گے۔
ہمارا قصد اس معاملہ کو اس قدر انتہائی حد تک پہنچانے کا نہیں
تھل شام کو ایک جہاز ہندوستان کو جانے والا ہے۔ اگر آپ
سربراہی کر دوں تو میں آپ کا سامان لاکھ ہاتھ کی دکان سے
مشگواؤں۔ اور آپ کے پہنچنے سے پیشتر ہی جہاز پر بار کر دوں۔
بعد جب وہ جہاز بندرگاہ سے چھوٹ جائیگا تو آپ کو ایک ٹانج
لے جا کر اس جہاز میں سوار کرا دیا جائے گا۔

اپنے خیال میں اس شخص نے مجھ سے بہت بیک سلوک کرنا تجویز
لیکن ابی میں جواب ہی نہ دینے پا رہا تھا کہ چوسٹے بھائی نے جلدی
ہارا۔

ٹا بہائی :- یہ اپنے آپ کو مصیبت سے نجات دلانے کا نہایت
طریقہ ہے۔ اگر آپ جاپان سے چلے جائیں۔ تو تمام کام درست
پائیں گے۔

:- آپ تیسری غلطی پر ہیں۔ اگر میں یہاں نہ آیا ہوتا تو بے آپ کا
ب کی جن کہاں کہہ ہی معلوم نہ ہوتا۔ لیکن اب جو کہ مجھے آپ
سے تعلق خاطر ہو گیا ہے سب گزشتہ نہیں کہ جاپان چھوڑنے کے
دیتے تو کہیں اپنے دل سے فراہوش کر دوں گا۔ جس باتوں کو انسان

چاہتا ہے وہ یاد کر لیتا ہے اور جس باتوں کو دہوتا چاہتے ہیں انہیں بھول جاتا ہے۔ یہ بات آپ کے بھائی نے ضرور سمجھ کر کہہ میں اس وقت سے یاد رکھتا ہوں۔ مگر مجھے خدا نے ہمت دی اور اب معاملہ انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اس لیے اب ممکن نہیں کہ اپنے عزیز سے دستبردار ہو جاؤں۔ اب یہ بڑائی کا فیصلہ جاری ہے مجھے آپ کے اختیار است کا حل معلوم ہو گیا اور بس یہی فیصلہ کرنا ہے کہ پہلا وار آپ نے خوب کیا ہے۔ ابس میں جو وہ ضرورت حال ہے جو میں نے عرض کیا۔ اس کے سوا میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بڑا بھائی ہے۔ دہری طرف تو نثار نکالوں سے دیکھتے ہوئے ہم بالکل میں۔ نشی بالکل۔ آپ بالکل میرے اختیار میں ہیں اور اپنے آپ وہی سرکشی دکھانے جاتے ہیں۔

میں وہ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔

میرے اس حملہ پر اس کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی وہ اپنے فو سے باہر ہو گیا۔ اسکا غصہ کرنا اگرچہ منجھو نہیں تھا کہ اس قدر بڑا نہ انسان دیکھنے کی ماس نہیں لا سکتا تھا۔ اور معلوم نہیں کہ وہ میرے لیے کیا کرتا اگر اس کے چوٹے بھائی نے اس کا بازو پکڑا اسے روکا ہوتا۔

دفعاً اس شخص کا رنگ گر گھٹ کی طرح بدل گیا۔ اور ایک لمحہ میں وہ حالت طبعی آگیا۔ میں یہ عجیب و غریب تغیر دیکر حیران رہ گیا۔ اسے اپنے بھائی سے اپنا ہاتھ چڑایا۔ دہری طرف دیکر وہ مسکرایا۔ "کرہ سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد قید خانہ کا دروازہ بند ہو گیا۔"

ان دونوں بہائیوں کے آنے جانے میں بہت ہی تھوڑا عرصہ لگا۔
 لیکن اس سے مجھے ایک فائدہ ضرور ہو چکا یعنی مجھے اپنے آئندہ ارادوں
 خالق سوچنے کا موقع مل گیا۔ ایک حد تک میرا ہر دھرم بالکل سیدھا
 رہا اور بعد ازاں میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ **خدا**
 کشتی خدا پہ چھوڑے گا۔ کشتی کو تھوڑا دن
 میں بوجوان اور طاقتور رہتا۔ مجھے اپنے نفس پر اعتماد کلی حاصل تھا۔
 نئے میرا دل امیدوں سے مملو رہتا۔

نتیجتاً کہ میں منظر ہمایہ سخت انتہاء کے بعد آیا۔ سپید صبح نور
 کو تھا۔ دیوار کی جھلک دار کھڑکی کسی اندر نظر آنے لگی تھی۔ کہ میں
 دیکھ۔ ایک پادری منٹ کی بات بھی کہ میں کھڑکی کے سامنے کھڑا
 رہا آیا۔ اور اپنی آہنی صلاح کو جس اپنی پوری طاقت سے پہنچ
 تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ صلاح نکل آئی اور میں نے
 ٹی حالت میں خندق کے اندر ڈال دیا۔ اس کے بعد میں نے
 اس کو کشش کے بعد دو سلاخیں اور اکھاڑیں اور خندق میں
 سج پینگد یا۔ اس طرح میں نے چوتھی صلاح اکھاڑی مگر اس کو
 نے اپنے قبضہ میں نہ لے سکا۔ یہ میرے آئندہ کام آتی تھی۔
 اب کھڑکی میں کافی رخسہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنے پیروں
 اپنی ہونٹ چٹائی اور پیچھے اور ہر ہاتھ سے پکڑ کر دھالی۔ دراصل
 فی نہیں بلکہ ایک قسم کا گد پلہ تھا جس کے اندر لکڑی کا چھیلن بہا
 رہا۔ وہ پانی میں ترسکتی تھی۔ اس کے بعد میں نے وہ گد پلہ ہی
 نے سے پانی تکا پھینک دیا۔ بعد ازاں ابھیہ دو سلاخیں پکڑ کر میں

دیکھ کر بھرا اور رفتہ رفتہ کمر کی سی پادری ڈال دیئے۔ اور کمر کی
اند رگس بنایا۔ جب میرا آداباً جم کمر کی کسے اندر تانا میں سے بل کا
پلو بدل بیاتا کہ اپنے ہاتھوں سے زیادہ اچھا کام لے سکوں۔ اسے
میں اس سو راج سے پورا ہوا ہر صحر آگیا اور خندق کی طرف ٹٹک گیا
اور خدا سے مدد کے لئے دعا مانگی۔ ہاتھ چھوڑ دیئے۔ اور سجدہ پا پا
کے بل خندق میں جاگرا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خندق میں پانی بہت گہرا ہو گا۔ کہ
کو دے کے بعد میرے پاؤں زمیں کو نہیں گئے۔ بلکہ میں ویسے ہو
چکا ہوں۔ سلج پر آئے ہی میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تیر کر
گدیوں کے پاس چوڑا اور اسے کھینچ کر اپنے پیٹ کے نیچے لے لیا۔ اس
مجھے معلوم ہوا کہ خندق کا پانی بہا رہا ہے۔ جس میں سے فوراً ارادہ
کر لیا کہ بظرف سے پانی آتا ہے اسی طرف تیر کر چلنا چاہئے تاکہ
معلوم ہو کہ یہ پانی خندق میں کہاں سے آتا ہے۔

چندرا ہشتنگی سے لگن ہو سکا میں اس نیم تاریکی میں تیرنا چاہا
لیکن قید خانہ کی دیوار سے ملا ہوا گیا۔ تاکہ جو لوگ اوپر ہوں ان کی ا
سے پوشیدہ رہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کس قدر فاصلہ طے کیا
تو زسیا دیر بعد مجھے وہی چیز دکھائی دی جس کا میں منتظر تھا۔ یعنی
دیکھتا ہوں کہ سامنے ایک عمارت ڈاٹ ہے۔ اور وہ پانی سے تھو
کے گز بند ہو گئی۔ اسی راستہ سے ایک چشمہ خندق کے اندر دانا
ہوتا تھا۔

میں فوراً اس عمارت کی طرف تیرنا ہوا گیا۔ لیکن پانی کی بہرہ

مجھے سید با اس محراب کی طرف آنے نہیں دیتی تھی۔ اسلئے خندق
بہتہ حتمہ طے کر کے دیوار کے برابر پہنچے اس راستہ تک پہنچنا پڑا
اور میں نے ایک آہنی سلاح جو اس میں لٹک رہی تھی پکڑ لی۔ اس
سلاح میں وہ گد بلہ ہی میرے پیچھے سے لٹک گیا اور پانی میں بہتا ہوا
لٹک گیا۔ غنیمت ہے کہ وہ آہنی سلاح جو میں نے دریچہ زندان سے لٹکا کر اپنے
سے لٹکی تھی وہ میں نے اس گد بلہ پر نہیں رکھ دی تھی ورنہ وہ وہاں
س کے ساتھ چلی جاتی۔ اور اسکے بغیر میرا بچنا محال ہو جاتا۔ وہ سلاح
میں داسکٹ کے پیچھے میرے سینے سے لگی ہوئی تھی۔

اب میں نے وہ سلاح نکالی اور محراب کی سلاح میں پھنسا کر
اس سے زور لگایا۔ چونکہ پانی کی وجہ سے وہ سلاح زنگ خور وہ
ہو چکی تھی اس لئے وہ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد الگ ہو گئی۔

اب میں اس سوراخ میں گھسنا اور پیٹ اور گھٹنوں کے بل اس
میں چلتا رہا۔ بہ سخت شکل کا تھا کیونکہ ایک تو پانی کی دھار بہت تیز
تھی دوسرے بل کے اندر سخت تاریکی تھی۔ علاوہ ازیں سردی بھی سخت
تھی کہ ہاتھ پاؤں شل ہوئے جاتے تھے۔ الغرض میں رفتہ رفتہ بہت
دور تک چلا گیا لیکن وہ بل ختم ہونے ہی میں نہیں آتا تھا۔

تھوڑی دور چل کر مجھے دوسری طرف سے کچھ روشنی محسوس ہونے
لگی اور بل کے اندر کی تاریکی دور ہوئی۔ مگر اتنے ہی سفر میں میرے گھٹنے
ٹھیکر ہوئے۔ رفتہ رفتہ روشنی زیادہ ہوتی گئی اور مجھے
اپنے سامنے کچھ قافلہ پر ایک راستہ دکھائی دیا۔

یہ دکھائی دیا کہ میری سمت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں بدستور اس سوراخ

کی طرف دینگتا رہا۔ لیکن جب میں اس رخنہ کے قریب پہنچا تو یہ بات
دیکھ کر میری مایوسی کی انتہا نہ رہی کہ وہ رخنہ صرف چند انچ کھلا ہوا
ہے۔ لیکن پانی ہی ایک فٹ کے قریب گھرا تھا۔ اس لئے اسے
گھٹنوں کے بجائے ہاتھوں اور سینہ کے بل چننا پڑا۔

بالآخر میں منزل مقصود تک پہنچ گیا اور کوشش کر کے اس کے
اندر سے باہر نکل گیا۔ بڑھکر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پایاب چشمہ بت جو
اس پل کے ذریعہ سے خندق میں داخل ہو رہا ہے۔ دونوں کنارے
سبز و شاداب ہیں اور وہ پھوپھک رہی ہے۔ سر پر نیلا
آسمان اور چاروں طرف تازہ اور کھلی ہوا ہے۔ چند چند درخت
اور آگن فشاں میں معلق پرواز کر رہے ہیں۔

میں باہر آئی تمام باقی سے باہر نکلا اور جلدی جلدی چاروں طرف
نگاہ ڈالی۔ وہ قید خانہ جہاں سے میں فرار ہوا تھا۔ اب یہی بہت
قریب تھا۔ اور میرے چاروں طرف کی نہ میں ہی منافات بغیر
جہازوں یا درختوں کے تھی۔

اس وقت ہفت قسمی سے بچہ سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر دو
سنتری ہاتھوں میں رافیلز لیے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے
تھے۔ اور جب میں دریا کے کنارے پر سیدھا کھڑا ہوا تو انہوں
نے مجھے دیکھ لیا۔

اللہ اللہ! یہ کس قدر نازک موقعہ تھا۔ میں اس وقت جبکہ میں
خود کو آزاد سمجھتا تھا اور جب میں عالم تصور میں اپنی مجبوری کو پہچاننے
لگا۔ ہاتھ مجھے پہرے گر فٹار بلا ہوئے۔ کا خطرہ نظر آنے لگا۔ اگر اس وقت

نہ اسے میں گرفتار ہو گیا تو پہر کبھی نجات کا موقع نہ
 ۱۔ او۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ اگر اس مرتبہ گرفتار ہوا تو پہر
 موت کا وصل بھی ناممکن ہے۔

سخت رویوں نے چلا کر مجھے آواز دی اور مجھے اپنی طرف
 لے گیا۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ میں خود موت کے منہ میں چلا جاتا۔
 میں نے چار دس طرف نگاہ ڈال کر دیکھا کہ وہ اپنی طرف تقریباً
 تیس میل کے فاصلہ پر کچھ درخت اور جھاڑیاں نظر آتی ہیں۔
 سر پہ پاؤں رکھ کر اس طرف بھاگا اور جس قدر تیز مجھے بھاگا
 ملتا تھا بھاگتا رہا۔

ابھی میں چند سو گز کا فاصلہ طے ہی کرنے نہیں پایا تھا کہ ان
 دیوتوں نے مجھ پر زبردستی شروع کر دیا۔ میں جانتا تھا کہ اس وقت
 نشانہ خوب بنا یا جاسکتا ہے۔ اس سے میں کسی قدر ہلکے کوچک گیا
 خوب بھاگا۔ صبح کی سالکیت فصاحت میں میرے چاروں طرف گولیاں
 سن کر فی ہوشی غلط نہی تھیں۔ جن سے لے لے لے لے تو کوئی حد نہ نہ
 بنا کر، یا کے کنارہ جو سفید گھون کی ٹکڑی تھی، ہوشی تھی وہ دھڑک
 رہی۔

خدا کا شکر ہے کہ زمین سمیت اور مصاف تھی اس سلسلے میں کبھی
 دیکھی اور مر مر کر بھاگتا ہوا نہیں گیا۔ جان کے خوف سے ایسا
 نہ ہوتا تھا کہ با میرے پر ہلکے تھے۔ اور جب میں ان جھانکوں
 دیکھتا تھا میں چونک گیا تو تھک کر نہ میں پر گر پڑا۔

جب میں وہاں سے دوبارہ اٹھا اور ادھر ادھر دیکھتا تو مجھے

معلوم ہوا کہ میں ایک شاہراہ کے کنارے ہوں۔ اور ایک سپر
 جیل جاپانی عورت مسٹک پر کڑی ہوئی تھی غور سے دیکھتا
 ہے۔ اس کی نثر دن سے دیرت۔۔۔ خوف ٹپکتا تھا۔ اور واقعی ۳۰
 وقت میری حالت ایسی ہی تھی کہ اگر بہت ہی دیکھتے تو ڈر جائے
 اور وہ تو پہر بھی آدمی کا بچہ تھی۔ میرے کپڑوں سے باقی اور میرے
 گھٹنوں سے خون چک رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ابھی اب کو
 کروں۔ اب تو مجھ میں ہانگنے کی تاب و زواں ہی باقی نہیں رہی
 دوسرے مجھے یہ خوف طاری ہو گیا کہ اگر سبھا ہی میرے تھاقبہ
 آتے ہوں گے تو یہ عورت میرا پتہ بتا دے گی۔ اگرچہ میں اس وقت
 موت کے منہ میں تھا مگر اس عورت کو کچھ نہیں کہہ سکا
 تھا۔ کوئی دوسرا میری جگہ ہوتا تو ضرور مار ڈالتا مگر صرف ایک
 جاپانی عورت سے واسطہ پڑا تھا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ شاید جاپان
 کی تمام عورتیں ایسی ہی ہوتی ہوں گی۔ میں اٹھا اور اس عورت کے
 سامنے جا کر ادب سے سلام کیا اور چینی زبان میں یوں دست بستہ
 عرض کیا۔

میں :- اے قانون محترم اس وقت قید خانہ سے ہٹا لے ہوا ایک
 قیدی خود کو آپ کے بے جاپان رحم و کرم پر چھوڑتا ہے۔
 ٹھوڑی دیر تک اس خوبصورت عورت نے دیر سے خیال
 میں بیٹھنا حسن و جمال اور بے نظیر عورت تھی سہا آکھوں میں آکھیں ڈاکٹر
 مجھے غور سے دیکھا پھر آہستہ سے کہا۔
 حبیبتہ :- اچھا میرے پیچھے پیچھے آ جاؤ۔

یہ لکھ رہا تھا عورت تیز قدم بڑا کر ایک راستہ پر ہوئی جو ٹرک
 ایک دوسرے کنارہ سے علیحدہ ہوا تھا۔ چند منٹ چھٹنے کے بعد ہم ایک
 رافٹادہ اور قطعی علیحدہ مکان میں چوبچے۔ اور اس کے عقب کی طرف
 بکڑے ہو گئے۔ یہاں اس جیلہ نے آہستہ آہستہ ایک پردہ ہٹایا اور
 در داخل ہو کر مجھے مکان میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ اور اپنے ہون
 اشلی رکھ کر یہ بھی اشارہ کیا کہ میں چپ چاپ آؤں اور خاموش رہوں
 میں اول اول تو اس صاف ستھرے مکان میں داخل ہوتے
 مے کیسے رہ چکا یا کیونکہ میرے کپڑے کپڑے میں لٹھڑے ہوئے تھے
 میرے گھٹنوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ اسوقت میرے پاؤں میں
 نہ تک نہ تھا۔ اور نہ سر پر ٹوپی تھی۔ میرے بالوں پر پل کے اندر کی
 فی جی ہوئی تھی۔

لیکن اس شیعہ عورت نے مجھے تکنا نہ نظر سے دیکھ کر اندر آنے کا
 اشارہ کیا۔ اور پاؤں زمین پر مارا۔ اس لئے میں گھبرا کر مکان میں داخل
 گیا۔ کیونکہ اگر میں اسوقت اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو بہت گمن تھا کہ
 میرا پتہ بنا رہی۔

میرے مکان میں داخل ہونے کے بعد اس نے پردہ بدستور لگا دیا
 دیکھے لیکر ایک بڑے کمرہ میں گئی جہاں فرنیچر کچھ نہیں تھا۔ اور اگر تھا بھی
 بہت ہی کم۔ ایک لمبے کے اُتار اس نے زمین پر سے ہٹائی ہٹائی۔ میں
 ہا کہ فرش میں ایک زمین دوز کھڑکی ہے۔ اس عورت نے مجھے اشارہ کیا
 میں کھڑکی کا دروازہ کھولوں۔ میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور وہ
 دروازہ با آسانی کھول دیا۔ دروازہ سے ایک زینہ لگا ہوا تھا۔ جو نیچے اترتا تھا

اس عورت نے میری طرف اشارہ کر کے آہستہ سے کہا۔
 حسینہ :- آپ اس تہخانہ میں اتر جائیں اور جب قدر ہنسنے ہوئے
 ہیں آپ کی امداد و غائت ہے سرگز درین نہ کروں گی۔
 میں نے اس عورت کی طرف شرعہ کی نگاہ سے دیکھا اور پتہ
 اس نے فوراً دروازہ بند کر کے چٹائی بچھا دی۔

بابت شرمہ وال

حسینہ

جس تہخانہ میں میں داخل ہوا تھا وہ تقریباً دس فٹ مربع
 لیکن اس قدر کم اور پچا تھا کہ میں اس میں بشکل سدا کھڑا ہو سکتا تھا۔
 طرف ایک چھوٹا سا درشنہ ان تھا جو غالباً کسی جگہ باغ میں بند
 لیکن اس کے ذریعہ بہت کافی ہوا اور درشنہ تہخانہ میں داخل ہوا
 اس تہخانہ میں دو تین خالی صندوق رکھے تھے۔ ایک منہ دونوں
 بیٹھ گیا اور آئینہ و انعامات کا منظر را۔ کمرہ میں کھانسنے پینے کی کوا
 موجود نہ تھی۔ اور نہ معلوم میرے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہو
 میں پہلا شخص نہیں ہوں جو اس کے اندر پہنچا یا گیا۔ مجھے پیشتر اور
 بھی اس تہخانہ میں رہ چکے ہیں۔

اس عورت کا شاندار قیمتی لباس نیز اس بات سے کہ وہ
 بیچ سویرے تھا اپنے مکان کو واپس آ رہی تھی اس کے یقین ہو کہ
 عورت جیسا "بوتی تعلیم یافتہ طوائف سے۔ اور غالباً اس فہم کی کوئی

اس الگ الگ مکان میں رہتی ہیں۔

یہ بھی غراغلب نہ تھا کہ رات کو بہت عرصہ تک اجا سب سے
ن صحبت اٹھانے کے بعد اس نے یہ سوچا ہو کہ فصل بہار کی نیم سحر
ٹہلنے ٹہلنے اپنے گھر پہنچ جائے بھر حال یہ میری خوش قسمتی تھی کہ اُس نے
کیا۔ کیونکہ وہ اس وقت بد نہ دیتی تو میرا بچنا دشوار تھا۔

میں نے اس خانہ میں داخل ہوئے زیادہ سے زیادہ بیٹھ بیٹھ گزرتے
گئے کہ میں نے اپنے سر پر نوگوں کو باتیں کرنے اور ادھر ادھر
نے کی آوازیں سنیں۔ کچھ آدمی باغ میں بھی دوڑتے پرستے سنے
جائے نصف گھنٹہ تک یہی کیفیت رہی۔

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ میں نے خیال کیا تھا وہ صحیح تھا۔
اس مکان میں نصف درجن کے فریبہب "حبیب" عورتیں مل کر
تھیں۔ نیز آٹھ بیرونی قید خانہ کے سپاہیوں نے ان کے مکانوں
کی سخت تلاشی لی تھی۔ اگر میں کسی طرح یہ دلچسپ نظروں سے گزر سکتا
ہو تو اب اس لاشٹ آتا۔ جب قدر عجب نہیں اس مکان میں نہیں وہ
کہ اگر آٹھ بیٹھی تھیں۔ سپاہیوں نے ان کے کمروں کے کمرے
لی تلاشی لی تھی۔ اس پر وہ عورتیں سخت براثر و خستہ ہوئیں اور
نے ان پر جو قوت سپاہیوں کا خوب مذاق آتا تھا نہیں انکی
ایکونی نے اس طرح اُکو بنا یا تھا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس عورت
احال معلوم تھا وہی سب سے زیادہ برا اثر و خستہ ہوئی تھیں۔

خانہ میں داخل ہوئے کہ سب سے پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہ تھا
اُس نے اپنی پاکٹ بک کے اندر کی تمام چیزیں دیکھیں۔ اور میں یہ

دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ میرے وہ پیش ہوا خطر طو در ہوا اور خندق سے
 باقی سے قیمتی غنم نکلے۔ اور میرے نوٹوں کو بھی کوئی ضرر نہیں ہو چکا
 لیکن میری گھڑی ڈٹ گئی تھی۔

میں نے معلوم نہیں کیا کہ کتنے گھنٹے گزر چکے تھے کہ میں نے خانہ کی گھڑی
 کے دروازہ پر کھپکھپانے کی آواز سنی۔ میں نے احتیاط کے ساتھ
 گھڑی کا دروازہ چند انچ اٹھایا تو دیکھا کہ جس حسین و بیل عورت نے یہ
 جان بچائی تھی وہ دروازہ پر کھڑی ہوئی ہے۔

حسینہ!۔ (آہستہ سے) یہ کھانا کھاؤ۔ آج رات کو میں کس ہانہ سے گھر
 پہنچاؤں گی۔ تم اسوقت تک میرے کام یو۔

قبل اس کے کہ میں شکر یہ کاکوئی لفظ زبان سے نکالوں اُسے کہ
 کہ برتن میرے ہاتھ میں دیکر فوراً دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بعد میں
 خفیہ صندوق پر بیٹھ گیا اور کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔ سرانجام
 اس عرصہ کا شکر یہ ادا کرتا جاتا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد میں سخت زمین پر لیٹ گیا اور بہت جلد
 کیونکہ گذشتہ واقعات کی وجہ سے میں بے انتہا خستہ و ماندہ ہو
 تھا۔ نہ میزاجم کام دیتا تھا نہ دماغ۔

چند گھنٹے کے بعد دروازہ پر پہرہ دار کھپکھپ کی آواز سنی تو میں
 اٹھ بیٹھا ہوا اٹھا اور کھڑکی کے پاس پہنچا تو زبردستی دیکھا۔ لیکن اس
 قدر قہقہہ کی آواز نے میرا غیر مقدم کیا کہ مجھے اطمینان ہو گیا کہ اس
 کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن اس عرصہ نے کھانا لیمہ میں باہر نکلتے ہوئے حکم دیا
 اور کہا کہ اوپر آکر ذرا اپنی حالت دیکھاؤ۔ کمر میں نے نہایت عاجز ہوئی۔

کر دیا اور عرض کیا کہ پہلے مجھے منہ ہاتھ دھونے کے لیے پانی دلایا جائے۔
 حاضر ہوں۔ الغرض اس عورت نے پانی کا ایک جگ صابن اور تولیہ
 لایا۔ میں نے ہاتھ منہ دھو کر صاف کیا۔ اور تقریباً دس منٹ میں اپنی
 ت درست کر لی۔ اور اگرچہ میرے کپڑوں کے چند ٹکڑے لگے ہوئے تھے
 سب مجھے کوئی شرم و انگیز نہیں تھی۔ میں نہ بندہ پر چڑھا اور اپنی محسنہ کے
 لیے آکر کھڑا ہو گیا۔

اس کمرہ کے ایک گوشہ میں بید کی بنی ہوئی سیاہ رنگ کی چھوٹی سی
 اور تھی۔ پیری حسین و جیل محسنہ مجھے اس بستر پر بٹے تھی۔ اور مجھ سے کہا کہ
 بے سامنے جو گند پلہ پچھا ہوا ہے اس پر بیٹھ جاؤ۔ یہ بستر نہ میں سے صرف چند
 روپے تھی۔ جب میں وہاں بیٹھ گیا تو اس نے مجھے نہایت لذت بخش
 نسیم کے لاکر دیے۔ جو قلاب وہ میرے سامنے پیش کرتی تھی تو دونوں
 ہاتھ پر رکھ کر دونوں بیٹھ کر نسیم بہ لب نہایت ادا تار اور سلیقہ سے پیش کرتی
 چونکہ مجھے عورتوں میں رہنے کا بہت کم اتفاق ہوا تھا اس لیے میں ان کے
 ہر کسی قدر مجرب ہو جاتا تھا۔ چنانچہ آج بھی میں سخت گھرا گیا تھا اگرچہ
 نے ضبط سے کام لے کر اپنی حالت کا اظہار نہ ہونے دیا۔

وقت اس عورت نے اس سلیقہ سے نہایت پیش قیمت لباس
 پہنا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کا لباس ہلکے سبز رنگ کے ریشم کا تھا جس پر
 ریشم سے ہر طرف چھری کے پھول بنائے گئے تھے۔ یہ کام اس قدر
 محنت کا تھا کہ اس لباس کو اگر کسی نمائش میں رکھا جاتا تو ضرور درجہ
 پہلے انداز میں۔ قدرہ از بین اس کا چہرہ اس کا رنگ اس کے ہاتھ پاؤں
 اس کے تمام اعضاء کا منہ سب نظر کر رہا تھا۔ عاصی قدرت نے

اُسے فرحت کے وقت بنایا ہے۔ اور اگر دوبارہ بنانا چاہے تو
نہیں بنا سکتی۔

جب بس کمانا کھانچو تو وہ اپنا رباب اٹھا کر کافی دور میرے
ہٹک کر بے ناشر شاہ کیا۔ بعد ازاں اُس نے سانس سے ٹھہرا کر اس قدر
آواز میں دو دیا۔ چیزیں گواہیں کہ اگر نہ ہر فلک ہی سنتی تو مست ہو
بعد ازاں اپنا رباب ایک طرف پھینک کر وہ ہٹک کر ذلی
حسینہ :- اب چونکہ میرے محترم آقا خاصہ تناول فرما چکے ہیں اس
میں امید کرتی ہوں کہ وہ توہم کی دیہ اپنی کینز سے بات جیت کر
زحمت نہ درگوار فرمائیں گے۔

میں اس عورت کے احسان غنیمت کے بارگاہوں سے اس قدر دلا
تا کہ بول نہیں سکتا تھا مگر میں نے انتہائی جرأت سے کام لیکر عرض کیا۔
میں :- بس خود کو بچہ خوش قسمت سمجھوں گا اگر آپ مجھے اپنے ہمراز
سے کچھ فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں گی۔

حسینہ :- اصل کینز کا اصل نام "ادوٹی" ہے لیکن جس قدر بھی عورت
اس کے نام میں رہتی ہے اس میں کوئی بھی اپنے اصل نام سے مشہور نہیں
ہے۔ جب ہم وہ گہچپن میں اپنے گھر سے رخصت ہوتے ہیں تاکہ
ہمیشہ انہیں توہم سے اصل نام ترک کر دینے جانتے ہیں۔ اس کے بعد
ہر کسی کو نام نہایت کے نام سے کوئی زیادہ خوبصورت و دل فریب
نام دینا پڑتا ہے۔ اس وقت اس نے اپنے پیراہن کی چڑکی جوڑی، حسینہ
اور پیراہن کو اڑھٹک کر بولی (مثلاً میرا نام "تلی" مشہور ہے بہر حال اس وقت
ناچیز کینز اس قابل نہیں کہ اپنا حال بیان کر دوں۔ جبکہ میں اس شوق میں

تی ہوں کہ یہ معلوم کروں کہ آپ سامنے والے قید خانہ سے کیونکر
جائیں گے۔ خانہ کہ وہ اس قدر مضبوط ہے کہ آج تک اس میں سے میں نے
ہوٹ کسی قیدی کو نہیں سنا۔

میں آپ کو ہمیشہ آپ کے بھلی نام "دو دنی" سے یاد کروں گا میں
جانتی ہوں کہ آپ کو لپاس کتنا ہی خوبصورت اور
بیروں نہ ہو۔ میں بھی جانتا ہوں کہ آج صبح جب میں نے خود کو اپنے
زرم پر چوڑا ہٹا تو اس وقت ہی آپ تلی نہیں تھیں۔ تھیموں کے
میں ہوتا مگر آپ صاحب دل ہیں۔ اور اپنے پہلو میں ایک دل
رہتی ہیں۔ مگر آپ تلی ہوئیں تو آپ بھٹے ڈر کر آئے جائیں۔
آپ کے بعد میں نے قید خانہ سے فرار ہونے کی تمام کیفیت مفصل طور
پر کی۔ وہ وہ دم خود ہو کر سنٹی رہی۔ اور جب میں اس موقع پر پہونچا
تو چل کے نکل کر پانی بچشمہ میں پہونچ گیا تھا۔ جہاں مجھے دو سائے درختوں نے
قید پر گونہاں برساتی تھیں۔ تو اس غور سے نے اُتار دیا کہ وہ اور
پھر دیکھ رہی تھی۔

میں نے ہاں ہاں میں نے ہی گویاں چلنے کی آواز نہ سنی تھی۔ دو دنی
فریادیں تھیں۔ صبح کے سکوت میں بندوبست کی آواز میں سکند بخونہ کہ
ہوئی تھیں۔ میں ہی میراں ہو کر سڑک پر کھڑی رہ گئی تھی اور مجھے
ای جان کو خبر ہو گئی تھی۔ اس کے بعد آپ ان ہٹا دیوں میں دوڑنے
اور میرے قریب پہونچ کر نہ میں پر گر پڑے۔ اگر میں ہٹا جا رہی تو
میں نے کبھی نہ ہٹا دیا نہ میں نے بڑے تھے۔ اس کے بعد آپ اُٹے
میں آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھی۔ تو مجھے اپنی جان کا تو کوئی

خوف نہ رہا مجھے آپ کی بان کی نگر بڑھ گئی۔

اس کے بعد وہیں نہ رہا خوش ہو گئی وہ پہر نہایت مہینہ گزرا

وہ یافت کیا۔

اودنی :- یہ تو فرمائیے کہ آپ قید خانہ میں کیوں ڈالے گئے تھے؟
قاتل ہیں؟

میں :- قاتل؟ میں ہرگز قاتل نہیں ہوں۔ کیا میں اپنی صورت
خوفی نظر آتا ہوں۔

اودنی :- رشتے غور سے دیکھو، میں نہیں کہہ سکتی۔ میں سنے بہت
بند وستانی دیکھے ہیں۔ ایک بات ضرور ہے کہ آپ کی خوراک
ڈیل ہے۔ اور آپ چا دل بہت رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا
کہ آپ چم رہے ہوں گے۔ بہنی وہ شخص جمادات کے وقت لوگوں کے
میں گس کر چم رہی کہہ جیتے ہیں تاکہ اپنا پیٹ بھرین۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ نہایت سنجیدگی سے گفتگو کر رہی ہے
لیکن میں اپنی مہوشی نہ دیکھ سکا۔

میں :- میری حسین محسنہ! آپ کے ہمارے کہ یہ عزت ہی حاصل
ہے۔ بہنی مجھے چم رہے ہونے کا ہی شرف حاصل نہیں۔ میں کسی قسم کا ہی
نہیں ہوں۔

اودنی :- رکچہ سوچا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں جرائم پیشہ کو پسند کرتی
نہیں۔ بناوڑی اور شجاعت کی پیشکش کرتی ہوں خواہ وہ مرد
ہو یا عورت میں۔ ہم جیسی عورتوں کو گھر کی بیبیوں کی فہمیوں سے
واقفیت نہیں ہوتی۔ ہم لوگوں کی قسمت میں نہ شوہر ہیں نہ بچے

دل میں مٹی مٹی پی بننے کی جو خصوصیت ہوتی ہے وہ ہم سے قلمی ہو جاتی ہے۔ اور بہار پہلو میں دل نہیں موتا بلکہ مردہ نہ تھا۔
 ت کا ہوتا ہے۔ ہماری تمام عمر مردوں کی تفریح کرنے اور ان کے
 لگے بھا کر ان کی طبیعت خوش کرنے میں گزر جاتی ہے۔ اور چونکہ ہمیشہ
 تار ہوتا ہے اس لئے ہم ایسی یکساں زندگی سے نڈک آ جاتے ہیں۔
 جب میں سے آپ کو پڑا تو میرے دل میں بہت بڑی امیدیں
 ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دیوتاؤں نے میرے حال ذرا پر رحم کہا یا ہے۔
 بہت ممکن تھا کہ اس حسین و جمیل عیثا عورت کی تمام حسریں پوری
 ہوں اگر میرے دل کے بچانہ میں اودھتوں کی صورتی نہ رہی ہوئی ہوتی
 ممکن تھا کہ میں اسکا دل بہلانے کے لئے ہینوں اور برسوں اس کے
 رہتا حتیٰ کہ مجھے اس کی طبیعت سیر ہو جاتی۔ اور پھر میں جا کر خود کشی
 جیسا کہ ان عورتوں کے چاہنے والے اکثر کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت
 گرم حسن و جمال میرے سر و دل پر اس سے زیادہ اثر نہیں کر سکتا تھا
 کہ فوجی مامہ کی سر لٹک پر فوش جونی پر آفتاب کی گرم شعاعیں کرتی

اس میں شک نہیں کہ میں اسکا بچہ تھاج تھا۔ لیکن میں اس طرح
 کہ کسی رنگیں اور خوبصورت تصویر کو منتظر استخوان دیکھا جاسکتا ہے۔ یا
 پتہ کو نہ سب اعضاء کے لحاظ سے۔

بہیاتی ہر تہا کہ اودائی استعداد ہوشیا۔ ہے کہ دوسری صورت سے
 دل بوجاں مدارم کر یعنی ہے۔ میں ایسی حالت میں جبکہ ہر اول ایک
 ت کے دام زہن میں مگر رفتار تھا ہرگز کسی دوسری صورت سے محبت

نہیں کر سکتا تھا۔

پہلو میں کسی شخص کے دوہیں نہیں ہوتے

اسوقت میرے بے نہایت نازک موقعہ تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ
زہد قریب ناز و ادا کے میں کس قدر سسر و نظر دوں سے دیکھ رہا ہوں تو
آنکھوں میں ایک خطرناک جھلک پیدا ہوئی اسوقت اسکا دل جذبات
غضب سے سمو رہا تھا۔ وہ بار بار اپنی انگلیوں کو زور سے دباؤں تھی۔ مجھے
کہ کہیں وہ اسوقت غضبناک ہو کر گھر سے باہر نہ دوڑ جائے اور مجھے
کے حوالہ نہ کر دے۔ الغرض میں اس کی طرقت دم بچھ رہا تھا۔

میں اپنی آزادی کے یہ مسلح آدمیوں سے بڑھ چکا تھا۔ اور میں نے
زندگی دوبارہ خطرہ میں ڈال لی تھی۔ اور اب وہی زندگی ایک رندی
ہاتھوں پھر خطرہ میں مبتلا ہوئی جاتی تھی۔ حالانکہ اگر میں چاہتا تو میں اسے
کر یا اس کہنہ کی طرح پیر پا ڈر کر مہربان بنا۔

عین اسوقت جبکہ وہ میرے پاس سے اٹھ کر چلنا چاہتی تھی ایک
کی دیوار کا ہنہ وہ کسی قدر ہٹا اور ایک چھوٹی سی رٹ کی جس کی ٹر ٹرینا
سال ہوگی پائے ہنہ شب خوار کا لباس پہنے ہمارے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔
دیکھ کر وہ رٹ کی رڑی اور ایک ہلکی سی بیخ اس کے منہ سے نکل گئی اور وہ
بت غضبناک کی گود میں جا بیٹھی۔ اور اپنے ہاتھ اس کی گردن میں جمے۔
اس وقت میری خشکین محسنہ کو مجھ پر اٹھ کر ادبنا پر ڈالا اور اس نے
خونزدہ رٹ کی کا سر پیار سے سہلایا اور مٹھی مٹھی باتیں کرنے لگی۔ لیکن
رٹ کی نہ بولی اس لئے مجھ پر اس کو ایک دوسرے کمرہ میں سے جا
بستر پر لٹا دیا گیا۔

چند منٹ بعد اُیوٹی پھر میرے پاس آئی لیکن اسوقت اسکا مزاج
قدور درست تھا۔ میرا خیال ہے کہ اُس نے اپنے دل پر سخت چیر
و گھا۔

اس کی آنکھوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کچھ دیر قبل اشک
میں رہا اور اسوقت جو وہ سکراتی تھی تو نہایت افسردہ دلی سے۔
نے بیان کیا کہ اس لڑکی کے والدین نے اسے جیسا بنانے کے لیے حوالہ
ہے۔ زندہ میں ہی اپنی ہی عمر میں جیسا بنائی گئی تھی۔

۱۔ ہم لڑکوں کی تعلیم ایسے اسکول میں ہوتی ہے کہ ہر اتنا درجہ کے
بچے اور پرست بجاتے ہیں۔ ہمارے دل میں نہ رحم ہوتا ہے نہ کسی
کے ہوتی ہے۔ پھر آپ ہی خیال فرمائیے کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟
میں اس وقت جو ش احساندہی میں آگے بڑھا اور اسکا ایک ہاتھ
ہاتھ میں لیکر اس سے کہتا۔

۲۔ میری حسین محسنہ! میں جتنا کہ ہی دنیا میں زندہ رہوں گا
تو تک تمہارا احسان عظیم میرے سر پر اور تمہاری محبت میرے
سے قائم رہے گی۔ اور وہ دن بھی قابل یاد گا رہے گا جبکہ میں اپنی
مکرت سنا تہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اسی طرح آپ کی
خدمت میں کر دوں گا جیسے کہ میں اسوقت کرتا ہوں۔ آئندہ زندگی میں جو
سرتیں نہیں نصیب ہوں گی وہ سب آپ کے رحم و کرم کی رہیں منت
گی۔ اور اگر اسوقت اپنے اپنی ادا و اعانت کا ہاتھ ہمارے سر سے
ہٹا تو سمجھ لیجئے کہ دو عاشق و معشوق کی نہایت بڑی طرح سے جانیں
میں کی۔

اودھ کی نے اپنا ہاتھ نہ موٹھی سے میرے ہاتھ سے نکال لیا اور ج
کہا کہ میں اپنا مال زیادہ تفصیل سے بیان کر دوں۔ اور یہ بھی پوچھا کہ
وہ کس طرح نیری مدد کر سکتی ہے۔

میں نے غور کیا ایک ارشاد کی تفصیل کی اور جس طرح مجھے ہو سکا میں
نہایت موثر پیرایہ میں اسے تمام داستان اپنے عشق و محبت کی سنا
صرف دو باتیں میں نے چھپائیں۔ ایک تو میں نے اپنی معشوقہ کی نام نہ
بتایا دوسرے یہ نہیں بتایا کہ یہ کون کون کہاں ہے۔ اور غائب اس۔
اس بات کا پتہ یہاں ہی نہ کیا ہو گا۔

اودھ کی نے نیری تمام داستان نہ لکھا ہوا ہاتھ سے، توجہ کے ساتھ
سنی اور تمام دقت اس کی آنکھیں میرے پتھرے پر جمی رہیں۔ اُسے
تو قصہ نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز معلوم ہوا۔ اس کے دل میں یہ
طرف سے اگر کچھ رنج ہی پیدا ہو گیا تھا اب نیری پامردی اور استقلال
حال شکر سب زنج ہو گیا۔ اس کا دل اب قطعی صاف تھا۔ آتشِ شکر
بہا کر بیٹھتا۔ اس کے دل میں نہ بدتر کا بلکہ یہ معلوم کر کے اس کا ایک گواہ
تھی ہوئی کہ اسی کی ایک ہم وطن عورت۔ نے میرے کشورِ دل پر تاج
کی ہے۔

ارنبستہ کی موجودہ مصیبت کا حال شکر اس کا دل رنج و ہمدردی سے
ملو ہو گیا۔ اور وہ نہایت شوق کے ساتھ ہماری ہمدرد کرنے لگا۔ یہ
ہو گئی۔ اس کو بہت افسوس ہوا کہ وہ تین سو چوبیس جیل اور بندوں
اس وقت ایک ایسے بد معاش کے بس میں ہے جیسا اس کا بڑا بھائی ہے۔
اودھ کی نے نیری محبہ کی صورت و شکل، حسن و جمال اور عادات و خصال

نہ بے شمار سوالات کئے کہ بولی ہے یا فربہ۔ پستہ قد ہے یا کشیدہ
ت، اس کی آنکھیں کس رنگ کی ہیں۔ اس کے بال کیسے ہیں۔ کیا وہ
نہ دسروں جانتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے بعض سوالات کا جواب
سنے دید یا مگر بعض کا نہ دے سکا۔

سب آدمی کا اشتیاق پورا ہو چکا تو میں نے اس سے کہا کہ اس وقت
دوسرے لباس کی سخت ضرورت ہے کیونکہ موجودہ حالت میں جبکہ
یہ کپڑے ان کے پیٹھ پر لگے ہوئے ہیں اور ملاحظہ فرمائیں جاکرنا۔
اس بات کا ٹیڈ کرنا مشکل ہو گیا کہ دوسرا لباس کس طرح پہنا جائے۔
میں ایک دوکان ایسی ضرور موجود تھی جہاں یوروپین کپڑے تیار فروخت
کئے جاتے۔ لیکن آدمی کو اندیشہ تھا کہ ممکن ہے وہ کپڑے میرے جسم پر ٹھیک
نہیں لگیں۔ ان چھان بین کی کئی دکانیں تھیں۔ پولیس، واسے سیری تلاش
کی گئیں۔ آخر میں ایک شخص نے دیکھ کر کہ دوسرا
پہنا دینے لایا جائے۔

اس وقت خوش قسمتی سے مجھے اس شخص کا پتہ یاد آگیا جس نے مجھے دیکر دانا
آدمی پہنچا دیا تھا۔ میں نے فوراً اپنی لڑائی لگا کر اس شخص کا
کہنا اور آدمی کے حوالہ کر دیا۔

آدمی میرے پاس سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی اور نوٹری دیکر
بیک باپا کو قوت پیمائش کرنے کا لیکر آئی۔ میں نے اس کی مدد سے اپنے جسم
پر پہنانے کی۔ اور آدمی کو نوٹ کر دیا۔ جب یہ کام ختم ہو گیا تو اس دہریان
دوست نے کہا کہ وہ ابھی اس آدمی کے پاس جاتی ہے۔ اس کے معنی یہ تھے
میں اس شخص نہ میں واپس جاؤں۔ میں نے کپڑوں کے لئے اس کو روک دیا۔

ایک جوتہ اور چند ضروری چیزیں اور بھی لکھ دیں اور بادل ناخواستہ
میں چڑ گیا۔

باب کھارہواں

تلاش یار

چند گھنٹہ بعد اودھنی واپس آئی۔ اور چند منٹ تک بچہ سے پر ملاقات
کی۔ معلوم ہو کہ کپڑوں کا آکر ڈر سبے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوئی۔ اور
دوسرے دن کپڑے اور تمام چیزیں لٹائیں گئی۔ اس کے بعد اس نے کافی
ایک ہاؤس میں رہا۔ وہاں اس میں رہتی تھی۔ اور شب بخیر کمرہ رخصت
ہوئی اور کہہ گئی کہ کل میں قسمت آزمائی کے سینے سفر کر سکوں گی۔

اس کے بعد مجھے دقت کا کبھی شکل نہ گیا۔ ہر گھنٹہ پہاڑ معلوم ہوتا تھا۔
اور اس وقت میرے دل پر بہت خوشی تھی۔ غلو وہاں میں گر گئے تھے
کپڑے دن کو کسی دقت نہ تھے تب ہی بیکار تھا کیونکہ میں غروب نہ تھے تب تک
وہاں سے دھڑلے کھل گئے تھے۔

میں سر شام ہی سے سنی کے زینہ پر نہ کر بیٹھ گیا۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ
بیٹھا۔ پھر کچھ اودھنی آئی اور وہاں نہ کھٹکٹا دیا۔ حق ہی وہ کسی بہانہ سے
ایک عین میں رہ گئی تھی۔ میں نے آواز سنا۔ دھڑلہ کھولا اور اس سے بچے ایک
بڑا بڑا کی ہنڈل دیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔

اس ہنڈل میں میرے کپڑے، بچہ، اور دیگر ضروری اشیاء تھیں۔ میں نے
یہ بھی ہی میں یہاں ہنڈل شروع کر دیا۔ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ اس

میں گئے ہوں۔ مگر میرے نزدیک پانچ گھنٹے سے کم نہ تھے۔

تھوڑی دیر بعد اودھنی نے تھانہ کا دروازہ پرکھٹا لیا۔ اور میں تھی نہ سے
ہرکل آیا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ خوشی کے مارے، نالیاں پھانے لگی اور بولی کہ آپ
نے جدید لباس میں نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں مجھے اپنی صورت
مجھے کے لئے اس نے چوٹا سا آئینہ دیا۔ مگر میرے نزدیک میری صورت میں
نئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ مگر میں نے اسکی دشمنی کی وجہ سے اس کی ہاں
ہاں ملا دی۔

نئے کپڑے ہرے جسم پر ٹھیک تو کیا ہوتے۔ لیکن اتنا ہی کیا کم غنیمت تھا
میں اسوقت ایک مفرد و قیدی معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور یہی بات تھی جو
ن جاننا چاہتا تھا۔

آج ہی میرے بچے حسب معمول کھانا تیار تھا جو میز پر نہایت سلیقہ سے
لایا گیا تھا۔ جو میں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ واقعی تمام کھانے خوب لذیذ تھے۔
درشناء طعام میں ہر دو دنوں خوب باتیں کرتے رہے۔
میں نے اس سے اور یافت کیا کہ کون کون عورتیں اس کے ساتھ رہتی ہیں۔
اور طعام خود سے کس طرح ایام گزار رہی ہوتی ہے۔ اودھنی نے مجھے اپنی بھولیوں
کے نام اور عمر بتائیں اور دو چار کے متعلق کچھ تھتے ہی سنائے۔

جب تک اودھنی بات چیت کرتی رہی اس کی آنکھیں میرے چہرہ پر جمی رہیں
و کی نظروں سے اس وقت کچھ ادا سی برسنی تھی جو مجھ سے دیکھی نہ گئی تھوڑی
دیر بعد کھانا ختم ہوا اور میں چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اب تو آئی ہی جو میرے
سامنے دوڑ ڈھکی ہوئی تھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور مسکرا کر مجھ سے کہا۔

اودھنی!۔ معزز نہان اب وہ وقت آگیا ہے جبکہ آپ اس قدر تشویش کیساتھ

انتظار کر رہے تھے۔ مگر جب آپ میرے تھانہ میں محفوظ دامنوں میں گودا
آپ کو آرام نہیں مل سکتا تھا۔ یہاں سے باہر نکل کر آپ کو بہت سے خطرات
پیش آئیے گئے۔ آپ جانے کے لئے بفرار ہیں۔ میرے نزدیک تو یہی بہتر تھا
آپ اسی تھانہ میں رہتے۔ مگر میں ایک "ہیمین" (چوٹی اور بزدل قوم) جو
اور آپ کی محبوبہ بلکہ زوجہ محترمہ "سامورسی" (جنگو بڑی قوم) ہیں۔ میں آپ
دونوں کی تعریف کرتی ہوں اور مجھے دونوں پر رحم آتا ہے۔

میں :- آپ جو چاہے فرمائیں گرنے بغیر نہیں آتا۔ میں آپ کی صورت
دیکھ کر اپنے تئیں کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ میں بہت بڑی قربانی
انبار کا مادہ موجود ہے۔ اور اس سے زیادہ بڑی کوئی بات نہیں ہو سکتی
بہر حال اب وقت زیادہ آچا ہے اور مجھے یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیے
اور فی :- اااااں ! آپ بیشک تشریف لے جائیں۔ آئیے میرے پیچھے
پچھے تشریف لائیے۔ میں آپ کو نہایت محفوظ راہ بتا سکتی ہوں۔

میں : اٹھ کر خانہ نشی کے ساتھ اس کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک
بدو ہٹا یا جس کے باہر صحر کے درختوں کا ایک تختہ نظر آتا تھا۔ میں :-
یہ بھی دیکھا کہ اب وقت زیادہ آگیا ہے۔

ادوکی نے وہی زبان میں مجھے بہت سی باتیں کہیں تاکہ میں یہاں ہی رہا
منہ رنگ یا سانی پہنچ سکوں۔ یہاں سے وہ جگہ تقریباً چار میل کے فاصلہ پر
پہنچی۔ اور اٹھنا اور اس میں مجھے چار پہلے کرنا پڑے۔

جب ادوکی تمام باتیں بتا چکی اور میں رخصت ہونے لگا تو مجھے لازم
تھا کہ میں جا پانی طریقہ سے اسے جھک کر سلام کرتا اور شکریہ ادا کر کے روانہ
ہوتا۔ لیکن میں کچھ نہیں جانتا تھا کہ کہاں کہاں اور کیوں نہ کہوں۔ میرے سر پر

۱۰ اسقدر عظیم احسان تھا کہ میں تا قیامت اس سے شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔
 علاوہ انہوں میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ مجھے چاہتی ہے۔

انفرض میرے لئے یہ سخت نازک وقت مناسبہ میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔
 تصویر میں مجھے وہ حسین و جمیل جیٹھا عورت اس ہی یاد آتی ہے اور اس کی
 تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے جبکہ وہ صنوبر کے درختوں میں چوڑی
 سی آستینوں والا خوبصورت پیراہن پہنے ہوئے میرے سامنے کھڑی تھی
 کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ جن میں انسردگی اور غم کی جھلک پائی جاتی تھی۔
 اس کی نظر میں میرے چہرہ پر جمی ہوئی تھیں۔ مجھے اس وقت مضبوط ہوا کہ
 اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر دوڑاؤ بیٹھ گیا اور بار بار اس کی دست طبعی
 میری آنکھوں میں آنسو ڈھونڈتا آئے بلکہ دو چار قطرے اس اشک اس کے
 گم ہاتھوں پر گرے ہی۔ اس کے بعد میں اس کے ہاتھ جوڑ کر وہاں سے بہاگا
 جنگل کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

میں کئی گھنٹہ تک چلت رہا۔ اور اس خیال میں کہ قریب قریب رہتے
 ہو پنج جاؤں میں اور ترقی کی تمام ہدایتیں بھول گیا۔ اور بیسیوں جگہ
 پر پڑھنا اور شبیوں میں اترنا پڑا۔ میں ایک جنگل کی دوسرے
 قس سے تیز نہ کر سکتا تھا۔ میں ایک دریا کے پل پر چڑھا مگر وہ بل اسقدر
 دور شب کی تاریکی اسقدر چھائی ہوئی تھی کہ میں یہی معلوم نہ کر سکا کہ وہ
 کیا کہہ رہا ہے۔ اسی طرح مختلف نشیب و فراز کے گہرے جھونپڑوں میں ایک
 رنگ پر چڑھا اور یہاں میں سے نہ اس درستی سے چلا چوڑا ہوا اور
 خوف و اضطراب سے میرے پل کھڑے تھے۔

میں نے ایک نئی اور چاند کو کہیں پہنچا دیا۔ مگر یہ میری جیب میں کسی کے

سنے کی آواز سنت تو میں آہستہ سے سڑک کے کنارہ ہو کر پوٹشید ہو جاتا۔
 صبح ہونے تک میں پہاڑی والے سندر میں چو پتی۔ لیکن چونکہ یہی آفتاب
 طلوع نہیں ہوا تھا اسلئے میں نے بڑے کیڑی کو جھانکنا سب نہ سمجھا۔ اسلئے
 میں بانس میں جاگٹ اور ایک مقام پر جھاڑیاں اور چول بٹا کر صاف سامنے
 ایسا توڑ یکہ جہاں میں پوشیدہ ہو کر توڑی دیر آرام کر سکوں۔ میں رات
 سرگرداں رہ کر اس قدر خستہ و ماند ہو گیا تھا کہ میں لیٹتے ہی سو گیا۔
 چند گھنٹہ بعد جب میں اٹھا تو سخت گھبرا گیا کیونکہ آفتاب کئی نیزہ بلند
 ہو چکا تھا۔ لیکن چونکہ میرے چاروں طرف سکوت طاری تھا اسلئے میری
 تشویش رفع ہو گئی۔ اور میں سمجھ گیا کہ بتدریج خیال کرتا تھا یہی اس قدر
 نہیں چڑا ہے۔

آب میں فوراً اٹھا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا احتیاط کے ساتھ مندر
 کے اس طرف روانہ ہوا جہاں نیلے کے رہنے کا حجرہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ بہت
 سویرے اٹھتا ہے۔ اس حجرہ کے قریب پہونچکر میں نے دیوار سے کان دیکھا کیونکہ
 چاہا کہ کوئی شخص اس وقت اس کے پاس موجود نہ ہو۔ اندر سے اس قسم
 کی آواز سنائی دی کہ کوئی شخص پوچھا یا مقدس کتب کی تلاوت کر رہا ہے۔
 میں نے فوراً دروازہ کھٹکھٹایا۔

آہستہ سے ایک دروازہ کھلا اور لکھ بھر کے بعد بڑے نیلے کی محبت بھری
 صورت میرے سامنے موجود ہو گئی۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے حجرہ میں
 داخل کر لیا اور فوراً دروازہ بند کر دیا۔

مجھے دیکھ کر اس وقت جو خوشی اس شخص کو حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے
 مکی محبت بھری نظریں میرے چہرہ پر جمی ہوئی تھیں اور خوشی کی وجہ سے

نہ سکتا تھا۔ میں ہی اسے دیکھ کر اتنا ہی خوش ہوا۔ میں نے اُس کا ہاتھ
 در مصافحہ کیا۔ اس نے مجھے اُس وقت تک ایک لفظ ہی زبان سے نکلتے
 جب تک کہ اس نے چائے تیار کر کے مجھے پلانہ لی۔

میں کے بند میں نے اپنی گزشتہ مصیبتوں کا مفصل حال بیان کیا اور اُس
 سست کی کہ جلد جلد ممکن ہو سکے اور تبتو کا پکھ پتہ بتائے اگر اس نے
 کر لیا ہو۔

بڑے فیکر نے بیان کیا کہ اور تبتو کی خادمہ دومرتبہ مندر میں آچکی ہے
 اپنی مالکہ کی نسبت کوئی صاف بات نہیں بتا سکی۔ مگر اب چونکہ وہ
 بھی جو اور تبتو کو پہونچانے گیا تھا۔ ٹوکیو۔ واپس آگیا ہے۔ اور یہ وہی
 دن کے بعد ہوئی ہے اس لیے وہ خادمہ یہ کہتی تھی کہ اور تبتو کو کسی ایسے
 پر پہونچایا گیا ہے جہاں تک ڈیڑھ دن کا سفر ہوتا ہے اس سے اندازہ
 کہ دونوں ہائیوں نے اس کی مالکہ کو اپنے ایک دیہاتی مکان میں قید
 ہے جو ان کی ایک کوہستانی جائداد میں واقع ہے۔ اور وہ علاقہ بھی
 ن اور سنسان ہے۔ اس نے کہی نہیں دیکھا کہ خاندان کا کوئی بھی آدمی
 اس جائداد میں جا کر رہا ہو۔ لیکن جیسی ندان میں اس نے یہ ذکر سنا ہے
 گھر کے وقت چھپنے کے لیے وہ علاقہ بہت اچھا ہے۔

بڑے فیکر نے کہا کہ خادمہ کی باتوں سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ
 آجی کے علاقہ میں کسی جگہ ہے۔ بڑے فیکر کے پاس ایک چوٹا سا
 رہا ہے جو وہ تھا جس پر راستہ دکھایا گیا تھا یہ اس نے اس لئے تیار
 تاکہ میں وہاں دوسرے راستہ سے اس طرح پہونچ جاؤں کہ زیادہ وقت
 نہ نہ ہو۔ کیونکہ ہمارے لئے وقت ہی اہم ترین چیز تھی۔

فقیر نے بیان کیا کہ یقین کامل ہے کہ اوتیتو اپنے قول پر ثابت رہے گی کیونکہ وہ ایسی رٹا کی نہیں ہے جس پر کسی کا جبر و گراہ یا جور و ظلم کر سکے۔ علاوہ ازیں اگر وہ دیکھے گی کہ رٹائی اور آپ سے منے کی کوئی مہیا نہیں تو وہ اپنی جان دیے گی۔

چونکہ کیوٹری کو اوتیتو کی نسبت مجھ سے زیادہ علم تھا اس لئے مجھے اسے کی تاہید کرنا پڑی اور درحقیقت یہی خیال میرا ہی تھا۔ میں اس کے کرنے کے لیے نوڈاروانہ ہونے کو تاہم اس نے دن کے وقت سفر کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی۔ کیونکہ اس وقت بہت ممکن تھا کہ اوتیتو کے ٹھہر کا کو آدمی مجھے دیکھ لیتا اور میرا تعاقب پرکھ جاتا۔ اور اس طرح مجھے منزل مقصد تک ہرگز نہ جانے دیا جاتا۔ راستہ ہی میں قتل کر دیا جاتا۔ میں نے ہر جہہ جاننے کے لئے اصرار کیا مگر فقیر نے ایک نہ سنی اس لئے مجھے مجبوراً ایک دن صابغ کرنا پڑا۔

اس نے مجھے ہدایت کی کہ میں اس حجرہ میں خاموش بیٹھا ہوں کہ سو جاؤں تاکہ آئندہ سفر کے لیے تیار ہو جاؤں مجھے مجبوراً اس کے حکم کی تعمیل کرنا پڑی اور میں دن بھر اس حجرہ میں قید رہا۔ واقعی وہ شخص ہمارا سچا خیر خواہ تھا۔ مگر اس نے میری مدد نہ کی، ہوتی تو مجھے اپنی محبوبہ کا وصل کہی حاصل نہ ہوتا۔

میں نے چند بنگ نوٹ بڑے فقیر کے ہاتھ پرچکے سے رکھ دئے کہونکہ پیرے خیال میں یہ ہماری آخری ملاقات تھی۔ اور دو بیچارہ اس قدر مفلس و نادار تھا کہ ہم سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ ہر حال یہ رقم اس قدر کافی تھی کہ اس کے اخراجات اتنی مدت تک پورے ہو سکتے تھے کیونکہ حاجات میں

یہ سب زندگی بہت ہی ارزان ہیں۔

نٹ کا مل یقین تھا کہ اب ہماری مصیبتوں کے ان کٹ گئے۔ اب صرف چند بات یا چند دنوں کی بات ہے کہ، دیتسو میرے پہلو میں ہوگی۔ میرے لئے اس وقت بڑے ہوئے تھے۔ میں اپنے اندر ایک تازہ روح پاتا تھا۔ یہ بات ایک پرانے سے وہ سب بول گیا تھا اور جو شہین دیتسو پر دوسری میں وہ ہی بد ختم ہوئی تھی اس وقت روانہ ہونے کی دیر نہ تھی۔

ازین اس مشق فیر کا دیا ہوا نقشہ ہی میرے پاس تھا۔ میں نے وہ نقشہ نکالا اور اپنی انکلی اس خط پر پھیری جو ایک مقام سے دوسرے مقام تک دریاؤں اور پہاڑوں کو ملے کرتی ہوئی جاتی تھی اور تمام تر فوجی فہم نشین کر لیا۔ الغرض میں نے یہی کہہ دیا کہ کم سو مرتبہ اس تمام مشہروں اور قبیلوں کے نام مشہور بار بار پڑائے کہ وہ مجھے اندازہ دے۔ یہ کارروائی میرے نزدیک اور ہی اپنی ہوئی کیونکہ بہت گمان تھا کہ وہ اسی صورت سے شناخت ہو جاتا اور میں راہ میں بغیر کسی رہنما کے رہتا تھا۔

میری قنوت کا باعث ایک اور چیز بھی تھی یعنی دیتسو کا دیا ہوا نقشہ میرے لئے جس میں پڑا ہوا تھا۔ سب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ تو پیرا سر پر اپنے لئے ہی اثر سے میری ہر جگہ مدد کر رہا ہے۔ قید خانہ سے فرار ہوئے بعد میں بل بائنگ کے اندر تھا تو موت میرا منہ دیکھ رہی تھی دوسری طرف ان کسٹروں نے مجھ پر گولیوں سے سائیں تو میرے سر میں ہر جگہ نہ رہتا کہیں کسی غلطی سے ان گولیوں سے محفوظ رکھا۔ یہ گولیوں کا خون نہیں۔ ملا وہ ازین جب میں تک کر پڑا تو اس قدر دیر سے اس وقت سے اتنی دیر کو میری مدد اور حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔

میں نے مٹرج زیشم میں لپٹا ہوا وہ طہری عوبید کا لاجس کے غلات پر ستر
 بون سے کشیدہ کر دیا ہوا تھا۔ اور اس کی طرت بہت دیر تک قحب۔
 دیکھتا رہا۔ مگر اس عوبید سے بید غبت اور عقیدت ہو گئی تھی۔
 ممکن ہے کہ اس عوبید میں کوئی پر اسرار طاقت نہ ہو۔ لیکن یہ میرے غرض
 وہ پر ہی عزت نہا کیونکہ وہ انیتسو کی نشانی تھی اور وہ ایسے وقت
 جب ہم دونوں میں شادی کا قول و قرار ہوا تھا۔ عوبید کو لیلیٰ کا کتا پیارا ہے
 مجھے اپنی ادیتسو کا دیا ہوا عوبید بھی پیارا ہوتا۔

باب نمبر ۱۹

دوسرا احسان

کھٹن سے کھٹن دقت بھی آتا ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آج کا بارشاد
 ہی تمام ہوا اور ترس آفتاب جانب مغرب بہا ڈول کے پیچھے غائب ہو گیا
 نیگرون آسمان کے چہرہ پر رفتہ رفتہ ظلمت شب نے اثر ڈالا اور تارے
 ہمد دیگر اپنی اپنی جگہ دکھانے لگے۔ روز روشن کی حکومت ختم ہوئی
 سب جگہ ظلمت شب کا دور دورہ ہو گیا۔ میرے سفر کا وقت بھی پہنچا
 اور میرے بڑے دوست کیورسی نے سینکڑوں دعائیں دیکر مجھے رخصت
 کیا۔ اور زینہ تک میرا ساتھ آیا۔

مجھے اس وقت جلتے کی اس قدر جلدی تھی کہ میں نے اندھا دھند زینہ پر
 اترنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ پیرا پاؤں پھسلا اور اگر میں الخاق سے برا
 کی جھاڑیاں نہ بکڑا لیتا تو سینکڑوں سیڑھیوں پر لاٹھکا ہوا پتھر پڑتا

سے تمام اعضا چور چور ہو جاتے۔

میں نیچے اتر کر بغیر کسی اپنی محبوبہ کے مکان پر پیار کی ایک نگاہ ڈالی۔ وہاں کوئی دکھائی نہ دیا۔ مکان میں روشنی بھی نہ تھی۔ تمام عمارت سیاہ بانگ معلوم ہوتی تھی بہر حال میں نے اپنا سفر جاری رکھا۔

میرے سفر کا پہلا حصہ بذریعہ ریل ہو کر نکلا تھا۔ اس لیے میں بہت دور تک کر رہا تھا اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ میں ہر وقت راستہ کے اطراف جھپٹتا رہتا تھا کہ کسی پولیسمن کو دیکھتا تھا ہمیشہ منہ چپا کر بھل جاتا۔

باوجود اس قدر دیر کے یہی جیب میں اسٹیشن پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی گاڑی ریل میں نصف گھنٹہ کی دیر ہے۔ اور اس وقت تک پلیٹ فارم کے ہانگ معلقین گئے۔

اس وقت اسٹیشن پر بھی کچھ چل پھل نہ تھی۔ کیونکہ بہت رات آچکی تھی۔ اس قدر آدمی اسٹیشن پر موجود تھے کہ میرا وہاں نظر نہ پڑتا تھا۔ اس لیے ایک فریسنے کے بعد اسٹیشن سے باہر اندھیرے میں ٹھلنے لگا۔ کبھی کسی ڈار کی طرف ہی نکل جاتا تھا بہت جلد وہیں آ جاتا تھا۔

وہ کہ قبہ خانہ سے فرار ہونے میں میری گھڑی ڈٹ گئی تھی۔ اس لیے منت دیکھنے کے لیے بار بار اسٹیشن پر آنا پڑتا تھا۔ بالآخر جب پلیٹ فارم پر پہنچا تو آغوش مار کی طرح کچھ نظر آئے تو میں قدم ہٹا کر اور اس انفر کو بدھانک پر کھڑا ہوا جانا کھٹ دکھایا۔

میں اسی وقت کسی شخص نے عقب کی طرف سے میرا بازو پکڑ لیا۔ بے جلدی سے منہ پھیر کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جا پانی پولیس من

میرے برادر کھڑا ہوا ہے۔ اس نے تندیب کے ساتھ مجھے جک کر لیا
اور مجھ سے کچھ بات چا پاتی زبان میں کہی مگر میں کچھ نہ سمجھا۔

مگر اس وقت قطعی حواس باختہ نہیں ہوا۔ میں نے ہی تندیب کے
کہا کہ میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکتا۔ اور یہ کہ میں نے آگے بڑھنا
مگر وہ پولیسین آگے بڑھ کر میری راہ میں حائل ہو گیا اور مجھے آگے جانا
رکھا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دوسری تھیبیت نازل ہوئی۔ اور میں

اس خیال سے اور ہر دہر دیکھا کہ جان کی اسے کے لیے کیا نہ ہر اختیار کی
پہلے تو میں نے یہ سوچا کہ اس حلقے سے آدمی کو ہکا بک کر زمین میں
سیکن فوراً میری سمجھ میں آ گیا کہ ایسا کرنا سخت حماقت ہو گا۔ اسلئے یہ خیال
دل سے نکال دیا گیا۔ میں نے نہایت ادب سے اپنے گرفتار کنندہ
سامنے سر جھکا لیا اور چھ زبان میں اسے بھایا کہ دیکھو دیکھو میں سخت

کڑھ رہا ہوں۔ اور جس شخص کی وہ تہذیب میں ہے وہ کوئی دوسرا شخص ہو گا۔
پولیسین نے اسی طرح تندیب سے جواب دیا کہ ممکن ہے ایسا ہو لیکن یہ
خبر دے کہ جو شخص بہت سے الزامات میں پولیسین کا مطلب ہے اس سے آ
صورت بہت مشابہ ہے۔ اس نے مجھ سے موافقی مانگ کر کہا کہ آپ کو
تو ضرور ہو گی لیکن آپ میرے ساتھ قریب تر بنیں۔ تھیبیت تھیبین جانا
دیگر افسران جو ہم سے زیادہ قابل ہیں آپ کی سخت کوشش کریں گے۔ میں
جو ب دیا کہ اگر میں نے اس کے کہنے پر عمل کیا تو میری گڑھی چوٹ جاگے
اور چونکہ جس کام پر میں جاتا ہوں وہ نہایت بڑے اس کے اگر یہ زمین
چوٹ گئی تو بہت زبردست مالی نقصان ہو گا۔

میں نے دیکھا کہ وہ میرا مطلب تو سمجھ گیا ہے لیکن وہ اپنی منہ پر

نے تھانہ پر لیجانے کا اصرار کیا۔ موقوفہ انسٹیٹوشن کا تھا جہاں صد ہا آدمی
تھے اسلئے میں نے اسکے سوائے اور کوئی پارہ نہ دیکھا کہ میں اس کے
تھانہ کو چلون۔

اس تھانہ میں ۱۰ بجے لے گیا وہ توڑی ہی دور کے فاصلے پر تھا۔ جب ہم
پہنچے تو وہ انسر بھی میری شناخت پر ہی طرح نہ کر سکے اسلئے انہوں نے
بلکہ یہ کہ منہ کو توالی میں لیجا یا جائے جو کسی قدر فاصلہ پر تھی۔ جب ان
ہاٹے مجھے یہ بات سمجائی تو میں نے بڑی خوشی سے وہاں جانا منظور کر لیا
نے سمجھ لیا تھا کہ اگرچہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے تو اسی میں بہلائی ہے
رے ساتھ صرف ایک ہی پولیس والا ہے۔ اور ذہ ابھی ایسا ہی میری
ت زیادہ شبہ نہ کرنا ہو۔

میری یہ چال کامیاب ہوئی اور میں اس پولیس کے ساتھ جلدی جلدی
ہلی جانے پر آمادہ ہو گیا۔

صبح رات کو سخت گرمی تھی اور ہوا میں بند تھی۔ جب ہم کچھ دیر تک چل چکے
تو چائے خانہ ہمیں نظر پڑا جس کے عقب میں ایک بڑا سا باغ تھا۔
انے خانہ اور باغ میں بہت سی خوبصورت کاغذی قندیلیں جلا کر روشن کی گئی
ں۔ اور کوئی ترکیب یہ رکھی گئی تھی کہ وہ قندیلیں ہوا میں ہل رہی ہیں۔
سے آنے والوں کو یہ خیال گزرتا تھا کہ اس مقام میں خوب ہوا
ہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ گرمی کی شدت سے میری طرح اس پولیس والے
بی سکتے تکلیف ہو رہے ہیں۔ میں ایک جگہ توڑی دیوڑ کا اور میں نے اپنی
مانی سے پسینہ پاک کیا میں نے اس وقت دیکھا کہ وہ پولیس چائے خانہ کی
ت بڑی لچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔

میں نے اس سے چینی زبان میں کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ذرا
چکر اپنی نشنگی کو تسکین دے لیں۔ انہی نے پوری بات پر کچھ دیر غور کیا
تو لاکہ بھی چونکہ آپ زبرد حراست نہیں ہیں اسلئے ایسا کرنا خلاف ضابطہ
انفرنس ہم دونوں اس مہارت میں داخل ہو گئے اور عقب کی جانب جو پورا
باغ تھا اس میں جا بیٹھے۔ جہاں تو اردوں کے پانی سے ٹک کر ہوا کی قدر خوش
بو محسوس ہوتی تھی اتفاق سے یہ ایک مشہور و معروف چائے خانہ نکلا اور اسوا
وہاں کئی بیٹھ گور تھیں بھی لہذا ان کی خدمت اور تفریح کے لیے موجود تھیں
ہم نے دو جام شراب معہ بہت کچھ طلب کئے۔ اور آہستہ آہستہ
پینے لگے۔ جتنی اس وقت کسی جیشا کے گانے اور تپنے پر کوئی توجہ نہیں کی کیونکہ
مجھے اپنی جان بچانے کی فکر تھی جو تھی اس لئے مجھے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ میں بڑا
شراب پلا کر اس بولسین کو بوسہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ بہت بوسہ سنا دیتی
اور مجھے اپنی ذمہ داریوں کا بہت بڑا خیال تھا۔ اور وہ اپنا جام میری طرف
آہستہ آہستہ لی رہا تھا انفرنس ہم اسی طرح تقریباً پانچ گھنٹہ تک بیٹھے رہے۔
اس وقت میرا دل مایوس ہوا جاتا تھا۔ اور اب تک جو امید میں تھی اسے اپنے
دل میں قائم کی نہیں ان سب پر بانی پرا جاتا تھا۔ اور بچنے کی کوئی صورت
نظر نہ آتی تھی۔

ایک دوسری جیشا آئی اور اس نے میرا جام لبریز کر دیا مگر وہ دوسری
ادنی کی طرف نہیں گئی۔ جیسا کہ جام تو پر دستور ہے۔ وہ جو چند دھند
سیرے ہی سامنے گڑھی رہی۔ حتیٰ کہ میں آگے اٹھا کر اسکو دیکھنے پر مجبور ہوا۔
جب میں نے دیکھا تو میرے منہ سے بے اختیار ہو کر چیخ نکلنے والی تھی مگر
میں نے ضبط سے کام لیا۔ یہ فوراً صورت عورت جو اس وقت میری طرف

وہی تھی وہی اذنی حیشا تھی میں نے میری جان بچا کر پھر اس قدر احسان عظیم
 بنا کہ جب وہ دوسرے شخص کی طرف رخ جانے لگی تو اس نے مجھے کس قدر اشارہ
 کیا میں اس اشارہ کا مطلب سمجھ سکا۔ لیکن اس وقت میرے دل میں زبردستی
 میں زندہ ہو گئی تھی۔ اور میرا دل خوشی سے ہاتھوں اڑ چلا رہا تھا۔

یہ حیشا عورتیں اس قدر ہوشیار اور سرزینہ الفہم ہوتی ہیں کہ اس عورت
 فوراً سمجھ لیا کہ اب میں ایک نئی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ اور وہ فوراً
 ہی رہائی کی فکر میں کرنے لگی۔ اب میرا کام صرف اس قدر رہا کہ جب تک وہ دینی
 بنی تدبیر سے کام لیتے کہ اس وقت تک اس پولیس میں کہ
 نئے مکانوں۔ چنانچہ میں نے فوراً کارروائی شروع کر دی اور اسکو ادھر ادھر
 دیکھتے سناتا شروع کر دئے۔ اور اس طرح بہت سا وقت نہال دیا
 میں اذنی کی آمد کا بھیجی سے انتظار کر رہا تھا۔

بالآخر وہ پہنچ آئی۔ لیکن اس وقت اس نے ہماری طرف آنکھ اٹھا کر ہنسی دیکھا
 نے ہمارے دونوں کو یکے بعد دیگرے دو بار پلانا شروع کیا۔ اور آہستہ آہستہ کام کرتی
 تھی خراشاں خراشاں ہم تک پہنچی۔ وہ سب کے ساتھ ہنستی بولتی اور چلیں
 تی آ رہی تھی۔ وہ میرے سامنے آئی اور میرا جام بھرنا چاہا۔ اور اس نے
 سے کوئی بات جا پاتی زبان میں کہی جسے میں نہ سمجھا۔ بعد ازاں وہ میرے
 اتنی کے پاس پہنچی جب وہ اسکے جام میں شراب اُٹھیلنے لگی تو گہری ہوتی
 اذ میں ایک خلیفہ سی پیچ اسکے منہ سے نکل گئی۔ اُسے فوراً پولیس کے
 منہ سے جام چھین لیا اور جو کچھ اس میں باقی تھا وہ اپنے پیچے پینک دیا۔
 دہرے آہستہ تمام وہ جام بھر کر پولیس میں کو دیدیا۔ جب وہ وہاں سے
 گئے بڑھ گئی تو پولیس میں نے مجھے مسکرا کر کہا "کچھ نہیں میرے جام میں ابک"

کوئی پردہ گئی تھی۔ اب نے دیکھا کہ یہ عمر جس کشفہ سلیقہ شعار ہیں۔ ہاں
 خباب اب اپنا نقشہ ہماری رکھتے

میں پھر نقشہ بیان کرنے لگا۔ وہ اس سے بچہ مسرور ہوا اور خوب ہند
 بس کہی کہی شہر کی چٹکی نکالتا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کے خواہش مختل ہوتا
 شروع ہو گئے اور جہ کہ میں بیان کر رہا تھا اسٹا مطلب سمجھنے سے اس کا وہ
 قاصر ہو رہا تھا۔ اب اسکی مہنی ہی بند ہو گئی تھی۔ اور وہ اپنے کسی خیال میں
 مشغول ہو گیا۔ توڑی دیر بعد اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ میں نے دیکھا
 کہ وہ سینے کی بچہ کوشش کر رہا تھا۔ چند لمحوں تک تو وہ سنبھلا رہا مگر اسے یہ
 پھر اسکی آنکھیں رفتہ رفتہ بند ہو گئیں۔ میں نے ہی بولنا بند کر دیا۔ مگر اسے
 کوئی پردہ نہ کی۔ اس کے چند لمحوں کے بعد اسکی گردن سینہ کی طرف جھک گئی اور
 وہ ایک کروٹ جھک گیا۔ اسوقت وہ نفسی ہوش تھا۔

میں وہاں سے فوراً اٹھا اور ایک دکان کو مقول قیمت ادا کر کے ہنستے
 ہوئے اس سے کہا کہ دیکھو ہمارا اس ہنسی کس طرح سو رہا ہے۔ وہ بھی اسے دیکھ کر
 ہنسنا۔ میرے خیال میں باغ کی ٹنڈی ٹنڈی ہوا میں اس طرح لوگوں کا سوجا
 عموماً ہوتا ہوگا۔ اسی وجہ سے مانف دوکان نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

بعد ازاں وہ قدم بڑھاتا ہوا اس چائے خانہ سے نکلا۔ درمیان پرانے
 آٹیا جہاں تار بکی تھی۔ اس مرتبہ ہر قدرت نے ایک پراسرار طریقہ سے میری
 مدد کی ورنہ میں تو اپنی رہائی سے قطعی مایوس ہو چکا ہوتا۔ آج نئے پریقین ہو گیا
 کہ بعض عجیب طاقتیں میری حفاظت کر رہی ہیں۔ ورنہ اسوقت کوئی انسانی
 طاقت نکلے بچا نہیں سکتی تھی۔ اور میرے خیال میں یہ تمام کرامات اور ہمتوں
 کے ظہری تعویذ کی ہوتی۔

پشتِ مہال

احسان و احسان

میں سڑک کی تاریک طرف ہوتا ہوا دہان سے جلد بالکیں ابھی میرے
میں کوئی خیال اس بارہ میں نہیں آتا تھا کہ میں اس سفر کی پہلی منزل کس طرح
کروں۔ مجھے اس وقت یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں ڈیکو کے کون سے محلہ بنی
رکھڑے ہوں۔ میں ان فتنہ یلوں کی روشنی سے جدی جلدی نکل گیا۔ جو
میں روشن تھیں۔ روشنی سے باہر ہونے کے بعد میں ایک جگہ رکتا
رہ سوچنے لگا کہ اب کیا تدبیر کی جائے۔ اور خیر و عافیت کے ساتھ اس
شہر سے کیونکر نکلا جائے۔ کچھ دیر تک دماغ پروردگار کے بعد نہ
میرا سوچا کہ یہاں سے پیدل روانہ ہو کر کسی دوسرے اسٹیشن پر ٹرین
میں سوار ہو جانا چاہیے۔ مگر اس تدبیر میں نقص یہ تھا کہ ایک تو پیادہ رہی
میں وقت بہت محنت ہو گا دوسرے اگر کوئی ٹرین ہی ملے گی تو کم رفتار
ہو گی۔ علاوہ ازیں لوگوں سے دریافت کئے بغیر راستہ پاتا بھی دشوار ہو گا
قبل اس کے کہ میں اس تدبیر پر عمل پیرا ہوں کہ میں نے استغفار
لینا چاہا اور وہ اس طرح سے کہ اپنی جیب میں رکھے دیکھوں اگر عدد طاق
ہو تو دہشتہ ہاتھ کی طرف چلوں ورنہ ہاتھیں ہاتھ کو۔

میں اس وقت یہ دیکھ کر بہت گھبرایا کہ کوئی بوٹا سے قد کا آدمی
اندھیرے میں چکر بیری طرف آ رہا ہے۔ میرے قریب پہنچ کر اس نے
چینی زبان میں کہا۔

آواز:- میں بہت خوش ہوئی کہ آپ نے میرا انتظار کیا۔

یہ آواز میری حسین محسنہ اودنی کی تھی۔ اسوقت اس کا

مجھے بہت خوش آئند معلوم ہوا کیونکہ میں جانتا تھا کہ جو کچھ وہ مشورے

مجھے دے گی وہ میرے لئے بیکار ہو گا مجھے اسکا ہی خیال تھا کہ عورت

نے مجھ پر دومرتبہ احسان کیا۔ اور اسکے دونوں احسان ہفت

عظیم ہیں کہ میں ان کے بارے سے کبھی سبکدوش نہ ہو سکوں گا۔

اودنی:- مجھے اسوقت ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں۔ اگر مالک کان

نے مجھے نہ دیکھا تو وہ اپنے نوکران پر بہت ناراض ہو گا۔ اس سڑک

دوسرے گوشہ پر میرا کرنا کش میرا انتظار کر رہا ہے۔ وہ میرا حد درجہ کا

جان نثار اور فرمانبردار ہے۔ اور جو کچھ میں حکم دیتی ہوں وہ اُسکی فوراً

تعمیل کرتا ہے۔ اب جہاں ہی آپ جانا چاہیں وہ شخص آپ کو آٹا قانا

دیں ہو پکا اسے گا۔ وہ نہایت اچھا دوزندہ ہے۔ بس اب دقت ضائع

نہ کیجئے اور میرے ساتھ وہاں چلئے۔ دیکھئے چاند ریوی پہاڑوں کی

چوٹیوں سے کس طرح نور افشانی کر رہی ہے۔

یہ ککر اس حسین و جمیل محسنہ سے میری آستین پکڑی اور مجھے

ایک سمت کو گھسیٹا میں نے آسمان کی طرف دیکھا اسوقت میرے سامنے

ایک عجیب و غریب منظر تھا۔ جسے میں عمر بھر نہیں بھول سکتا۔ دنیا کے

سین تین پہاڑ کی چوٹی پر اسوقت واقعی چاند اپنی منور شعاعوں سے

نور پاشی کر رہا تھا۔ یہ منظر اسقدر دلفریب تھا کہ شاید دیگر مالک میں نظر

نہ آتا ہو۔ میں اسی وقت سمجھ گیا کہ جا پانیوں کی زندگی بلکہ روحوں میں

جمالیات کی کس قدر جگہ ہے۔

جب اودنی قبضہ کو سڑک پر کھینچے لئے جاتی تھی۔ تو چاندنی کی وجہ سے
 بلی دودھ ہو گئی تھی۔ اسوقت وہ ایک نہایت بیش قیمت لباس پہنے
 ہوئی تھی۔ بلکہ میں اس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے
 اس سے کہا:-

نہ:۔ اگر میں آپ کو مکر و تائے کر چلا گیا تو آپ کس طرح گھر پہنچیں گی۔
 ہمیشہ قیمت لباس پہنے ہوئے آپ پیادہ یا نہیں جا سکتیں۔ ممکن ہے
 کوئی شخص اس قیمتی لباس کے لالچ میں آپ کو قتل کر دے۔
 ”وہ میری طرف دیکھ کر ہنسی اور بولی:-“

دودنی:- میں اس قدر بیوقوف نہیں ہوں کہ اپنی جان خطرہ میں ڈالوں
 بن چائے خانہ کے کسی ملازم سے غارتا ایک پرانا پیرا ہن لے لوں گی
 اور پیدل اپنے گھر چلی جاؤں گی۔

اسوقت اسکا ہاتھ کانپٹا ہوا تھا۔ اور میں نے دریافت کیا:-
 میں:- کبذا اسوقت تم فوراً ہی ہو دیکھو تمہارا ہاتھ کانپٹا ہوا ہے۔
 اس نے فوراً اپنا ہاتھ ناراض ہو کر بٹالین اور بڑے زور سے ایک
 کپڑے پر مارا جو راستہ میں تھا۔ اور بولی:-

اودنی:- (ہاتھ سے خطاب کرتے ہوئے)۔ ہے سزا اسکی جو کسی کاراز قاش کرے
 اسوقت اسکے ہاتھ میں سخت جوشٹ لگی ہو گئی۔ مگر میں معام نہ کر سکا
 کیونکہ اس نے اس مضروب ہاتھ کو فوراً اپنے پیرا ہن کی جیب میں
 ڈال لی۔ اور وہ میرے برابر اس طرح چلنے لگی گویا کوئی نئی
 بات ہوئی ہی نہیں۔

دودنی:- اب آپ نے دیکھ لیا کہ میں گھر جاتے ہوئے ڈر سکتی ہوں۔

میں :- میں نہیں جانتا میں کیا خیال کروں لیکن اتنی بات ضرور جانتا ہوں کہ میں آپ کے احکامات کا غور نہیں دیکھتا۔
 اودنی :- اے دوتا سرورب اجنبی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک نیا
 جیشا عورت کے ساتھ اس طرح دوست بدوشت چکر آپ اس قدر
 عزت افزائی کر رہے ہیں جسکی کچھ انتہا نہیں۔ آپ نہیں جانتے رہیا
 میں عورتوں کی پوزیشن کس قدر ذلیل ہے۔ ہر عورت کو خواہ وہ کتنی ہی
 شریف اور اعلیٰ پایہ کی ہو ہمیشہ مرد کے پیچھے چلنا پڑتا ہے۔ جہت کہ میں
 اس میں دیکھا میں زندہ ہوں لیکن جیتک دینوی زندگی کے بعد "یہ" و
 د عالم رواج میں رہوں گی۔ میں آپ کے اس رحم و کرم کو ہرگز نہ بھولوں گی
 میں اس زندگی میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی کیونکہ میں اس قدر بیمار و ذلیل ہوں
 جیسے آپ کے چوتھوں کی خاک لیکن عام رواج میں چوپکر میں آپ کی اور آپ کے
 گھر کی خاطر خواہ خدمت انجام دے سکوں گی۔ آپ کو توقف کے بعد اگر میل ہوتا
 آپ کی سین پکڑے ہوئے کا بتاؤ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت میرے
 دل میں جوش اور اضطراب تھا۔ اسلئے میں نے اس بات کو سزا دی کہ
 اس نے دل کا راز انکشاف کر دیا۔

اس وقت میں اس کی باتوں کو سہمہ بکاس ہوئے سن رہا تھا جو نفع
 سے بالکل خالی تھیں۔ اس لیے پاس نظر نہیں آتے جو میں اس کی بات کا
 کوئی مقول جواب دے سکتا۔ اور واقعی اس کے بعد کچھ گستاخانہ اور
 کئی چیزیں مانی تھیں۔

لیکن اپنی زبان کی طرح میں اپنے دل کو خاموش نہیں رکھ سکتا تھا یہاں
 نہیں یہ ہمیشہ جو اس وقت میرے برابر چل رہی تھی اور جس نے نصف گھنٹہ قبل

پولیسین کو وار دے بیوشی پھا کر میری جان بچائی تھی یہ موجود تھی۔ وہ
 نے جان بچانے اور میری محبت کی وجہ سے بار بار خود کو تباہی کے
 میں جو تک ویدی تھی۔ اور قطعی پر وہ نہ کرتی تھی کہ وہ کس قدر قربانی کر رہی
 تھی۔ اور یہ سب کچھ کس کے لئے؟ ایک اجنبی کے لئے۔ اور ایک ایسے
 شخص کے لئے جو دوسری عورت پر فریفتہ تھا۔ اللہ اللہ دنیا میں ایسی بھی
 تشار اور وفادار عورتیں ہوتی ہیں۔ اس وفادار اور جان نثار عورت
 مقابلہ میں میں بالکل خود غرض اور ذلیل آدمی تھا۔

ہم خاموشی کے ساتھ سڑک کے کونہ سے گھوم کر تقریباً سو قدم آگے
 پہنچ گئے۔ یہاں پہونچ کر ایک دکان میں جان کھانا فروخت ہوتا تھا اور وہی
 آجستہ سے ایک شخص کا نام لیکر پکارا۔ فوراً ایک قلم اس دکان سے
 برنٹھو۔ اور آکر پھر نہایت ادب سے جھٹ کر سلام کیا۔

اودنی نے مختصر الفاظ میں اس سے کچھ کہا۔ اور وہ جا کر کہیں سے فوراً
 سے کر دنا "گاڑی لے آیا۔ گاڑی کے آنے ہی اس نے مجھے بیٹھنے کے لئے
 اور میں نے فوراً تمبیل کی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کہاں جانا
 ہوتا ہوں اور مختصر الفاظ میں میں نے اسے اپنے سفر کی سمت بتا دی۔

اودنی نے ایک ریلوے اسٹیشن کا نام لیا جو وہاں سے بیس میل کے
 صلہ پر تھا اور کہا کہ مجھے وہاں طلبہ مع آفتاب سے قبل پہونچ جانا چاہیے
 و کے بعد اس نے اس قلمی کو ٹھکانہ ٹھکانہ کیسا تمہ کچھ بدلتا کہن۔ میں فریسی
 د گیا کہ اسکو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس سفر میں اپنی پوری طاقت سے کام
 لے۔ اور اس قلمی نے ہی تمبیل ارشاد کا وعدہ کیا۔

اسکے بعد وہ شخص فوراً گاڑی میں جٹ گیا۔ اور ابھی ایک ہی قدم چلا تھا کہ

میں نے اسے روکا۔

میں نے آدائی کی طرف دیکھا جو اسوقت کچھ فاصلہ پر جانہ نی م
کڑی شکر اہی تھی۔ اسوقت ہرے دل میں دفنائیہ خیال آیا کہ اگر میرے
پاس کوئی چیز ہو تو بطور یادگار آدائی کو دیدوں۔ جس سے اسے بہت خوش
ہو گی۔ یہ سوچ کر میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ٹوٹا۔ اسوقت میرا
خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ مجھے معلوم ہو کہ بری جیب میں بدتمہ ہوگا ان
ایک طلائی خیر ہڈیاں جو ابے جو میں نے ایک دوکان سے خریدا تھا جہاں پرانی
اور نادر چیزیں فروخت ہوتی تھیں۔ یہ میں نے اوٹھو کے قے خریدا تھا۔ مگر
اسکے دے نہ سکا تھا۔ میں نے ہاتھ ہٹا کر آدائی کیلئے پھیلا دیا۔ اس نے بہت
پسند پیش کے بعد وہ چیز لے لی اور میں نے کہا۔

میں نے اسے شیر دل خوبصورت ٹیٹی اچھو کھا احسان تمہنے بھیر کئے ہیں اچھا
سادھ دینا ناممکن ہے۔ لیکن یہ خیر چیز میں بھی پیش کرتا ہوں۔ یہ بری یادگار
کے طور پر اپنے پاس رکھو۔ میں آپ کی فرمائیاں کبھی نہ بدلوں گا۔

اس کے بعد اس نے علی کو ڈاٹ کر حکم دیا۔ اور وہ فوراً زبان سے نکلی
کی طرح روانہ ہو گیا اور لمحہ ہر میں وہ جانثار اور محبت شعار جنگاوی بری
نظروں سے غائب ہو گئی۔ میں نے ہر فعل کو آواز دی کہ ذرا رک جائے۔ لیکن
اس مرتبہ اسنے ایک دشمنی۔ اور وہ انتہا درجہ کی تیز رفتاری کیسے متدہ رہتا
رہا۔ میں اسوقت خوش بھی تھا اور غول بھی۔

لیل تو اس وجہ سے تھا کہ آدائی سے جدائی ہوئی اور میں اسکی جان نثار
کا کچھ بھی شکریہ نہ ادا کر سکا۔ اب بہت ممکن تھا کہ ہماری ملاقات کبھی نہ ہو۔
خوش اسوجہ سے تھا کہ جسقدر جلد میں اس سے دور ہو جاؤں اسی قدر بہتر ہے

بدین جدائی کا صدر کا ناقابل برداشت ہو جاتا۔

باب کیسوال

”رجوے ٹرین“

جرپکا دوتی نے کہا تادہ بیج ہو ۱۰۰ مصر ۱ دن ابھی شروع بھی ہونے
 لگا کہ میں اس دہائی اسٹیشن پر پہنچ گیا جو ٹو کیو سے بیس میل کے
 پر تھا۔ کروٹا میں بیٹھ کر اس قدر تیز رفتاری کے ساتھ چاندنی راستہ میں
 نہتا ہرگز خطرہ سے خالی نہیں کیونکہ یہ گاڑی اس قدر ہلکی اور سبب
 رہتی ہے کہ اگر سڑک پر دراپتہ کے نیچے کوئی پتھر آ جاتا ہے تو مسافر
 لپٹتا ہے۔ اور سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور گاڑی کے الٹ جانے
 رہتا ہے۔ مجھے اس سفر میں سب سے زیادہ منظر شب بھاب کا پسند آیا۔
 شب بھاب کا یہ منظر جا پان اسی کے بنے مخصوص ہے۔ میرے دل
 نام فکرین اور ترددات دور ہو گئے تھے۔ دوسرا کہ منظر کو اس گردنا کس
 لطیف انسان ٹوپی کا تھا۔ یہ گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی چھتر کی طرح اس کے
 پر دھری ہوئی تھی۔ اور اچلتی چلتی تھی۔

تھوڑے دور تک تو شہر کے مکانات کا سلسلہ جاری رہا جب یہ ختم ہو گئے
 مذاقات شہر کے باغات کا سلسلہ جاری ہوا۔ ان کے بعد دھان کے
 ماتے ہوئے کھیتوں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اور یہ سلسلہ میاؤں تک
 ہی رہا۔ بس کہیں کہیں گاؤں آ جاتا تھا جس سے منظر کی یکسانی دور
 جاتی تھی۔

اب جبکہ میں چو پچی یہ ہی ایک موقع تھا لیکن کسی قدر بڑا اور اس قدر
 اس قدر سویرا تھا کہ لوگ بیدار نہیں ہوئے تھے۔ اسٹیشننگ گزرتے آئے
 کہ جسکے چونکہ وہاں کوئی پلیٹ فارم نہ تھا اس لئے کہ کنارہ ایک چوڑا
 پتھر تھا ہوا تھا۔ مگر گاؤں سے بہرہ رسانی چوڑی کر دیا گیا تھا۔
 میں تھا۔

اب اندر دیکھتے ہیں کہ اس قدر غنیمت شائق کے بعد وہ قریبی کتھر تھا
 یہ تو کوئی لیکن اب یہ سنکر پتھر ہوں گے کہ بڑی میں سے چند سے اسے با
 خیر رہا یہ وہ مرد اور فوراً سڑک پر ڈنگی چلتا ہوا رو رہا ہوا گیا۔
 رین ٹرین کے انتظار میں کہ اس پر بیٹھ گیا۔ میں خوش تھا کہ اس کی
 وقت پر پہنچا تھا۔ اب کٹھن میں غنیمت ہوئی۔ اگرچہ کل رات ٹرین چوڑی
 تھی مگر اب میں لوگوں کے خوف سے اسے اس منزل دور ہو گیا تھا۔ اس لئے
 خوش تھا۔

رفتہ رفتہ مشرقی سمت میں روشنی بڑھنے لگی اور اس کے بہت جلد ہی
 پہلے دھندلی چوڑیوں سے آفتاب کی تاب کی ترچھی کرنیں پڑنے لگیں۔ درختوں
 کی شاخوں سے چھپا کر دیا۔ اور اب وہ تھلاش طموہ چھپنے لگیں۔ اس کے بعد
 آسمان میں بھی بادل پیدا ہوئی اور وہ بھی ایک ایک دور دور کے چٹے ٹھونڈے
 سے بہرہ رسانی شروع ہوئے اور اپنے دھندلے کھیتوں کی طرف جانے لگے
 اب آفتاب کسی قدر اور بلند ہو گیا تو گرمی بڑھ گئی۔ ہر شے کے تھپتھپانے
 کے بعد اس طرح چمک رہے تھے تاکہ ہو کر ہوا میں جذب ہو گئے۔

ابھی کسی قدر سویرا ہی تھا کہ دو آدمی آئے اور اسٹیشن پر آئے۔ ہرچہ سننے
 لگے تھے چونکہ کوئی درکار نہ تھا اس لئے میں انہیں ڈکوں کی حرکت دیکھ

رہا۔ یہ درحقیقت ریلوے کے ملازم تھے۔ اور انہوں نے فوراً تمام
یشن کو جہاز پلوفہ کر صاف کر دیا۔

سکے بعد ایک اور شخص آیا جو کوئی بڑا احمدیہ اور معلوم ہوتا تھا۔ اور
مجھے معلوم ہو گیا کہ اسٹیشن کھلنے والا ہے۔ اور جب میں نے لوگوں کو
مت لائن پر نظر ڈالی تو مجھے دور فاصلہ پر کسی قدر دھواں اڑتا ہوا
پا۔ اب میں اٹھ کھڑا ہوا اور دفتر میں جا کر اپنا ٹکٹ خریدا۔ اور
بابو کو کسی قسم کا شبہ خود پر نہ ہونے دیا۔

ہندوستان کی طرح جاپان میں بھی گاڑیوں کے تین درجے ہوتے
۔ مگر فرسٹ کلاس کو غیر ٹکٹوں کے سوائے بہت کم لوگ استعمال
میں۔ اگر میں فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خریدتا تو اس وقت میں اس
میں اکیلا ہی مسافر ہوتا جو اس درجہ میں سفر کرنا نظر آتا اور اس
تمام لوگوں کی نظریں مجھ پر ہی پڑتیں۔ اور اس سے میں بچنا
ماتا۔ اس لئے میں نے سکند کلاس کو ترجیح دی۔ اس میں آرام بھی
بہت ہی بہت ہی کم ہے۔ مگر ڈکلاس میں ادنیٰ درجہ کے اور غریب سفر
نے ہیں۔

چند منٹ بعد ٹرین جس میں صرف تین ڈبے تھے بھنک بھنک کر
نی۔ اور میرے سامنے کھڑی ہو گئی۔ میں ہی ایک مسافر تھا جو بیٹھے
ہوئے واڑ تھا۔ میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ
آٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے میری منزل مقصود کی طرف
بڑھ گیا۔

میرے ڈبے میں صرف چند آدمی اور تھے۔ جن میں زیادہ تر سوداگرانہ

کسان تھے جو کسی ضرورت خاص کی وجہ سے سفر کر رہے تھے۔
 سمجھ گیا کہ فی الحال تو میں خطرہ سے باہر ہوں۔ اور جلد جلد منزل
 باگور کے قریب پہنچ رہا ہوں۔

مک جاپان میں بذریعہ ریل سفر کرنا بہت ہی دلچسپ ہے
 سفر میں انسان کو جاپانیوں کے دماغ و اخلاق سے خوب واقف
 ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس وقت میں ہی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا
 بہت خوش تھا۔ اگر اتفاق سے کوئی شخص توڑی سی ٹریزی جا
 نوہ، آپ سے ہزاروں قمر کے سوالات کرے گا اور ان میں
 آپ کی ذات کے متعلق ہوں گے۔ مگر اس وقت میرے ساتھی سا
 میں سے کوئی ہی انگریزی نہ جانتا تھا اس لئے میں ان کے فضول
 سے محفوظ رہا۔

سب سے پہلے جس اسٹیشن پر ٹرین رکی وہاں میں نے
 کہنے کو اور چائے خریدی اور خوب سیر ہو کر ناشتہ کیا اور
 دیگر لوگوں نے بھی چائے اور ناشتہ خریدا تھا اس لئے میرا
 کسی کوئی خاص توجہ نہ ہوئی۔

ببین برٹس اسٹیشنوں پر ضرور مجھے تشویش لاحق ہو
 جاتی۔ کیونکہ یہاں کے پلیٹ فارم پر بہت سے آدمی آکر ٹرین کو
 کب کہتے تھے۔ اور اگر کوئی جان پہچان کا آدمی جانتا تھا تو اس سے
 کر کے خوش ہوتے تھے۔ اور یہاں یہ ہی اندیشہ رہتا تھا کہ کوئی پو
 نہتا ہوا نہ آجائے۔ اور مجھے غیر ملکی دیکھ کر مجھے سفر کا پر دانہ لگتا
 اور جب میں پر دانہ پیش نہ کر سکوں گا تو وہ مزدور مزید حقیقت کے

مین سے اتار لیگا۔ گرایے موقعوں پر میں ہمیشہ لوگوں کی طرف سے ہنسا
بیر لیتا تھا اور جھوٹ میٹ ایک جا پانی اخبار پڑھنے لگتا تھا جو میں نے خرید

ایک بڑے اسٹیشن پر پہونچ کر جب کسی نے کھڑکی کو کھٹ کھٹایا تو میرا دم ٹھکیا۔
سوقت ایسا بگلیا گیا تو میں اخبار پڑھنے میں اس قدر مصروف ہوں کہ میں نے
اسی نہیں۔ لیکن جب دوبارہ وہی کھٹ کھٹ ہوئی تو میں مجبور ہو کر اس طرف
بہ ہوا تا کہ میرے پاس بیٹھے ہوئے مسافر کوئی شبہ نہ کریں۔

جب میں اس طرف مخاطب ہوا تو یہ دیکھ کر میرے حواس کسی قدر درست ہوئے
و شخص کھڑکی کھٹ کھٹا رہا تھا وہ کوئی پولیسمن نہیں ہے بلکہ وہ جا پانی پبلیکیشن
تہہ جاتا کے جلوس میں میرے ساتھ تھا۔ وہ جس نے مجھے تمام باتیں
کہیں۔

جو کہ بیان ٹرین دس منٹ لگتی تھی اس لئے وہ شخص مجھے دیکھ کر ٹرین میں
مل جو گیا ہر دونوں نے ایک دوسرے کو جا پانی طریقہ سے جھک کر سلام کیا
باتیں کرنے لگے۔ اُسے مجھے فوراً پہچان لیا تھا۔ اور مجھے لے کر بڑی خوشی کا
رہ گیا۔ اس نے مجھے بیان کیا کہ اب خاص کام کی وجہ سے وہ اس شہر میں
مہنت سے بیکم ہے اور وہ اسٹیشن پر اسی خیال سے آیا تھا کہ کوئی مسافر ٹوٹو
ی جان پہچان سکے تو اُس سے خیر خبر دریافت کر دوں۔

میری طبیعت کو اس شخص سے ایک خاص لگاؤ تھا اور مجھے یقین تھا کہ
میں اس سے اپنا راز بیان کر دوں تو وہ اس کے سینہ میں غنودہ رہے گا۔
لیکن چونکہ اس وقت صرف چند منٹ بیان ٹرین تھا اس لئے میں نے اُس سے
کچھ بیان کیا وہ غریب سمجھتا تھا۔ میں نے اس سے بیان کیا کہ دیگر غیر کیوں کی طرح

میں بھی جاہان کی شہور چیزیں اور مقامات دیکھنے کے لئے سفر کر رہا
 اور اس وقت کو ہستانی ملا توں کی سیر کرنے چھا ہوں۔
 وقت بہت جلد گزر گیا اور نوڑی دیر بعد ہم دونوں کو ایک
 سے رخصت ہونا پڑا۔ اور چلتے وقت اس شخص نے کہا۔
 ”میرے خیال میں میرے ملک نے آپ کو فریفتہ کر لیا ہے۔ خواہ
 کہیں رہیں لیکن آپ یہاں کی خوبصورتی کو ہرگز نہ بولیں گے جو
 کی روح ہے۔“
 اگرچہ ہم دونوں کی ملاقات بہت مختصر ہوئی تھی لیکن اس سے
 فائدہ پہونچا کہ اس سیر خیالت و سرگردان سے اس کے دل و دماغ کو بہت فائدہ پہونچتا ہے۔
 اس کے چند گنٹے بعد بلا کسی جدید واقعہ کے میں اس پہونے سے
 اسٹیشن پر پہونچ گیا جو اس ویران اور کوہستانی مقام سے قریب
 تھا۔ وہ میری منزل مقصد تھی۔
 میں اس وقت بہت خوش تھا کیونکہ اب میں ریوے کے خطرات
 ہی آزاد ہو گیا تھا۔ ایک کشادہ اور جنگلی علاقہ میرے سامنے تھا۔ جہاں میں
 کو اچھی عرج پوشیدہ رکھ سکتا تھا۔

باب ۲۲ یامیوواں

کوہستان

ٹرین کے اترنے ہی میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ پیش

جیب میں سے نکالنا جو میرے مہربان ہڈیے فقیر کیوری نے دیا تھا۔
 بس نظر اس پر اور ڈال لوں۔ میں نے دیکھا کہ اسٹیشن کا جو نام لائین
 بشہ پر لکھا ہوا تھا وہ ہی تھا جو میرے نقشہ پر درج تھا۔
 اب گر با میرے سفر کا طویل ترین حصہ ختم ہو چکا تھا اور ابھی تک کتاب
 ب نقطہ نصف النہار تک نہیں پونچا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ یہ تمام
 روحانیت تمام ہوا تھا۔

میں نے اور بھی جا پاتی جیسے دیکھتے تھے مگر اس آبادی کا رنگ ڈھنگ
 مختلف تھا۔ سڑکیں بہت ناہموار اور مسلامی دارالہیں۔ اور مکانات
 پر درختوں کی چال ڈانگرتھروں سے دیا دیا تھا۔ اس سے ظاہر
 بنا کہ اس علاقہ میں سخت حوفان آتے ہیں۔

نہ میں نے گرد و لاج پر چنداں توجہ نہیں کی کیونکہ اس وقت مجھے
 یاد دیا۔ یعنی سراسے کی ضرورت تھی خدا کا شکر ہے کہ یہ مقام
 بہت جلد مل گیا اور دہاں جو کہنا میں نے کہنا یا وہ معمولی کھانوں سے اچھا
 موصفاً بھلی بہت عمدہ بھائی گئی تھی۔ جب میں خوب شکر سیر ہو گیا تو
 نے سراسے والے سے پوچھا کہ کیا ہاں کوئی کرونا گاڑی مل سکتی ہے۔ کیونکہ میں
 ان میں ایک گھونگ چاہتا ہوں جو پھاڑے سے تقریباً پندرہ میل کے
 پہرے جو کا میری درخواست پر وہ شخص بہت مہنا اور کھنے لگا کہ جس
 کا آپ نے نام لیا ہے وہاں آج تک کوئی شخص نہیں گیا۔ اس لئے غالباً
 وہاں جا کر غلطی کریں گے۔

اب مجھے موقعہ کی نزاکت محسوس ہوئی۔ اس لئے مجھے کوئی وجہ چننا
 کہ میں اس گانوں میں کیوں جا رہا ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ

بچے ہیں روک لیا جائے۔ میں نے سر سے دائرے کھانکے میں علم طبقات انوار
کا نامبر ہوں اور ڈیکو سے یہاں تک محض اس غرض سے آیا ہوں کہ پٹا
کی قدرتی ساخت کا معائنہ کروں۔ اور میں نے سنا ہے کہ اس موقع سے اس
سلی کے قافلہ پر پیاروں کی ساخت کی قدر غیر معمولی ہے۔ چونکہ اسے
جواب ایک غیر کلمی شخص نے دیا تھا اسے یہ وجہ میرے سفر کی بقول
ہوتی۔ اور وہ بد مذاہمت بنے بد دین پر آمادہ ہو گیا۔ مگر اس نے مجھے بتایا
کہ اس علاقہ میں کرتا گاڑی نہیں ہوتی کیونکہ یہاں کی سڑکیں پیاروں کی
تعمیر میں اور وہ گاڑی صرف ہموار اور سیدھی سڑکوں پر چل سکتی ہے۔
آپ کو کسی گھوڑے پر سفر کرنا پڑے گا۔ اگر آپ چاہیں تو میں ایک گھوڑا
تیار کر سکتا ہوں۔ اور نصف گھنٹہ میں آپ کو پیونگا۔

بہر حال میں سندھی بات منظور کی اور تھوڑی دیر کے لئے میں قصبہ
میں گیا تاکہ وہاں سے کچھ نوشتہ راہ خرید لوں۔ میں نے کچھ منہائی اور کچھ بکھر
خرید لئے۔ اور ایک چھ فٹ مبانو کہ رعصا بھی خرید اور پیاروں کے سفر
خوب مدد دیتا ہے۔

جب میں سرے کو واپس آیا تو میں نے ایک ڈبی تیلی گھوڑی کوڑی دیکھا
جس کی پشت پر بیٹے کا ٹھکی کے پیالہ بھر کر چار جا رہا تھا۔ اور بچے
رینالوں کے رسی کے بھندے لٹکے ہوئے تھے۔ گھوڑی کی گردن پر
ایک رسی بندھی ہوئی تھی جسے ایک جوان عورت نیسے کر رہی تھی پھر
بیمٹی تھی۔ ایک لطف کی بات یہ بھی تھی کہ گھوڑی کے منوں کے بھلے گدا
کے جتنے اس کے سموں پر چڑھائے گئے تھے۔ اور ایسا ہی جو وہ
گھوڑے والی عورت ہیں وہی تھی۔

مرحلہ بدقت تمام میں گھوڑی پر سوار ہوا اور سراسے دار کا شکریہ ادا
 پہن سے روانہ ہو گیا۔ بستی ختم ہونے کے بعد سڑک غائب ہو گئی اور
 ایک پہاڑی کچا راستہ رہ گیا۔ جو سخت ناہموار تھا۔ گھوڑے سے چند
 آگے وہ عورت نہایت پامردی کے ساتھ چٹانوں اور پھردوں پر
 ہاتھی تھی۔ اس وقت ہم چڑائی پر تھے اور ہمارے دونوں طرف مختلف
 بے خوبصورت درخت اُگے ہوئے تھے۔ کہیں کہیں کوئی بڑا ٹھہرا کھڈ ہی
 تھا۔

یہ راستہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یا کسی پہاڑی دریا کے برابر جا رہا ہے کیونکہ
 کے پانی کا شور ہر جگہ سنائی دیتا تھا۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔
 ہمیشہ چند میل چھنے کے بعد ایک دقت یہ پیش آتی تھی کہ گھوڑی کے
 تے گھس جاتے تھے اور اس عورت کو تو بڑے میں سے نکال کر دوسرے
 ہانے پٹتے تھے۔ مگر اس گھوڑی اور اس عورت کے لئے اس قدر آرام
 ضروری معلوم ہوتا تھا۔

تقریباً دو گھنٹہ تک پہاڑی کے راستہ پر چل کر ہم اس پہاڑی دریا پر
 وچے جس کی آواز ہم سے چلے آ رہے تھے۔ وہ ہم سے بہت نیچے بہ رہا تھا۔
 یہ کہ مدت مدید سے جتنے جتنے اس نے ترم پسل ٹری کی چٹان بہت کاٹ ڈالی
 می۔ یہاں ایک پالٹوں کا ہکا سا کمزور پل بندھا ہوا تھا۔ میں نے جوئی
 میں پل کو دیکھا میں گھبرا کر گھوڑی سے اتر گیا۔ میں نے اپنی خیریت اسی میں سمجھی
 کہ پیدل چل کر پل کو عبور کر لیا جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی جگہ گھوڑی کا
 پاؤں پسل جائے یا بوجہ کی وجہ سے بانس ٹوٹ جائیں اور راکب و مرکب
 دونوں نیچے گر کر ملک عدم کو سدھاریں۔

بہر حال پہنچے بغیر غایت اُس بل کو عبور کر لیا اگرچہ وہ درمیان
خطرناک طور پر لپکتا تھا۔ دوسرے کنارہ پہنچکر میں پر سوار ہو گیا۔ اور
میں ایک ایسے جنگل میں داخل ہوتے جہاں چٹان و شوار تھا۔ ہمارے دونوں
طرف کچھ فاصلہ پر برپوش پہاڑ نظر آتے تھے۔ اور جوں جوں ہم کو ہستاد
میں داخل ہوتے جاتے تھے ہمارا راستہ پہاڑیوں اور وادیوں میں گزرتا
ہوا زیادہ پھیل رہتا جاتا تھا۔ بعض اوقات یہ گھاٹیاں اس قدر تنگ ہوتی
تھیں اور دونوں طرف بلند پہاڑ اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ گھاٹیوں میں
روشنی دہندہ لی ہو جاتی تھی۔ اور ہوا بھی بہت سرد تھی۔

کبھی وہ راستہ سخت خطرناک ہو جاتا تھا۔ اور ہر وقت خطر رہتا تھا
کہ اگر گھوڑی کا پاگل کہیں غلط پڑ جائے تو ملک عدم کو سدھارے۔ ایسے موقع
پر وہ عورت گھوڑی کی طرف دیکھ کر بار بار کہتی رہتی تھی جسکے معنی
یہ تھے کہ سنبھال کر قدم رکھنا۔

ایک مقام پر ایک پر فضا مرغزار نظر آیا تو ہم وہاں تقریباً ایک گھنٹہ
ٹھہرے۔ میں نرم لباس پر دراز ہو گیا اور اس عورت نے بھی آرام کیا۔
ہم دونوں نے وہاں کچھ کھانا بھی کھا لیا۔ توڑی دیر بعد وہ عورت بیدار
ہو کر کھڑی ہو گئی اور ہم دونوں پھر چلنے کو تیار ہو گئے۔

اب ہم توڑی دیر بعد منزل مقصود کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں
میں نے اس عورت کو ڈگنی اجرت دے کر رخصت کیا۔ کیونکہ وہ اس قدر
عرصہ تک میرے ساتھ رہی تھی۔ جس جگہ میں پہنچا۔ بالکل غیر آباد اور
ویران تھی۔ ایک چھوٹا سا مزدعہ تھا جس میں بمشکل تمام درجن میر گھر ہوں گے
اور باشندوں نے تو غائب کسی اجنبی کو عمر بھر نہ دیکھا ہو گا۔ جب میں ایک

کے دروازہ پر گیا تو ملک مکان سے نہایت بے پروائی سے دروازہ
 کر لیا۔ اس بے محسوس ہوا کہ یہاں کے لوگ نہایت سنگدل ہیں۔
 اس جگہ سے وہ مقام جہاں میری محبوبہ کو قید کیا گیا تھا تقریباً چھ سات
 ان کا فاصلہ ہو گا۔ اور یہاں سے وہاں تک تمام پہاڑوں کی چڑھائی تھی۔
 اور اس طرح بشکل تمام ایک میل فی گھنٹہ کی رفتار سے یہ منزل طے ہو سکتی
 تھی۔ غنیمت ہو کہ ابھی کچھ دن باقی تھا۔ جسے میں نے ادھر ادھر کی دیکھ
 سال میں صرف کیا کیونکہ جب میں تنہا تھا تو محبوبہ کی رہائی بوقت شب
 ممکن ہو سکتی تھی۔

میں وہاں سے خدا کا نام لے کر چلے آیا۔ اور ایک پگڈنڈی کے ذریعہ
 سے جو غائبانہ بکریوں کی بتائی ہوئی ہوگی پھاڑیوں پر چڑھنے لگا۔ اس وقت وہ
 لپکا تو کہ اسے صاف خوب کام آ جاوے میں نے اس پر بولے تعجب سے خبر دے لیا تھا۔
 پہاڑ سے بڑے تھے۔ ہزاروں قسم کے رنگین پھول ہر طرف کھل رہے
 تھے۔ اور یہ پہاڑی منظر اس قدر دلنشین تھا کہ انسان اسے آسانی سے نہیں
 بھول سکتا۔

جوں جوں میں اوپر چڑھتا تھا دیو دار کے درخت کم ہوتے جاتے تھے حتیٰ کہ
 وہ بالکل غائب ہو گئے۔ اس کے بعد اوپر چڑھ کر لمبی لمبی گھاس ہی غائب
 ہو گئی اور اب میرے چاروں طرف سیاہ پتھروں کے سوائے اور کچھ
 نظر نہ آتا تھا۔ لیکن کھڑوں میں سورج کی کرنیں نہیں پہنچتی تھیں وہاں سنہرے
 سنہرے برف کی تہیں جمی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ اس کے بعد میں وہاں پہنچ گیا
 جہاں چاروں طرف برف ہی نظر آتی تھی۔
 میں نے اپنا سفر جاری رکھا اور ایک کتاب کوئی پگڈنڈی ہی نظر نہ آتی تھی۔

مگر میں تاک کی سبدہ سیدہ چنتا رہا۔ اور کسی قسم کے خطرہ کو قاتل میں نہ دیا۔
 کئی جگہ میرا پاؤں برف پر پھسلا اور میں گر پڑا۔ ایک منٹ میرے چوڑے گرا تو
 بہت ممکن تھا کہ میں ایک عمیق غار میں جا پڑاؤں مگر سوقت اس غصہ نے
 نے میری جان بچائی۔ اسکی نوک میں سے لڑ میں میں کاڑھی اور لڑ بکنے سے
 بچ گیا۔ لیکن اسوقت میری بہت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ شے کوئی خطرہ ہی
 نہیں روک سکتا تھا۔ میرے دل سے تمام خوف و خطر دور ہو گیا تھا۔

باب تیسواں

زمانی

اللہ اللہ اس قدر اہم وقت تھا جبکہ میں اس کو ہستانی سلسلہ
 کی آخری جگہ کی رہی چلا گیا۔ جو میرے اور اڈنیتس کے قید خانہ کے درمیان
 حائل تھا۔ اسوقت مجھے اس قدر خوشی اور اپنی بہت مردانہ پراسرار تین
 حاصل تھا کہ میرے چاروں طرف جو ایک عمیق اور ناگوار عالم سکوت طاری تھا
 میں اسے برداشت نہ کر سکا۔ جب میں نے اپنے پیچھے لٹیب کی طرف دیکھا
 تو میں نے ایک غرہ مسرت مانا اور اس طرح کو ہستان کے عہد سال سکوت
 کو توڑ دیا۔ یہ گویا میری طرف سے اپنی محبوبہ کے لئے ایک پیغام مسرت تھا۔
 اور میں گویا پہاڑوں کی چوٹیوں کو اپنا ٹکڑا اور محرم راز سمجھ کر ان سے اپنی
 یقینی کامیابی بیان کر رہا تھا۔ اور اس کے جواب میں آواز بازگشت کی صورت
 میں چاروں طرف سے مہلا مہلا مرعبا کی عہد میں ملنے ہوئیں۔

اس مقام سے میری رفتار میں مزید ترقی ہو گئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

ن کی فتاہیں کھینچ گئی ہیں اور منزل مقصود میلوں پہنکر میرے قریب آ گئی ہے
واقعہ کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے سنت جود جہد کے بعد کسی
بھاڑ پر چڑھاٹی کی ہو اور یکا یک بلند نریں چوٹی پر پہنچ گئے ہوں۔

میں اس وقت اس قدر خوش میں ہوا ہوا تھا کہ بٹے یہ ہی معلوم ہوا کہ میں
بلند مقام سے کس طرح نیچے اترا جہاں تک میرا خیال ہے میں نے تھم مسات
سے پناہ نہ ملے کی تھی۔ اور اس قدر کم عرصہ میں یہ فاصلہ طے ہوا کہ مجھے اپنی
لنڈاری پر خود یقین نہیں آتا تھا۔ لیکن چونکہ اس جہد و جہد میں مجھے کوئی غم نہیں
پہنچا تو میرا دل غلغلہ سے کام کر رہا تھا یا میری حفاظت اس طلسمی تعویذ
نے کی جو مجھے اوتھو سے دیا تھا۔

جو وقت میں منزل مقصود پر پہنچا تو اس وقت رات ہو چوالی تھی۔
بھاڑ دن کی صاف اندھ خورشیدوار ہوا نہ تھا۔ میں نے نئی روح پیدا کر دی ہوتی تو جو کام
مجھے انجام دیا اس کا کرنا محال ہو جاتا۔ میں اس وقت جبکہ روز روشن ختم ہو کر
سب تاریکا دور دورہ ہونے والا تھا مجھے وہ مکان نظر پڑا جس کی تلاش میں میں
مقدور مصیبتیں جھینگر رہاں تک پہنچا تھا۔

یہ مقام بھاڑی، پتھر پٹا اور طلسمی مسات اور دیوان تھا لیکن باوجود مقدر
بلند ہونے کے یہاں جھاڑیاں اور مختلف قسم کے درخت دکھائی دیتے تھے۔
بلکان تک ایک تنگ راستہ گیا تھا لیکن میں نے یہ راستہ دیدہ و دانتہ ہو گیا
یہ کچھ خیال تھا کہ اس راستہ پر گزرائی اور گھائی کا انتظام ضرور کیا گیا ہو گا۔
اور گونجے کسی نے دیکھ لیا تو میں تنہا اپنے مقصد میں ہرگز کاہٹا ہوا ہو سکتا
میرے کا بیانی اسی بات ہے مختصر یہ کہ میں کسی کو خبر نہ ہونے دوں اور نہ ایک
اپنا کام کر رہا ہوں۔ اگر راستہ سے جانا منظور ہوتا تو میں بہت آسانی سے پہنچ سکتا تھا

پہاڑوں پر چڑھنے اور اُنے راستے سے جانے کی کیا ضرورت تھی۔

اور جردیکہ میں بیکہ تک گنا تھا لیکن میں نے بہت تھوڑی دیر آرام کیا ایک جگہ بیٹھ کر جہاں صاف پانی کا لہک چھوٹا سا چشمہ جاری تھا میں نے کچھ مٹھائی اور بسکٹ کھ کر منڈا پاتی پیا۔ اسکے بعد میں چپ چاپ اور چاروں طرف دیکھتا رہتا تھا اس ٹیکڑے پر چڑھ گیا جس کے نیچے وہ مکان اور باغ واقع تھا۔ میں نے خود کو مٹی والا مکان درختوں اور جھاڑیوں میں پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ تاریکی شب کے چھا جانے سے قبل ہی مجمع طور پر وہ جگہ معلوم کر لوں یہاں ادنیٰ تو مقصد تھی۔

تو ہی اس بندی پر چڑا کر میں نے دیکھ بھال کی مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ میری محمد بہ کا قید خانہ کہاں ہے۔ کیونکہ مکان کے عقب میں ایک کھیت بہت قریب پتھروں کی بنی ہوئی ایک کوٹری واقع تھی۔ میں اُسے دیکھنے ہی پہچان گیا۔ یہ کوٹری اس گھر کا گوشہ خانہ یا مالکانہ ہے۔ جیسا کہ عموں کا نام تھا پانی مکاؤں میں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جاپانی مکانات عموماً چولی اور کتے ہونے میں وہ زلزلے اس قدر آتے ہیں کہ اینٹ پتھر کا کوئی بلند اور ہاری مکان سناحت نہیں رہ سکتا۔ اور چونکہ ان مکاؤں میں آگ لگنے اور پتھروں کے گس جانے کا ہمیشہ خطرہ رہتا ہے اسلئے وہ لوگ عموماً پائیں باغ میں ایک تختہ اور مضبوط کوٹری بناتے ہیں جس میں گھر کا تمام مال اور قیمتی چیزیں حفاظت کے ساتھ رکھی رہتی ہیں۔

میں نے اس کوٹری کو دیکھتے ہی فوراً سمجھ لیا کہ سوائے اس کے میرا معشوق اور کہیں نہیں ہو سکتا۔ اور اب یہ کہ مجھے وقت کی چند ان فکر نہیں تھی اسلئے میں وہیں سامنے بیٹھ گیا۔ اور اس بات کے انتظار میں رہا کہ کوئی ایسی بات

جھوٹے جس سے میرے خیال کی تائید ہو سکے۔

تقریباً بیٹھ منٹ انتظار کرنے کے بعد خدا نے میری مدد کی۔ یعنی میں نے
 ایک مکان میں سے ایک شخص ہاتھوں میں ایک کشتی لیے آیا ہوا۔ اس
 میں کھانا تھا۔ اور وہ سیدہ اس سٹین کوٹری میں گیا۔ اور جب وہ
 ان سے واپس ہوا تو اس کے ہاتھ خالی تھے۔ میں اپنی کینٹا سے اس قبض خانہ
 اور دروازہ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اور مجھے کامل یقین ہو گیا کہ وہ شخص اوتیسو کے
 لنگر گیا تھا۔

اس کے بعد میں نہایت دے پاؤں اپنی کینٹا سے اس مکان کی طرف
 را اور پھر ایک جگہ جمع کر بیٹھ گیا کیونکہ ابھی ضرورت تھی کہ کسی قسم کا
 نظام کرنے سے قبل گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کیا جائے۔ اس وقت تک تاریکی
 و خوب چھا جائے گی اور جو لوگ اس گھر میں ہیں وہ بھی خوب سو رہیں گے
 کیونکہ ایسے سنان اور دورافتادہ مقامات کے لوگ سو رہے ہی
 سو رہتے ہیں۔

میں جانتا تھا کہ تقریباً دو گھنٹہ بعد چاند بھی نکل آئے گا۔ اس کے بعد چاندنی
 میں تمام کارروائی ختم ہو گئی ہے اور جلد ہو جائے گی۔
 انظر میں اپنی کینٹا میں بیٹھا رہا۔ یہ جگہ ایسی تھی جہاں میں کسی کو
 نظر نہیں آ سکتا تھا۔ اور کامل سکوت و سکون کے ساتھ موقع کا منتظر رہا۔
 میرے نیچے ایک گہری گھاٹی تھی جہاں خوب ند میرا ہو گیا تھا۔ میرے چاروں
 طرف تیرت انگیز سکوت تھا۔ اور میرے ارد گرد صوفیاد و دیودار
 کے کالے کانے زخمت سیاہی کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ مگر میرا دل اس وقت
 قطعی مطمئن تھا اور سبب میں وہاں سے اٹھنا تو ایسا محلوہ ہوتا تھا کہ میری

ہمت اور طاقت میں بے حد اضافہ ہو گئی ہے۔ اور میں اوتھتہ کی۔ مٹی کا
پوری لمبائی کے ساتھ انجام دیکھوں گا۔

اب عمل کا وقت آگیا تھا سننے میں چاروں طرف دیکھتا ہوں
پاؤں چپتا۔ چھڑبوں میں پھپھتا۔ اور کھلی ہوئی جگہوں میں پیٹ اور گھٹنوں
بل چکرسی کوثری کی طرف بڑھتا۔

جوں ہی میں آگے بڑھا دفعتاً ایک بڑے کتے نے ہونکنا شروع کیا اور
چپتا چپتا رک گیا۔ اور بہت خوفزدہ ہوا۔ اور اب مجھے اندیشہ ہوا کہ کبیر
اس کہنت کتے کی وجہ سے میرے کام میں خرابی نہ پڑ جائے۔ میں سینہ
پل نہ تین پر لیٹ گیا۔ اور میرا دل اس وقت بے دھڑک رہا تھا۔ اور میں گھبرا
تا کہ دیکھتے دیکھتے کتے ہو گئے ہیں۔ یہاں یہ واقعات ظہور میں آنے ہیں۔

میں نے اندیشہ تھا کہ کتے ہو گئے کی آواز مسک مسک آدیسوں کی ایک جماعت
مکان سے لگے گی۔ لیکن جب میں نے ثابت غور سے منکر دیکھا تو نہ کچھ شور و غل
سننے میں آیا نہ کوئی آدمی برآمد ہوا۔ اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اس
بستی میں بھیڑیے عمر ٹا آنے ہوئے۔ اور ان کو دیکھ کر کتے ہو گئے ہوں گے۔
گھبراہٹ والوں نے کتے کا ہونکنا ایک معمولی بات سمجھا۔ مگر مجھے نڈھ ہو گئی کہ جب تک
اس کتے کا انتظام نہ کر لیا جائے اس وقت تک مکان تک پہنچنا ہی
ہو گا۔

اب میں پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ لیکن خیال یہ تھا کہ گرداے
مکان سے کتے کے ایک بار ہونکنے پر نو جد نہ دیں۔ لیکن جب وہ بار بار ہو گیا
تو وہ ضرور متوجہ ہوں گے۔

جب میں آہستہ آہستہ مکان کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ مکان کے

دون طرف کڑی کے جنگل کا احاطہ کینی ہوا ہے۔ ادب یہ جنگل تقریباً سات
 تالیف ہے۔ لیکن اسپرچر ہنا چند ال شکل نہ تھا۔ چنانچہ میں نے ایک جگہ
 مد کی جہاں دیو دار کا ایک درخت شاخیں پیلائے احاطہ کے اندہ چند گز کے
 حصار پر کھڑا ہوا تھا۔ میں کڑی کی دیوار پر چڑھ کر اس درخت پر چڑھ گیا اور
 ان کتے کی آمد کا منتظر رہا۔ اور میں جانتا تھا کہ وہ کتا وہاں بہت جلد پہنچے گا۔
 تو وہی دیر بعد میں نے دیکھا کہ وہ بڑا کتا بانگ کی جھاڑیوں میں ہوتا ہوا
 سری طرف جھپٹا چلا آ رہا ہے۔ اور میرے قریب آ کر اس نے غرانا شروع کیا۔
 میں کتے کو اپنی طاقت پر گمنہ تھا اسلئے اس نے ہونک کر دوسروں کو اپنی مدد کے لئے
 نا ضروری نہ سمجھا بلکہ مجھے خود ہی سزا دینا پسند کیا۔ اور یہی میری عین خواہش تھی۔
 فرض جب وہ کتا مجھ پر حملہ کرنے کیسے بچھٹ کر آیا تو یہاں میرا عصا تیار تھا۔ میں نے
 اس کے سر پر اس قدر سخت ضرب لگائی کہ وہ مزید شور مچا کر بھاگ کر گر گیا۔

اس کے بعد میں باہر ہونے لگا اور ٹوٹا ہوا اس سنگین کوٹھری کی
 رت رو نہ ہوا جو اس وقت میرے سامنے موجود تھی۔ یہ کوٹھری تقریباً سات
 فٹ عرض و طویل ہوئی۔ میں جلد جلد اسکے چاروں طرف ہراگر کہیں کوئی
 خیر کی نہ پائی۔ لیکن دروازہ کے اوپر جو بہت مضبوط تھا تقریباً دو اونچ لہا پوڑا
 سو رانچ تھا جس سے روشنی اور ہوا اندر آتی جاتی تھی۔

میں دروازہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا مگر میرا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ اگر
 یہاں سے میں کوئی بات کرتا بلکہ آہستہ سے ہی کچھ کہتا تو ادبیتو میری آواز
 بگڑتی سن سکتی تھی۔ مگر اب یہ پہلا موقع تھا کہ میری ہمت نے جواب دیدیا۔
 میں بھر کی دوا سے کمر لگا کر کھڑا ہو گیا کیونکہ میں منہ سے کوئی لفظ نکالتے ہوئے
 ڈرتا تھا۔ میرے دل میں ہزاروں قسم کے پریشان خیالات آ رہے تھے گہری میں

سوچتا تھا کہ قید خانہ کی تکالیف کے باعث وہ اس قدر ضعیف ہو گئی ہو گی
 ممکن ہے اس کی قوت گویا جانی رہی ہو اور وہ میری بات کا جواب
 دے سکے۔ کبھی یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ ممکن ہو اس کی طاقت اس قدر سلب ہو گئی
 کہ وہ زمین پر سے بھی نہ اٹھ سکے۔ اور اگر وہ میری مدد نہ کر سکی تو میری
 کوششیں ناکام رہیں گی۔ کبھی یہ خیال ڈراتا تھا کہ ممکن ہے وہ قانہ کٹی
 قید کی سختیوں سے پاگل ہو گئی ہو۔ اور جب میں اسے آواز دوں تو وہ شناخ
 نہ کر سکے۔ اور سب سے زیادہ خوف یہ تھا کہ میں ان صدمات کی وجہ سے
 جو ابھر میرے باعث پرٹے اسکے دل مجھ سے نہ بھر گیا ہو۔ اور وہ محبت
 بجائے مجھ سے نفرت کر لے گی۔

انگریزوں میں دلواوڑ سے لگا ہوا کھڑا تھا اور ہزاروں قسم کے پریشان
 تکلیف دہ خیالات میرے دل میں رہتے تھے۔

مگر وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ کیونکہ اب بہت جلد چاندنی کھیت کرنا
 والی تھی۔ اس وقت میری یہ حالت تھی کہ مجھے ایک لفظ بھی نکلتا دشتوار تھا۔
 میں نے چاہا کہ دروازہ کھٹکٹاؤں۔ مگر میں رگ گیا کیونکہ اس وقت مجھے کوٹری
 اندر سے اونٹنی کی پیاری آواز سنائی دی۔

یہ آواز بہت ہی دلچسپی تھی۔ البتہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سرگوشی کر رہا
 ہے۔ لیکن میں اس کا ایک ایک لفظ صاف طور پر سن سکتا تھا۔ کیونکہ وہ چینی زبان
 میں بول رہی تھی۔ وہ بنگالی خود کو ہستانیہ بول اسکے ذریعہ سے میرے نام ایک
 پتہ پہنچ رہی تھی۔ اور اس پیغام میں مجھ سے یہ اپیل کی گئی تھی کہ خدا کے لئے
 اس کے لئے کہ رنجی تابے تو اس کو سب دسے میری مدد کو۔ اور اس کے
 لئے کہ حسب ذیل ہے۔

”اس میرے عزیز محبوب اب مجھے معلوم نہیں کہ تم دنیا میں زندہ ہو یا مر گئے۔

دشمن ہنابت طاقتور اور بجد نظر ہیں۔ ان کا دل رحم و کرم سے فطری طور پر
میرے دانتی ابھی دنیا میں زندہ ہو اور قتل نہیں کر دیئے گئے ہو۔ اور تم ابھی تک
مادہ کی گرم شاعریوں سے دن کے وقت درجہ بندی کی دشمن اور سرد

نہ سے بوقت شب لطف اندوز ہو رہے ہو تو تم ابھی دیگر دھندل کو بالائے
کمر و اوج چاند کے لئے ازراہ ہر بانی اپنی اس کینز کی دردناک داستان

میں نے اپنا ناچیز دل تمہاری تذکر دیا تھا۔ مگر اسی وقت سے مجھ پر شب
ہر قسم کی مصیبتیں اسی لئے نازل کی جا رہی ہیں کہ میں اپنے ارادے سے باز

ن۔ مگر میں اپنا دل دے چکی ہوں اور جب تک میرے دم میں دم ہے
اب تمہارا ہو چکا۔ مگر میں پھر بھی ایک عورت ذات ہوں جو تمام ظلم و ستم

تیبہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے میرے عزیز محبوب آ اور آج میری
میری گر۔ میرا سونپلا بھائی مجھے میرے ارادوں سے باز نہیں رکھ سکتا۔ اور تمہارا

میرے قدم کو بال برابر میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتے۔ مگر میری زندگی
بہار ہو گئی ہے اور وہ یہ خبر سننے کا نظریہ ہے کہ میرا دم نکلیا۔ آ! اسے میرے

پہ آئے۔ اور بدلتا، خیر آ کر مجھے اس قید بلا سے نجات دے کیونکہ ۴

پس اذان کہ من نہ نام بچہ کار خواہی آمد

مجھ کو کہ بار جو دیکھ ہمارے اور تمہارے درمیان پہاڑ حائل ہیں۔ مگر میں عالم
ر میں تمہارے قدم چوم رہی ہوں۔ آ! اسے میرے محبوب اسی وقت آ رہی

میں کسی قدر جان بانی ہے۔ بعد آ کر مجھے نجات دو۔ ورنہ کیا میرے مرنے کے بعد
بی لاش سے شادی کر دے۔ بین زندگی کی یہ جد و جہاد اپنے بھائیوں سے یہ

جنگ محض تمہارے لئے کر رہی ہوں۔ اگر تم نہ آئے تو میں موت کو زندگی پر ترجیح

دل لگی۔ کیونکہ اس صورت میں نہ جہ پر کوئی ظلم کرے گا نہ مجھے تکلیف
آئے میرے محبوب آج ہی آکر ہیکو پچالے ورنہ کل۔ ۴

ہم تو آغوشِ لمحہ میں شیبِ بھران ہوں گئے

اس کے بعد تھوڑی دیر کے بیٹے سکونت ہو گیا۔ اب میری طنتا
جنت بھی عود کر آئی اور وہ گذشتہ تمام خیالات پریشان میرے دل سے د
برہٹے۔ میری فوت گویا ہی داپس آئی اس میں چاہتا تھا کہ جواب دل
اتنے میں ادیتسو کی آواز پھر سنانی دی جو یہ کہہ رہی تھی۔

”میرے عزیز محبوب اگر میری درخواست ایسا ہے جسے تم پورا نہیں کر سکتے
تو کم از کم اس بار کہ اس رات کی تاریکی میں دل کی تار برتنی سے کچھ فوری
لئے کوئی انسانی آئینہ پیغام دیجو۔ اس صورت میں میں ایک دن اور زخمہ۔ ہٹاؤ وار
کروں گی تاکہ تھو مہری رہائی کے لئے کان دنت چننے۔

اسی لئے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے آہستہ سے اس کی بات کاڑوں جواب دیا۔
میں ہمارے دوست میری جان! میں بیاں پلے ہی پونچ گیا ہوں اور دروازہ سے با
کھڑا ہوا ہوں۔ میں تمہاری رہائی کے لئے بیقرار ہوں۔ مگر مجھ میں نہیں آتا کہ کہ
طریقہ اختیار کروں۔ میرے دل پر تھا۔ سے الفاظ کا بیدار ہوا۔ دائمی ترے قیہ
کی تمام مصیبتیں بڑی ہمارے سے برداشت کیں۔

ادیتسو! میرے آقا! میں تمہاری آواز سن رہی ہوں مگر مطلب مجھ میں نہیں ہے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا کوئی مردہ قبر میں بول رہا ہے۔ اس وقت تمہاری آواز
میں کسی قدر بدنی ہوئی ہے۔ مگر خدا خواستہ تم دوسری دنیا میں پہنچ گئے ہو تو
تم گہراؤ نہیں ہیں جی اسی وقت تمہارے پاس آتی ہوں۔ فقہ مجھے یہ ثابت
ہو جائے کہ تم اس دنیا میں نہیں ہو۔ میں فوراً نہایت آسانی سے تمہارے پاس

مجھے معلوم ہو گیا کہ اسے بڑی دقت سے میرے زندہ ہونے کا یقین آ گیا۔
میں نے مزید دقت ضائع کئے بغیر آواز بلند اس سے کہا۔

اور تیسرا کیا تم میری آواز سن سکتی ہو۔ میں ہوں تمہارا عاشق زار حسن علی
کی کوٹھری کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہے۔ اس وقت میں بہت مشکل کام انجام
دے رہا تھا۔ اگر تمہیں میری موجودگی کا یقین نہیں ہے تو دروازہ کے اوپر جو سوراخ
ہے اس سے تم اپنا ہاتھ باہر نکال کر میرا ہاتھ چومو اس وقت تمہیں یقین ہو جائیگا
زندہ ہوں۔

اس کے بعد میں نے دیوار سے کان لگا دیکھے اور اپنا ہاتھ اس سوراخ
میں ڈال دیا۔ زرا میرے ہاتھ سے اس کی نازک انگلیاں مس ہوئیں۔ میں نے اس کا
ہاتھ لیا اور خاموش کھڑ رہا۔ ایک دوسرے کے سونے سے ہم دونوں کے جسم
میں طاقت در آگئی۔ اور ہماری ہتھیلیاں بڑھ گئیں۔ اتنے میں اور تیسرا نے اپنی
ہاتھ توڑ دی۔

تیسرا۔ میں نے اس کو کوٹھری کی تمام باتوں پر خوب غور کر لیا ہے۔ آسمان
بیان سے بغاوت پانے کا یہ ہے کہ دروازہ کے نیچے کوئی آہنی چیز ڈال کر اسے
تھپا یا جائے۔ کیونکہ اس دروازہ کے نیچے اور نفل زنگ خوردہ ہو کر بہت
ہو گئے ہیں۔ اور توڑ دی ہی سی کوشش میں ٹوٹ جائیں گے۔ بلکہ دیکھو
میں ایک کتہہ ہوا ہے جسے میں بول گئی تھی۔ یہ کتا نہایت خوفناک اور بیز
گرنہ غریب ہو تو تم بڑے خطرہ میں ہو۔ جو شخص اس میں گھسکا وہ کتا
اڑ دالے گا۔

تیسرا۔ میرے بیان اتم کتے کی فکر نہ کرو۔ میں نے پہلے ہی اس کا انتظام کر لیا ہے

ن پہنچ کر میں نے دیکھا کہ زمین سے تھریٹا چار فٹ اونچی زمین کے
 ن جھنگہ میں ایک کڑی لگی ہوئی ہے۔ میں اس کڑی پر پاؤں رکھ کر آسانی
 پر آئی اور اوتیسو کو گود میں لئے ہوئے بنے دھڑک باہر کو دپڑا۔ وہ میری
 بیوقوفی اور ایک مردہ کی طرح پڑی ہوئی تھی۔ اس کا جسم سرد ہو گیا تھا مگر میں نے
 ن سینه سے چٹ لیا۔ وہ مجھ اپنی جان سے نہ ہوا وہ مر رہی تھی۔

میں وہاں سے سیدھا سڑک کی جانب گیا اور وہاں جو پتھر میں راست کی
 ایک روش ہو گیا۔ اور صبح کی جگہ ہی جڑ قدم پڑا کر وادی کے پشت کی
 وادی ہو گیا۔

پٹا ایک ٹھنڈی اور تیز میری گود میں بند جس کی حرکت پڑی رہی جب
 نے اسے پناہ دیکھا تو اس وقت ہی اسے یکے محسوس نہ ہو۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر
 دل میں خوف پیدا ہوا۔

راست کی تاریکی بہت سخت تھی۔ اور میں اس کے چروکا رنگ یا اس کی
 رنگ کی حالت نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں درجہ غرور نرم تھے۔ مگر پتھر
 نہ مرجھا تھا۔ ہتھوڑی ٹھنڈی تھک تھریٹا پید نہیں موتی۔ لگتا تھا کہ وہ تیسو
 سر سے نہ دی مرگ ہو گیا ہو۔ باتوں کے بعد نہ سے اس کا دم نکل گیا ہو۔

پتھر کے ٹکڑے میں اس کی طرف سے بہت خوفزدہ رہا۔ اور چونکہ اس وقت اس کے
 ہاتھ پاؤں پر پناہ تھا۔ اس لئے میں نے بات چیت سے گھر کر لیا۔ اور گھر سے
 پتھر کے ٹکڑے میں اپنے تئیں چھپا لیا۔ اب سب سے زیادہ خوفزدہ تھیں۔
 اور اس کے ایک نرم اور گہرا ہاتھ میری طرف
 چل کر گیا۔

میں نے ہاتھ سے ہاتھ خوف میرے دل سے دور ہو گیا۔ میرے دماغ کی حالت

بھی درست ہو گئی۔ اور میرے قدم بھی آسنو۔ پڑنے لگے۔ سوقت میں دینا
سب سے زیادہ خوش و خرم آدمی تھا۔

اس سے کچھ دیر بعد ادیتسو کی زبان کو حرکت ہوئی۔ اور جب سے میں
بقدر خانہ سے لے کر چلا تھا، پہلا موقع تھا کہ اس نے کوئی بات کی۔ اس نے
آہستہ آواز میں مجھ سے کہا۔

ادیتسو۔ مجھے نیچے اتار دو۔ اب میں خود چلنے کے قابل ہوں۔

سوقت اچانک نرم مانتا اب ایک جگہ کوہ کے پیچھے سے نودا،
اور چاروں طرف کی تاریکی دور ہو گئی۔ اب میں لے دیکھا کہ ایک رہنمی ہوا
سوائے ادیتسو کے کچھ نہیں ہے۔ اس کے پاؤں میں جوتی بھی نہیں تھی۔
پانچوں میں برہنہ پاؤں اس کے لئے قطعاً لیکن تھا۔

اب میں نے سڑک کے کنارے کیسٹرو ٹولف کیا۔ اور اپنی جیسے نکال کر
کچھ سہائی گمانی اور اپنا کوٹ اتار کر اس سے پھینک کے لے گیا۔ مگر کوٹ پھینک
اس نے بالکل انکار کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ جیب سے اسے بھاننا لایا تھا اسے
کے لئے زیادہ پہرے نہیں لئے گئے تھے۔ اور اسی وقت سے وہ اس سٹین کوٹر
میں مجھ سے تھی۔ اور رات کو خبر کسی بستر کے زمین میں سوئی تھی۔ اس وقت
ادیتسو نے نہایت سُرلی اور محبت بھری آواز میں کہا۔

ادیتسو۔ دینا میں کوئی دشمن ایسی نہ ہوگی جو اپنے سرزد آقا کے پاس ایسی
برکی حالت میں آئی ہو۔ جیسی کہ اس وقت میری حالت ہے۔ من پر سوائے ایک
بوسے چھتہ بٹے کے اور کوئی لٹہ نہیں۔ اور میں سر سے پاؤں تک تمام گرد و غبار
ڈٹی ہوئی ہوں۔ نہ میرے پاس جوڑے ہیں نہ زیورات نہ جہیز۔ بلکہ میں کسی
جہیز کی بردہ نہیں کرتی۔ مجھے جس چیز کی ضرورت ہے وہم ہو۔ اور تم میرے پاس

ہم شرم آتی ہے کہ میں اس طرح تمہاری خدمت کے لئے حاضر ہوئی۔
 بے آدمی کے سامنے میں مارے شرم کے مرتبائی۔ مگر تمہاری محبت نے مجھے زندہ
 پر مجبور کرتی ہے تاکہ میں کچھ عرصہ تک تمہاری خدمت کر سکوں۔ اب تم
 صبیحوں کو بالکل دل سے پہلاؤ۔ اور جس طرح میں خوش ہوں اسی طرح
 مسکراؤ۔ مجھے؟ میں خدا کا شکر ہے کہ جو ان دونوں اور طاقوتوں میں ہوں اور
 بے آدمی ہر طرح کے کام و مصائب برداشت کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ
 پابریہ اس پہاڑی راستہ پر چل سکوں گی۔

مگر میں اسے کب موقع دے سکنا تھا کہ وہ اپنی طاقت اور قوت برداشت
 نشان کے۔ میں نے فوراً گودی میں اٹھالیا۔ اور منزل عیش و مسرت کی طرف
 چلا۔

اب اس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ جتنی جلد ممکن ہو سفر کیا جائے۔
 بلکہ اس وقت فوراً رہا۔ انفاق کوئی نہیں کر رہا تھا۔ اس لئے میں نے اطمینان کے
 ساتھ راستہ چلنا شروع کر دیا۔

اس وقت اوتھتسو کی رہائی کا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ بلکہ صبح تک کسی کو کوئی
 تہ معلوم نہ ہو سکے گی۔ اس وقت ممکن ہے کہ ہمارا انفاق کیا جائے۔ اس طرح
 اور چند گھنٹہ کا سو قہہ لگائے گا کہ ہم جلد رودہ ممکن ہو وہاں سے نکل جائیں۔ اس
 وقت ہر بارہاں سے نیچے اتر رہے تھے اس لیے راستہ خود بخود زیادہ جلد سے ہو رہا
 تھا۔ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ جب ہم کسی جنگل میں پہنچ جائیں گے تو اگر ضرورت
 پڑی تو ہم وہاں کو سانی چھپ سکیں گے۔

جون جون ہم زیادہ آگے بڑھنے جاتے تھے تو ہم کو اطمینان کے سامنے ہاتھیں
 مرنے کا سو قہہ ملتا تھا۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ اس وقت پہاڑی کے پہلو پر صرف ہم ہی ہیں

دوہم خود کو باری طرح محفوظ و خطرات سے محفوظ سمجھتے تھے۔

نور پری دور چلنے کے بعد میرا دل چاہا کہ ادیتسو کی سرٹی آواز پھر سنو
سٹے میں نے چیر خانی کے طور پر کہا۔

میں :- کیا میری جان نہیں بچے یوں سے ڈر نہیں لگتا۔ اس جنگل میں میرے
رکچہ بہت ہیں۔ اور بہت گھن بے کہ میں کہیں ہوں۔

ادیتسو :- (نقہ لٹا کر) کسی عورت سے جو ایسی حالت میں ہو جیسی کہ میں ہو
اس قسم کا سوانی کرنا سخت لغویت ہے۔ میں اس وقت آسمان کی دستوں
جیسا کہ ابھی فرمایا اور میرے دل میں اس وقت ایسے عمدہ اور بچے خیالات
تھے کہ دینا میں رہ کر ایسے خیالات کا آغاز نہیں ہے۔ جبکہ سرور و شادان
وقت میں ہوں اس سے زیادہ کہیں نہیں ہو سکتی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ
وہ ہم کو کب آئے نہ آئیں گے نہ ہو گا

ابھی دو گھنٹہ پیشتر ہم سے زیادہ دل نہیں ہی کوئی دوسرا شخص نہ ہو گا
میں انہما در بہ کے آدم و مصائب میں مبتلا ہوں۔ اور اس قید کی تکالیف میری
قوت برداشت سے باہر ہوتی باقی تھیں جب چند روزوں میں احوال نہ بدوں
مگر کون ہو سکتا ہے نہ ہر آقا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مجھے زندگی کی کوئی پروا
نہیں ہو سکتی۔ اگر مجھے پروا ہے تو فقط تمہاری۔ اگر میری اور تمہاری موت
کا ایک ہی وقت مقدر ہے تو میں ابھی نہایت خوشی کے ساتھ دنیا کے بھڑکے
بچپن شیر دن کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ ہم دونوں ساتھ رہیں
اور مرنے کے بعد بھی دونوں ساتھ رہیں۔ ع

مر کے بھی سناہنے چوڑی میں دو وفادار ہیں ہم
مجھ جیسے ناقص عقل عورت کے تو ایسا خیالات ہیں۔ مگر تمہارے خیالات

ت مختلف ہوں گے۔ کیونکہ آپ سرزمینِ گل اور طاقت سے بھرے ہوئے

اسکا جواب میں نے صرف یہ دیا کہ اسکا منہ چم لیا۔ جو کہ ادبیتوں
رہی تھی وہ بالکل صحیح اور درست کہہ رہی تھی۔ اسوقت مجھے یہی کوئی خیالی
قبل نہیں تھا۔ میں اسی وقت کی انتہائی سرخوئی میں چور ہو رہا تھا۔ اسوقت
میں جسم کی طرح ہماری روحیں ہی داخل نہیں۔ اور دونوں کے دل دنیا کی
روں سے خالی تھے۔

آج مجھے احساس ہوا کہ انتہائی سرسبز کے وقت کس طرح دو عاشق و معشوق ایک
دوسرے کی گود میں اپنی جائیں دے سکتے ہیں۔ لیکن میں نے اسوقت اس قسم کے
مالیات دل سے نکال دیئے اور ذرا تیز رفتاری سے چٹنے لگا۔ اب آئندہ اگر کوئی
ظہر ہو گا تو میں اسے بخوشی تمام اپنے اور اپنی محبوبہ کے لئے برداشت
رہوں گا۔ اپنی جان دیدل گا۔ یہ میرا اسوقت معصم انادہ۔

اب ہم دیو دار کے جنگل سے تفریبا گزرتے تھے اور کھلے میدان میں اٹل
ہونے کو تھے کہ میں دفنارک گیا۔ اور ایک گڑے ہوئے درخت پر بیٹھ کر میں
نے کہا۔

میں جہ اسوقت مجھے اپنا ایک فرض یاد آیا۔ جو بلا تاخیر ادا ہونا چاہیئے تھا۔
میری جان تم جانتی ہو کہ میرے پاس تمہارا ایک تحفہ ہے۔ یعنی وہ طلسمی توہید جو
موتوں سے تمہارے گلے میں تھا۔ جب تم نے وہ توہید مجھے دے دیا تو اسوقت میرا
خیال تھا کہ اس میں کوئی طلسمی قوت تو کیا خاک ہو گی صرف تمہارے اعتقاد
کی بات ہے۔ اور اس لئے اگر میں وہ توہید لوں گا تو تم اس کی پر اسرار
توتوں سے محروم ہو جاؤ گی۔ اور چونکہ میں اس قسم کے توہیدوں پر اعتقاد

نہیں رکھنا اس لئے مجھے اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ لیکن میں غلطی پر تھا
 یا تو اس تعویذ میں ضرور کچھ فلسفی قوتیں موجود ہیں یا تو ہمارے اعتقاد نے اس
 محبت نے جو میرے لئے تھا اسے دل میں ہے اس کے اندر اثر پیدا کر دیا
 یہاں سے چل کر جب ہم کسی جگہ محفوظ ہو کر اطمینان سے بیٹھیں گے تو میں وہ
 واقعات تم سے بیان کروں گا۔ جو تم سے جدا ہونے کے بعد واقع ہوئے تھے۔
 یہ تمام وقت انتہا درجہ کے خطرات میں گزرا۔ لیکن اسی تعویذ نے میری جان
 بچائی۔ لیکن ایک طرف میں تو محفوظ رہا مگر اس وقت سے تم سخت آرام
 مصائب کا شکار ہو گئیں۔ حتیٰ کہ میں نے تم کو قبر کے منہ سے نکالا۔ ایسا
 اب میں اس انزل رتن کو اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا۔ اور جہان سے وہ
 آیا تھا۔ ہیں دابہیں کرتا چاہتا ہوں۔

میں نے وہ تعویذ نکال کر ادیتسو کے گلے میں پہنانا چاہا مگر اس نے میر
 ہاتھ روک لیا اور کہ لیا۔

ادیتسو :- نہیں نہیں میرے آقا۔

میں :- اچھا ہاتھ ہٹاؤ۔ میں تمہاری ہر بات کی تعمیل کروں گا لیکن اس معاملہ
 میں میں ہرگز نہ مانوں گا۔ میں یہ اپنی اصلی ہمت مانتا ہے۔

یہ کہہ کر میں نے وہ فلسفی تعویذ اس کی نازک مچھلی دار گردن میں ڈال دیا
 مگر اس وقت چاند کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ ادیتسو کی آنکھوں میں خوف
 کی سی جھلک پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ مجھے محفوظ نہیں سمجھتی۔ مگر میں نے فوراً
 اسٹوڈر میں اٹھالیا اور کھلے میدان کی طرف روانہ ہوا۔

جب کبھی مجھے اس وقت کا خیال آتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہر
 دونوں کے دونوں میں کسی سخت آئندہ خطرہ کا خوف تھا۔ ورنہ اس سے

میابی کے بعد ہم کو کوئی فکر نہ ہوتا چاہیے تھی۔ اس وقت بہانا تعاقب بھی نہیں
 رہا تھا اور بانی کوئی خطرہ ایسا نہ تھا جو روپیہ کے ذریعہ سے دفع نہ ہو سکتا ہو۔
 اب ہم سڑک کے ایک موڑ پر پہنچے جہاں چڑائی تھی۔ اس جگہ پہاڑی
 ٹکڑے اس طرح راستہ بنایا گیا تھا کہ راستہ کے دونوں طرف پہاڑی دیواریں
 اڑی تھیں۔ جو کسی جگہ بھی بارش سے نیچے نہ تھیں۔
 جب ہم یکایک راستہ کے ایک موڑ پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے
 آدھوں کی ایک جماعت چلی آ رہی ہے۔ اور سب سے اگلا آدمی ہمیں
 ریشیا قیس گز کے ٹامبلہ پر تھا۔
 اب پہنچنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔

بیرے پیچھے ڈھلوان راستہ اور میرے سامنے آدھوں کی جماعت
 تھی۔ اور میری گود میں اوتیسو تھی۔ میرے دل نے ان لوگوں کو دیکھتے ہی کہا کہ
 لوگ دشمن ہیں۔ جس وقت میں راستہ کے بیچ میں چاندنی کے اندر کھڑا ہوا
 تو سامنے سے کسی نے نہایت زبردست نعرہ شادمانی لگایا۔ جس سے غیظ و
 غضب اور کامیابی دونوں ظاہر ہوتی تھیں۔ میں نے آواز سنی ہی پہچان
 لیا کہ یہ آواز اوتیسو کے سوتیلے بھائی کی ہے جو پارٹی کے عقب میں آ رہا تھا۔
 اور آواز سنکر جو دفعتاً اوتیسو میری گود میں لرزہ بر اندام ہوئی تو میں سمجھ
 گیا کہ اُس نے ہی اپنے بھائی کی آواز شناخت کر لی ہے۔

اس وقت فرار کے تمام راستے مسدود تھے۔ خدا ہی کا فضل شامل ہو تو
 ہو ورنہ ہماری تمام فتنوں اور شقتوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اب کو یادہ وقت
 بگینا تھا جس کا ذکر گھنٹہ بھر پیشتر اوتیسو نے کیا تھا یعنی ہم میں تو دونوں ساتھ
 مر رہے۔ لیکن یہ موت تو بہت ہی ناوقت تھی۔

صیاد نے کب ناوک پیدا دل کا یا
جب اڑنے کو ہم شمع سے پرتول چکے تھے

سوخت میرا دل بالو سی کا شکار ہو رہا تھا یہ تو عالم اور ہر شخص جسکے
باتوں میں ہم چاہے ہونے تھے جنگل کے درندوں سے ہی زیادہ بے رحم اور خونخوار
تھے۔ اس شخص اور ایک ساتھیوں کے بچائے اگر میں یہو کے بیڑیوں کا کوئی
غول ماننے آتے دیکھتا تو میں بہت خوش ہوتا شگ اپنا تو نہیں کرا دیتا تو کی
سے بہت خوف تھا۔

میں اسوقت میری محبوبہ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس سے
میرے ہوتے تھا کہ سبکی بہت عود کر آئی ہے۔

وہ بتا رہا تھا کہ اگر دن چمک کر نہ آجی مرتبہ اور چاہا کر لوں گے اس سے
بڑی خوشی ہوئی ہوگی ہے۔ وہ پڑ گئے بد میں خوشی سے جان دیوں گی
تو صورت میں میں اپنی جا پانی ہوں سے زیادہ خوش قسمت ہوں۔ یا اللہ
میرے گز اس قابل نہیں تھے کہ تو نے اس قدر سرفرازی دیتا۔

اب میں سمجھ گیا کہ یہ تو اسوقت ہمارے سامنے تھے یہاں اسوقت
کیونکہ ہمارے۔ میرے دشمن کو خبر مل گئی تھی کہ میں لڑائی کے چاہے ذرا نہ
کس طرح اڑا رہا ہوں۔ اُسے اندیشہ تھا کہ چہ ہوتے ہیں، دیکھو گی وہاں
یہ تھے میں انھوں کا اہل بیٹھ اس سے پہلے ہی جو کسی بہتر آؤں اسے مل سکے
دور ہونے کے دروازے سے پورے یا تو کہ میرے پہونے سے قبل اور جس کا اثری دروازہ
میں اپنی بیڑی میں اس سے بہت سے گئے۔ اور اس سے قبل اپنی
وہم کر چکا تھا۔ میں اس وقت تک نہیں منہ کہ میرا پتہ نکل جاتا۔ بہر حال
یہ میری کہ سہرا دشمن ہیں دیکھ سہرا۔

میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جان دینے سے پیشتر بہت ابھی طرح جلا بیٹونگہ
 وہ جس قدر آدمیوں کی جانیں مجھے فی جائیں گی میں ہرگز دریغ نہ کروں گا۔ یہ
 ہی میں جانتا تھا کہ وہ فقط مجھے قتل کرنا کافی سمجھیں گے۔ اور ادبیتو کو چوڑے
 میں گئے۔ کیونکہ مرنے کے بعد ان کے خیال میں ادبیتو اپنی ضد سے باز آجائیں گی
 بنا کٹر ہوتا ہے۔ کہ معشوقین کے دل سے کچھ عرصہ کے بعد عاشق کی یاد کو
 ہر مٹاتی ہے۔

الغرض جدت میں اس نے وافی جماعت کی پیروی پکارا اور غریبان
 سرسٹ سن رہا تھا تو یہ خیالات پریشان میرے ذہن میں آ رہے تھے۔

باب چوبیسواں

فصل کا فیصلہ

میں چاندنی رات میں لمحہ بہ لمحہ سڑک پر کھڑا رہا۔ بعد ازاں میں نے جلدی
 سے ادبیتو کو گود سے اتار کر مقبہ میں لے لیا۔ اس کے بعد میں نے سڑک پر
 سے ایک بڑا ہتھرادٹھا یا ارادہ اس جماعت کے درمیان میں پہنک دیا۔ جو
 جینتی اور شور مچاتی بڑی چلی آ رہی تھی۔

اس کے بعد میں نے کچھ دیر کے ہتھراٹھا اٹھا کر مارنا شروع کئے۔
 سب سے اگلا شخص زخمی ہو کر گرا بعد ازاں دو تین آدمی اور گرے۔ اس وقت
 وہ دھمک لکھ رہے تھے رک گئے۔ مگر میں نے ایک اور شخص کو گرا دیا۔ اور ادبیتو
 کے ہاتھی نے غضبناک ہو کر ان لوگوں کو بڑا ہٹا کھا اور وہ مشتعل ہو کر بحث المجموع
 میری طرف دوڑے۔

میں اس وقت قطعی ہے دست دیا تھا۔ کہو کہ وہ مضبوط نوکہ اور عصا بھر

میں باغ میں چھوڑ آیا تھا۔ اور یہ لوگ جو اس وقت میرے مقابل تھے ان میں
ہر شخص شیر کبک تھا۔ بعض کے ہاتھوں میں بھجے بھجے۔ میں نے دشمنوں کو
ایک پتھر اٹھایا اور اس سے میں نے ہتھیار کا کام لینے کا ارادہ کر لیا۔

بھین، جنگ قطعی غیر مادی تھی۔ کہاں ایک آدمی اور کہاں درجنوں مسلح شخص
جب وہ لوگ اجتماعی طور پر فہم تک آگئے تو میں سمجھ گیا کہ میں اب خاتمہ ہو گیا۔
لیکن! ہنہ میں نے ارادہ کر لیا کہ مردوں کی طرح رو بھڑا کر جان دوں گا۔ مگر چونکہ
اس وقت اردیشو میرے پیچھے تھی اور میں اس کے لئے سہنہ پہر ہو رہا تھا۔ اس لئے
میں ایک ہی جگہ کھڑا تھا اور وہاں سے بہت نہیں سکنا تھا۔ اس وقت مجھ سے بہ
نہیں ہو سکتا تھا کہ میں دشمنوں کو چیر پھاڑ کر نکل جاؤں۔ لیکن اسی اثناء میں
میں ایک شخص کو لپٹ گیا اور اسے اٹھا کر دوسروں پر دے مارا۔

اس وقت مجھے یہ بات مزید تسلیم کرنا پڑی کہ یہ لوگ واقعی بہادر تھے۔
حالانکہ وہ پوری طرح مسلح تھے اور میں ہتھتا اور تھناتا۔ وہ اگر چاہتے تو مجھے آٹا
خانہ تلوار کے گھاٹ اُتار سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایک نبتہ آدمی کے مقابلہ میں
ایسا کرنا خلاف حمہ انردی و شجاعت سمجھا اور کوئی ہتھیار استعمال نہیں کیا۔ بار و بار
اردیشو کا خوف اور گمراہی ان کو غصہ میں آکر بار بار "میزن دکش" کا حکم
دے دیتا تھا۔ مجھ پر اگر ان لوگوں نے وار کئے تو ڈنڈوں کے دار و در
کئے تھے۔

اتنے میں ایک شخص نے میرے سر پر ایسا ڈنڈا مارا کہ میں سر پکڑا کر بیٹھ
گیا اور اسی حالت میں دوسرے شخص نے صفا ہائے کند مارے کہ ان میں میری
گردن پھنس گئی اور میں بے بس ہو گیا۔ دوسرے آدمیوں نے اگر میری ٹانگیں کھینچیں

میرے سر میں جو سخت زخم ہو گیا تھا اس سے خون بہہ کر میری آنکھوں میں
 نہا اور میں اندھا ہوا جاتا تھا۔ میں نے اسی حالت میں اپنا سر جھکا کر دیکھا
 دیکھتا دیکھتا ہائی ہاتھ میں تکرار ظلم کرتے ہوئے آیا۔ اس کی صورت دیکھتے
 میری آنکھوں میں جا پانی چھا دول کی صورت کا نقشہ پر گیا۔ میں نے
 برس دیں دیں تھیں کہ میری طرح زہر کی مشکین ہاند ہر جا پانی جھٹا
 کی گردن اڑا رہا ہے۔ اب اس ملعون کو اس طرح تہہ دیکھ کر میں
 گیا کہ میرا خاتمہ ہو گیا۔

میں نے کسی شخص کی آنکھوں سے نفرت و حقارت کے بڑبڑات
 نہیں دیکھے تھے تو اب دیکھ لے۔ لیکن میں نے بھی اُسے اُنہیں نگاہوں
 دیکھا تھے دیکھو وہ کسی قدر اور بڑا لیکن مجھے قتل کرنے سے اس نے اپنا
 نہ روک لیا۔

اسکے لہجہ پر نہک سکوت ڈاری رہا وہ اپنی تلوار نہ لٹاتا رہا اور اسکے
 ہی حکم کے منتظر تھے۔ مگر اس نے بکا یک اپنی تلوار بنام میں کر لی اور میری
 حقارت سے دیکھ کر بولا۔

ہم اپنی تلوار سے کتوں کو نہیں مارا کرتے۔ تم جیسے کتوں کے خون سے
 مقدس نمیشرتا پاک ہو جائے گی۔ جو پشندہ پشت ہے ہو رہے آباد اجڈا
 ے زبیب کر رہی ہے۔ میرے آدمی دیکھو اس شخص کو اس جگہ پہلو جہاں
 رک کے کنارے ایک بہت گہرا کھڈ ہے۔ اور ہم اس پاگل کتے کو اس کھڈ میں
 پٹک دیں گے۔ اس طرح اس سنگیناغ زمین میں ہم کو اسکے لئے قبر کو دسنے
 نہ حسرت ہی گوارا کرتا نہ پر اسے گی۔ تم میں سے دو آدمی اس راگی کو پڑا لو۔
 راستہ ہی اپنے ساتھ لے چلو اور اسی کی آنکھوں کے سامنے اسکے عاشق کی

کی لاش کا قہر کیا جائے گا۔ اس سے اس کو ایک نصیب آرزو
حاصل ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ وہ آئندہ زیادہ اعلیٰ مقام پر
فرمانبردار بن جائے۔

جب وہ لوگ بچے اٹھا رہے تھے تو میں نے ادھتو کی طرف دیکھا
اس کا منہ دوسری طرف تھا۔ اس لئے میں یہ معلوم نہ کر سکا کہ ہوتے
اس کے دل میں کیا جذبات ہیں۔ وہ سیدھی کھڑی تھی اور جو لوگ
اس کی طرف تک رہے تھے ان کی وہ کچھ پروا نہ کرتی تھی۔ لیکن اتنے
بات ضرور تھی کہ پہلے سے اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

اس وقت ان لوگوں نے جلوس کے ماتحت قطار بانٹ لی۔ سب نے
آگے بطور رہنما ادیتسو کا بیٹا تھا۔ اس کے بعد چند ملازم تھے۔ ان کے بعد
ادیتسو اور میں مع اپنے نگہبانوں کے سب سے پیچھے تھا۔ جب ہم آگے بڑھے
تو میں نے دیکھا کہ نصف درجن کے قریب آدمی ہمارا ساتھ نہیں دیکھتے تھے
ایک آدمی مردہ معلوم ہوتا تھا اور باقی ٹخاف طور پر زخمی تھے۔ یہ لوگ
سڑک کے کنارے بیٹھ گئے تاکہ ان کے ساتھی واپس آکر انہیں
لے جائیں۔

ایک شخص ادھتو کے برابر چل رہا تھا لیکن اس کے ہر دو کوئی کام نہیں
تھا۔ وہ بخوشی خاطر چل رہی تھی۔ اس کو پیادہ روی سے بیشک تکلیف پہونچا
تھی۔ کیونکہ وہ ہر ہنہ پاہی۔ اور اُس کے پاؤں میں نوکرا بہتر چیتے تھے۔

مجھے اپنی ذات کی کوئی فکر نہ تھی۔ بلکہ ادیتسو کو کہہ دیکر میں چلین ہوا
تھا۔ امد ہی ہا بہتا تھا کہ زندگی کے جو چند لمحے باقی ہیں وہ دیدار کے شعل
میں گزر جائیں۔ تاکہ حسرت و یاد تو باقی نہ رہے۔ مگر میں تو یہ کہہ کر میں اپنی بات

ت کو نہ اس وجہ سے صحیح طور پر نہیں کر سکتا کہ میرے سر میں سخت
- ٹوٹی تھی۔

میری نظریں اس کے چھوٹے چھوٹے خوبصورت پاؤں پر جمی ہوئی تھیں
سب کوئی قصر و کاخ اس کے پاؤں میں پہنچتا تھا تو میں بیقرار رہتا تھا
مجھے سرت و دم تک نہ بھولے گا۔

تقریباً دو گھنٹہ میں ہم لوگ اس کھڑی چٹان تک پہنچ گئے جس کے
ساتھ یہ اکھڑتا تھا۔ جب ہم وہاں پہنچ گئے تو جیسے کسی کی حالت بدل گئی۔ سر
گرداں راستہ ایک پیادہ کی ٹانگہ کے برابر بڑا یہ تھا۔ جو اس وقت خشک تھا۔
انہوں نے پیادوں میں یہ گہرا کھڈا ہوا تھا۔ چونکہ میں خاص مجرم تھا اس لئے
میں سے ہلکے سب سے آگے لایا گیا۔ اور اس کھڈے کے دہانہ سے تقریباً ایک
متر فاصلہ پر کھڑا کر دیا گیا۔ میرے ارد گرد طرقت پٹن کیسے رہیں گے اسے دیکھ
- رہے تھے۔

میرے عین پیچھے میرا دشمن جانی استاد وہ تھا کہ اس کے آدمی نے
ادینے میں پس پیش کر میں تو وہ خود اس کام کی تکمیل کر دے۔ خشک ٹانگہ میں
تھکاتے ہوئے وہ شخص کھڑا تھا جس کی بگرائی میں اوتھو تھو تھی۔ اور عقب
میری مجبوریت دیگر آدمیوں کے کھڑی تھی۔

اس صبح آدھی شب جو وقت صبح ہوا اس سے گویا میری زندگی کے
اتنے ہی زیادہ بڑھ گئے۔ لطف یہ تھا کہ میرے ہی لئے یہ انتظام ہو رہا تھا
میں نے اس صبح کو بڑا تازہ دیکھ رہا تھا۔

چونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ وہی نہیں اس لئے وہاں پہنچنے کے لئے ہاتھ
نہیں مارنے پڑے۔ اس لئے وہاں پہنچنے کے لئے میرے ارد گرد

زمین کو زبان میں سے ایک کھڈ میں ڈال دیتا۔ لیکن اس وقت یہ بھی نہ
تھا۔ گرین سے وہ گرین تھا کہ جب بٹ دھکے رہا پنا سے گاؤ ایک آدمی کو
ایک پھنسا کر خیر سے گریوٹھا۔

جب سب منتقل ہوئے تو وہ فوج کے تودہ نو فرار درندہ پڑ لائے۔
شخص بہت سب نرم انتظامات ٹھیک ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی جلدی کرنے
کوئی ضرورت نہیں ہے۔ درجہ سے خراب کر کے اس شخص کو اپنے ساتھ
لے لیتے ہیں۔ یہ زمین ایک بڑے قریب ہو گئی۔ اس نے ہر شے
کے قریب پڑنے سے ڈرے۔ چنی ہوئے بڑے بڑے کو چننے والے کے روبرو
نہیں ہیں دیکھنا ہوں۔ پھر مٹی شے انہوں میں کھو رہے ہیں اور بات ہے۔
چھاب سے دیکھو۔ یہ زمین ایک بڑے آگے ڈھکیاں دو۔

میرے پردہ میں تو آدمی کھڑے تھے۔ انوں نے حکم کی تعمیل کی اور اس
نوت کے ایک ہی قریب ہو گیا۔
شخص بہت سب آگے آئے۔

چھٹے ایک ہی بڑے کیل دیا گیا۔
پھر یہ جہاں میں یہ شخص پہنچا تھا کہ بٹے خوب سے سستا گریوٹھا
نے رہنا۔ اس وقت کے دن اور میں اس کھڈ کی کھڑکی دیکھ سکتا
تھا لیکن وہ اس قدر ذات سے بچنے کے لئے میں خود اس مارے گا کہ
دراں کی شب نے لگا دیا نہ کرے دیا۔ اور میں نے اپنے حواس
مستقل رکھے۔

جب بٹے انشت گز کے قریب ڈھکیلا چکا تھا تو اس مردود نے
لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کتنی جگہ ملے کر رہا ہے۔ ایک شخص نے

رشتہ اس نے اپنا ارادہ بدل دیا ہو۔ در ب دوہ بنی توار کے ہاتھ سے
 ہر قسم کوہا ہے۔ لیکن جب اس ہوائی آواز کے بعد میں نے کسی ہمارے چیز کے گرنے
 کی آواز سنی تو میں حیران ہوا کہ یہ کیا آواز ہے۔ انہوں سے تو میں دیکھ نہیں سکتا
 تھا مگر کانوں سے سُننے لگا۔

سو رفت بوری طرح وہ سکوت فزائی تھا۔ لیکن یہ خاموشی کسی بھاری چیز
 نے زمین پر راہ گئی ہوئی آواز پیدا کر کے توڑی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی گول سی چیز زمین
 کی وزن سے ٹک کر خشک چٹہ کی تہ میں جا رہی ہے۔

عین اس وقت جبکہ اس چیز کے ٹکرنے کی آواز مجھ سے قریب ہو گئی تو
 خود بخود میری آنکھیں زمین پر پڑا ہوا زمین نے دیکھا کہ ایک سیاہ گول چیز
 آہستہ آہستہ روکنی ہوئی میرے پاؤں کے پاس سے گزری اور اس گھر کے
 غار میں جا پڑی جس میں میں نے ڈھکیڈھا جاتے دیکھا تھا۔ اب صاف معلوم ہو گیا
 کہ یہ کسی شخص کا سر پر ہوتا تھا۔

ہاں یہ بات کہ کس کا سر تھا۔ سے میں معلوم نہیں کر سکا کیونکہ وہ سر عہدی
 سے راز رکھ کر غار میں جا پڑا تھا۔

میں نے اس وقت محسوس کیا کہ جو وہ مجھے پرٹے ہوئے تھے وہ
 خوف سے کانپ رہے تھے اور میں یہ دیکھ کر ایک قدم پیچھے کھینچ گیا
 لیکن کسی نے مجھے روکنے کی کوشش نہ کی۔

میں سو رفت آدمی دیکھتا تو اسے قدموں پر اُتتا جوڑ کر گر پڑا تو سو رفت
 ایک ہند کی پرکھڑی ہوئی تھی۔ اس وقت اُس کا رنگ کسی قدر زیادہ زرد
 تھا جس کی آنکھیں بند رہی تھیں کہ میں نے اس کی آنکھوں میں سے
 روشنی کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے چہرے پر نہ ہنسی نہ غم تھا بلکہ ایک شہی
 اور

رأس تلوار کے پھل چنڈ سٹا میں سیاہ دہبہ تھا۔

اب میں خوب سمجھ گیا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔

بات یہ تھی کہ جو شخص ادیتسو کی نگرانی کر رہا تھا اس نے اسکو غافل پا کر
ساکر تلوار نیام سے نکلانی تھی اور بجلی کی حرکت چمک کر ایک بات اپنے صوبے
راتی کی گردن پر ایسا زہر کہ اسکا سر تن سے قلم ہو گیا۔ اسکا سر منقول کان سر
بیرہ برسے اور ادیتسو کے درمیان زمیں پر پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔

اسوقت شب ماہ میں کھڑی ہوئی وہ نئے عورت نہیں بلکہ حسن و جمال
ایک دیوی دکھائی دیتی تھی۔ اور میں خود کو اسقدر ذلیل سمجھتا تھا کہ اسکا قدم
سننے کے ہی قابل نہ تھا۔ اور شرمندہ تھا کہ میں نے کبھی اس کے دل میں اپنی
بت کے شعلے بھڑکائے۔ وہ کسقدر بہادر عورت تھی کہ اس نے میری وجہ سے
پینے بھائی کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

اب یہ بات صاف نظر آ رہی تھی کہ ملازموں میں جنگ کرنے کی تاب باقی نہ
ہی تھی۔ اور نہ اسکی ضرورت تھی۔ اب وہ بے سردار کی فوج رہ گئے تھے۔ اور
بے سردار کی فوج کبھی نہیں رہتی۔ ان لوگوں کی تمام بہادری اور شجاعت و شہادت
کی پیشانی موت کے سامنے گم ہو گئی تھی۔ اور جب ادیتسو نے آہستہ سے کچھ
سکھ دیا تو وہ لوگ بھی مجھے چوڑا کر ہٹ گئے جو مجھ پر تعینات تھے۔

جب میں پھر آزاد ہو گیا تو ادیتسو نے نہایت نفرت و حقارت کیساتھ
تلوار کو نہ میں پر پھینک دیا۔ اور میرا اس کے کہ وہ مجھے کچھ بوسے یا بھری طرف دیکھے
نہ لپڑ اور خشک نانہ کی طرف روانہ ہو گئی۔

مگر میں خوب جانتا تھا کہ اسوقت وہ کن خیالات میں مگھ ہے۔ گریباں اسکو
ایک خوفناک اور قاتل عورت سمجھ کر اس کے اس عل کو جو محض میری وجہ سے

کیا یہ تمہیں پسند نہیں کرتا تو میرے کہہ دو کہ جو چاہت کروں میں ہر چاہت جاؤں
وہ بٹے تھی قسمت مہرمت نہ رہے گی۔

اُس سے جو چاہیہ ہو سکتا ہے وہ اس سے کیا ہو رہتا ہے نہ قسمت غمی جو
میرے لئے بنام دے سکتی تھی۔ خواہ میں سے چاہا ہوں یا نہ۔
سہا کر باوجود تیرے لئے ہے ہنر میں کثرت کی پیروی کرتے تھے جو رہتا
اور خود سناٹے سے سمجھتا تھا جو تھی تو اس کی موجودگی کا یہ سبب دل پر
خونہ پڑا ہے۔

گھر پر دل صحت تیرے دل میں سے نکلتا تھا کہ فی الحال نہیں رہتا۔
جس میں رسم و رواج نہ تھا نہ صحت نہ تھا نہ اس سے کچھ بھی وقت پر ہو سکتا
تھا سے کیا۔ میرا دل اس کی بوجھ پہنچا رہا تھا۔ سارے سے سمجھتا تھا۔

میں دور دوروں کے میں ہوں تو وہ میں سے ہنر و دل میں
نہی کر لیا۔ اور جھٹ کر اس سے جھگڑا ہو گیا۔ اور کوئی میں نہیں کر لے دوں گا۔
جب تک میں چلوں گی تو ہوگی اور ہر عامر سے پہچانے اور ہر دل تھما
تو اس نے میری کو میں اس قدر ہنر پاؤں۔ اسے اور وہ سب سے پہچانی کہ اس
سے نہ میں پرانا دینا چاہتا تھا۔

جب میں نے اسے دیکھا میں نے دیا تو وہ مجھ سے ایک قدم پہنچے کہ
تو بہت کئی اور دنیا میں جا رہا تھا کہ یہ۔

میں نے خود کو مٹا ہی خراب ہو میں نہیں چاہتا کہ کوئی سے لیکر چلا۔ میں نہیں
چاہتا ہستی کہ آپ نے ہر دم کریں۔ اگر میرے پاؤں زخمی ہو گئے ہیں تو سونست کی
تھیکت میرے سے بہت معمولی کی بات ہے۔ وہ کل میں سے انکلیون کو
ہواں جاؤں گی۔ میں نے آپ کے دل میں میری وقت کم ہو گئی ہے تو میرا

ایسی محبت ہے جسکی وجہ سے میں ہمیشہ تکلیف میں رہوں گی۔ بشرطیکہ میری زندگی بے
 بے گزاری نہ گزری۔ اگر آپ کے خیال میں میں نے یہ فعل فراموش کیا ہے اور آپ کے دل میں میری
 سے نفرت پیدا ہو گئی ہے تو بہتر ہے کہ میں بھی یہی سوچوں۔ اپنا شمار استغیثین میں۔ اور
 ایک دوسرے کی صورت نہ دیکھیں۔ مگر یہ بھی ایسے اس فعل کا سرگرم فاعل ہو گا خواہ
 یہ محبت محبت کریں یا نہ کریں۔ ایک شخص کی جان چاہی تھی۔ اور میں اس شخص سے
 تعلق کرتی تھی۔ ایک تھکن دل دہانے والے تھے۔ اور اصل کڑیاں مومع دیا اور میں ٹھیکہ زنی
 پہلے سے جانتی تھی۔ کما سقت میں تھی خدمت نہ کرتی اور آپ کی محبت کی تھی
 ست کے نام کو دہشتہ لکھ رہی تھی۔ بہر حال اپنے فعل کی نسبت جو اذیتاں آتی تھیں
 ست فاعلی و فاعل ہے۔ جو آپ جو ہیں وہ کریں۔ آپ ان کا نبضہ جائزہ و راز کریں
 ۔ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں بنا.....

جان ایک تو زنی اسے باہر مٹوں۔ توڑتے کو باقی رہے۔ یہ تصور کیا۔ اور وہاں کھڑا کہن ہوش
 کی۔ اس کے نہ ہر قوی تھا مگر ان کا ذکر کرنے سے زیادہ حق نہ تھی۔
 ہر میرے دل میں بھی کوئی پس دیش نہ تھا۔ میرے خیالات جیسے بنے تھے وہی ہی
 جاتی تھے۔

میں آئے۔ روبرو اپنی جھوبکے پہاڑی کھڑا ہوا اور اسے چھوٹا سا دہننا ہاتھ پکڑا کر
 نے میری دینے دنت میں جان بچتی تھی خوب جیسے نیچے اور دبا دکر اپنے چہرے سے لٹکایا۔
 سوقت میری زبان بھی ان کا ذکر کرنے سے قاصر تھی۔ اور میرا دل خور و ذرا کا شکر
 کہ کوئی تھا کہ اس نے اپنے فاضل و کرم سے مجھے ایسی بھائی دی تھی نہ صرف یہی بلکہ جہاں
 وہ نہ تھا وہاں نہ تھا۔ مسائل بگڑتے میری و شجہ ست میں ہی جھنجھکتی تھی۔ اور آدینتو کے دھنن
 کی سوقت سفیر تلو لہر ہذا ست جو رہا تھا کہ وہ بھی تان موش تھی اور ہاں نہ نکلتی تھی۔
 ہر سوقت جو خیالات اس کے دل میں موجود تھے وہ ہمیشہ ایک راز سرسبز رہیں گے۔

تبل اس کے کہ میں اس کو دیکوں، ادنیٰ دیرت صاف سے دست لب
روزانہ ہوئی۔ اور سر جھٹکا کر میرے قدم چومنے لگی۔ نیکن میں نے اس کو اس حالت
میں بہرے زیادہ نہ بہنے دیا۔ اور فوراً گود میں اٹھایا۔

میں نے تنبیہ کی کہ وہ آئندہ ایسی حرکت کہی نہ کرے کیونکہ مذہبِ اسلام
درجہ عورتوں کو دیا ہے وہ اس امر کا متقاضی نہیں کہ کوئی عورت مرد کے پاس
بندھے اور اپنی زنت کا اس طرح بھار کیے۔

اب یہ چٹا لہو تھا کہ آفتاب عاتاب کی مقور شاہیں تگر ہائے کوہ سے
جھریں۔ اور رینا میں منادی کر دی کہ اب ظلمت شب کا نور ہوئی۔ اور اب
دشمن اور عینِ دسرت کا دورہ دورہ ہو گا۔ ہم دونوں نے ہر دل سے خدا
شکر ادا کیا کہ ہماری شہیتوں کی نجات یہی بخیر و خوبی ختم ہوئی اور اب آئندہ
نزدیکی سرت و شادمانی کے ساتھ گزارے گی۔

اسی رات کے واقعات ہیں کہ ہم دونوں میاں بیوی ان کا ذکر بھی زیادہ
نہیں لاتے اور نہ بھی کسی سے بیان کرتے ہیں۔
میں نے یا کوہا کہ پھر فوراً ادیتو کو شنگھائی روانہ کر دیا۔ اور خود
چند روز کی زحمت نے کرچین چڑھایا۔ اب ادیتو کا نام دلراہیم ہے
وہ دوشے شے بچوں کی مان ہے

تمام شد

حضرت شوق قدوائی مرحوم

از جناب مولانا سلیم انونوی (لکھنؤ)

شیخ احمد علی نام تھا۔ شوق تخلص۔ آپ سترہ سال قبل از ولادت جگہ تعلق لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب کاظم علی صاحب قدوائی قلیں اودھ کے ایک مرتبت رئیس تھے۔ لیکن حضرت شوق کی عمر کا ابتدائی حصہ عسرت کے ساتھ ہوا۔ اس کا دوسرا سبب یہ بھی تھا کہ بد قسمتی سے آپ کے والد کا انتقال بھی وقت ہوا۔ جبکہ آپ صرف ۲ سال کے تھے۔ اس سے ابتدائی تعلیم و یت مان کی زیر نگرانی شروع ہوئی۔ موی عبدالحی صاحب موہانی جن کا کہنا ہے شریف جگہ ہی میں ہے آپ کے عہد تھے۔

دس سال کی عمر میں حضرت شوق کو اپنے بنوئی شیخ امیر الزماں صاحب صدیقی سے ساتھ آنا و جانا پڑا۔ جہاں وہ ملازم تھے۔ اس کے بعد جب امیر الزماں صاحب بڑے عہدے پر فائز ہو کر انجمن تشریف میں گئے تو شوق صاحب کو بھی انجمن میں قیام کرنا پڑا۔ یہیں آپ نے عربی و فارسی کی تعلیم شروع کی اس کے بعد جہان میں کچھ عرصے تک امیر الزماں صاحب کے ہمراہ رہے۔ جہاں انھوں نے علوم عربیہ حاصل کرنے کے ساتھ ہی انگریزی تعلیم بھی حاصل کر لی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ان کی والدہ نے انھیں اپنے پاس بلا لیا اس لئے سلسلہ تعلق قطع ہو گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے بہار کتب خانہ دار فیض آباد میں قیام کرنا شروع کیا۔ مگر شغل ان کی فطرت کے خلاف تھا۔ اس لئے استغناء سے کرکھنؤ پہنچے۔

یہاں اگر آپ نے انبارِ آزاد کی اشاعت شریعت کی جس میں سیاسیات سے
 علمی ادبی مقامات شائع ہوا کرتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک اس
 کے نائلِ عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن یہ سبیل ہی
 سال کے بعد ترک کرنا پڑا۔ اور مدتِ یادِ یہ معاش کا تیسرا دور بمبائیا
 میں شروع ہوا۔ یہاں آپ نے نمونی عہدوں سے ٹکٹری کے درجہ تک ترقی
 اور آخر میں فیشن کے کردار پر پہنچے گئے۔ وہاں آپ نے باری لائبریری،
 مرقب کی حیثیت سے کام کرنے سے۔ یہ فیشن بہت دلچسپ ثابت ہوا۔ تقریباً
 سال تک آپ نے بت میں ادبی خدمات اسی سلسلہ میں انجام دیں۔ اس
 بعد عہدِ پیری اور سلسلہ خدمات سے مجبور ہو کر بارہنگی واپس آئے اور
 خانہ نشین ہو گئے۔

بارہنگی کے قیام کو دو برس تک نہ تو اسے۔۔۔ تھے کہ مرضِ ستھیری میں مبتلا
 اور ایسے کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی آخر کار اپنی صاحبزادی کی سہ
 واقع گوڑہ میں پہنچے گئے اور وہیں شش ماہ میں انتقال فرمایا۔
 آپ کو شاعری کا ذوق ادا اہل عمر ہی سے تھا۔ چنانچہ پہلی غزل آپ نے
 سال کی عمر میں فرمائی تھی۔ مگر آپ کی شاعری کا انداز اس وقت ہوا جب آپ
 اپنی والدہ کے اندر سے ترک تعلیم کر کے، اس سال کی عمر میں سو سو سال و پیر
 آپ نے دہرا پور میں جہان اس وقت نامی گری کی شعرا کا اجتماع
 کرتا تھا۔ حضرت امیر مرحوم کو بھی دیکھا تھا۔ اور ان کے کچھ ایسے مقتدرت کے
 میں قیام کرتے ہی ان کے شاگرد ہو گئے۔ حضرت امیر مرحوم بھٹو کے
 نامی گرامی شاعر تھے۔ جن کے متعلق شوقی فرمایا کرتے تھے کہ مزارِ غالبِ شہد
 دور دیگر مجبور یوں سے تنگ آکر امیر مرحوم سے دو خطوں میں یہ اسناد کی تھی

لیکن اس سے پیشاب نہیں ہو سکتا کہ ان سے اصلاح دیتے تھے۔

حضرت تاج مرہوم مصنف ثنوی "الفہم" اس زمانہ میں محدث کی زبان
میں اپنا نام لے رہے تھے۔ آپ نے شوق کا بھی ایک سن رسیدہ بیگم سے
گزار دیا تھا۔ جسے سات سال تک مستفید ہونے کے بعد آپ نے ثنوی "نور
الہی" جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے قبول و مرہم ہے۔ یہ ثنوی آپ کے استاد
ہی میں کھیل کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن اصلاح نہ ہو سکی تھی۔ یہ ثنوی آپ نے بکرا
مصنفہ دیا شکر شیمہ کو دیکھ کر تصنیف فرمائی تھی۔ گہر جواب کے خیال سے یہ
تین کی کوشش کی تھی جیسا کہ خود فرمایا کرتے تھے۔ اس تصنیف کی بنا آپ نے شہ
شاعری سے ڈال دی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعد کو اس میں آپ نے کئی مرہ
تشیع کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہر سے ہر موٹی گئی۔ اس ثنوی کے مرہ
سے بعد ہر شخص یہ مضمون کر سکتا ہے کہ محاورات کا استعمال۔ سلاست زبان
کا جو استعمال اس میں کیا ہے۔ وہ کھنڈ کی پرانی جہتوں میں پیشہ کے ہر
اس ثنوی کی تمام خصوصیات۔ تمیز، پڑت۔ بھرپور، اور اختصار وغیرہ بالکل
کے طرز پر ہیں۔ وہی ہی دیو زادوں کی بے سرو پا داستان اس میں بھی نظر
جیسی گزرا نسف میں۔ اسی وجہ سے اکثر ممدین نے طنز یہ یہ بھی کہا کہ شہ
گزار شیمہ کا جواب لکھا ہے۔ حالانکہ خود مصنف اس کی اتباع کا مقرر تھا۔

"میرا شوق" کو پڑھنے سے روائی کن مرہ طرز داوا۔ سلاست اور فن شاعری
نظر آتا ہے۔ ذیل میں چند ساقی نامے لکھے ثنوی سے اقتباس کر کے پیش کرتا
شیشے کی پی کو سانس لا
بھر باد و عیش سے پیالہ
آسکے بیانیہ، آسکے مینا
تاجے بیانیہ گانے مینا
چپے پہنوں کا رنگ ہر آج
ساقی مری عقل دگاہ ہر آج

حُشّت جو کہیں زیادہ ہو جائے نہ تیر بہ موج بادہ ہو جائے

مُحَدّ سے جادو نکالتا کھتا دُور سے بانوں سے ڈالتا کھتا

پتوں کی ادا نظر سے گزری پہنچی کی آئی جگر سے گزری

یاں تھک کے نگہ زمین پہ پہنچی داں چشم ہو سن جیسا پہ پہنچی

یاں موسے مژہ نظر پہ چسپاں واں رست ہوں کو شوقِ دہن

شہزادہ تھا دلوں سے پر جوش جیسے مے کی ہوں میں مینوش

کچھ خیر ہے گفتگو یہ کیسی بند کی نہیں بے تکلف ایسی

ایسے بچہ پاکِ دل نہیں تم پہنچیں مرا جھوٹ لو کہیں تم

آپے کو بستے ہوئے بیڑوں تم پھرتی تو نہیں کہ ہوش میں کم

بچہ پر اچھی حق نہیں مختار یہ خیر چھوڑ کر کجا اچار

زرگس دیکھ کر کیا عجب ہے سو سن نہ پہنچے کیا غصہ ہے

بیدار نہ سبیرہ باغ کا ہو شستہ دہتاک میں چھڑا ہو

خستہ نہ چپک کے گل کھلا میں بویا کے نہ لے اڑیں ہوا میں

مثنوی سے بھی زیادہ آپ کی مثنوی "عالم خیال" مقبول ہوتی جس کے کئی روشن

لی حیات ہی میں شائع ہو کر فروخت ہو گئے تھے۔ اس مثنوی کی سب سے بڑی

بابت یہ ہے کہ روزِ بن میں باکمل نئی چیز تھی۔ اس میں کسی شہزادے کا دیو و پرتی

بند نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ ایک ہجرانِ نصیب عورت اپنے بچے کو

نے شوہر کی جست میں سمیٹ رکھا ہے۔ اور اپنی مخلصہ مہربانی سے، چاندِ زیارت اور

باتِ فریاد کو گریہ کی جگہ اور کسی عالمِ خیال کو تنہا رہتے اس کا شوہر

جو توبہ نہیں کرتا کی تلافی دے رہا ہے۔ یہ "روزِ ان پست" میں

موجود ہے۔ اس کے علاوہ "بہارِ ناز" میں بھی "بہارِ ناز" میں

خصوصیت ہے۔ وہ یہ کہ نازی کی ایک اخافت بھی آئے نہیں پائی۔ یہ مثنوی
 کے لحاظ سے بحر طلال کی ایک زندہ مثال ہے جسے پڑھ کر بلقہ نسواں کی
 اور رسم و رواج کی قیود کا دردناک منظر آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔
 حضرت شوق کی شاعری کا زمانہ وہ تھا۔ جب کہ دنیا سے شاعری غزلوں
 تک محدود تھی یا مرثیہ کی قدر ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ کبھی صنف پر نہ تو شاعر
 کہنے کی کوشش کرتے تھے۔ نہ ہلکے میں داوہی لیتے تھے۔ اسی وجہ سے لوگ
 کو ایک بیکار چیز سمجھتے تھے۔ گو انھوں نے غزل گوئی ترک نہیں کی۔ مگر اس
 کو انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ اور دیگر اصناف شاعری کو زیادہ پسند کرتے۔
 چنانچہ مثلث۔ مسدس۔ مثنوی۔ اور اس قسم کی جملہ اصناف شاعری میں انھوں
 اپنی جدت پسندی اور کمال کا ثبوت پیش کیا ہے۔ لیکن یہی اسباب تھے جن
 پر اکثر حضرات آپ کے خلاف ہو گئے تھے۔ اور آپ کو بدنام کرنے کی کوشش
 کرتے رہے۔ مگر شوق نے بھی اس کی پروا نہیں کی کلام شوق دیکھنے کے
 ہر شخص پر اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ آپ کو روایتی شاعری سے زیادہ سلا
 نظموں وغیرہ میں کامیابی ہوئی۔

شوق کے ابتدائی زمانہ کا کلام قریب قریب سب تلعت ہو گیا۔ لیکن دور
 غزلیں جو بھی تھیں انھیں آپ نے دیوان میں شامل کر لیا ہے۔ ذیل میں اسی
 زمانہ کے چند اشعار نوختا پیش کئے جاتے ہیں۔
 بناہ الکنت کا ان دوزا کوں میں سخت مشکل ہے

ادھر نازک مزاج یار۔ ادھر نازک مرادل
 یہ بھی رنگ حسن لاتی ہے حسونوں میں
 بڑے تو سر کا کل ہے گھٹے تو گال کا تیل

میں خوش اُدھر وہ ترک خوش اپنے تھوڑے

میں سمجھا تیرے دل میں وہ سمجھا تیرے دل میں

نا ہے کہ توڑوں گا میں کتابوں کہ جوڑ اس کو

وہ کتاب ہے کھلو نا ہے میں کتابوں مراد دل ہے

ۛ

کسی زائد کے ساتھ حشر اس کا

جسے حسین سے خلوت میں ا جتباب رہے

کی بھی ہے چہرے کا حسن غصہ بھی

وہ چاہے بھول رہے چاہے آفتاب رہے

گی عمر جو بھو گے زلف سے اسے شوق

کہ طول کم ہو جو رشتہ کو بیچ و تاب رہے

ۛ

ن حرم میں ہوئی ہے خدا خدا کر کے

چلو وہ چیز ہیں اب نیاز ادا کر کے

ت اس نے بڑھا دی سمجھ کے کم جرات

خطا ہوئی کہ میں نادم ہوا خطا کر کے

ب شکوہ بیجا سے کلفت اٹھنا شوق

ججل کیسا اسے کیوں شکوہ بجا کر کے

ۛ

شوق مریوم نے باعیا ت بھی سیکڑوں کہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ

لے لکاظ سے بہت خوب ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

نما سے بنا ہے اس حسیں کا نشا صورت ہی سے ہے شکل ریا نسی ہیں
 لب ہے خط مقروس تو دینی ہے نمود آنکھیں گوشوں میں زباں لے ہیں گو

حالت سے بڑے تو زلف کی طرح لٹے منہ دی سے جھے تو زنگ کی شکل
 لے شوق زمانے میں شب دروز کی طرح ہم گھٹکے بڑے کبھی تو پھر بڑے گھٹکے
 بیا ہے مے کبر سے جوش مستی ہے ساتھ فراز کے لقیب ہست
 تقدیر کی گردش سے لکھل دو لال رہتی ہے بلندی کے برابر لب

جلتا ہے ارے عقل کے دشمن میڑھا
 طالع کو نہ جان ہو کے بد ظن ہیں
 اس بے ہنری پر کیوں زمانہ کا لگا
 خود تاج نہ آئے اور آنگن میں

شوق مروجہ کو سب سے زیادہ تہمتاں لفظی و اصطلاحی کا ذوق
 چنانچہ اس لحاظ سے ان کا دیوان لغت کے ہم فہم ہے جس میں کاوی
 اصطلاحات اور ضرب الامثال وغیرہ کو نظم کرنے کی ہر جگہ کوشش
 کی گئی ہے۔ بلکہ اکثر اوقات اسی جدوجہد میں کلام کی سلاست اور
 روانی و تسلسلہ بالکل تشریف سے گئی ہے۔ مگر جو حضرت شوق
 جو محفل تھا وہ ضرور پورا ہوا۔
 سجاد احمد شند

